UTL AT DOWNSVIEW
D RANGE BAY SHLF POS ITEM C
39 10 22 02 06 016 5

PK
6357
S239
1915

Sahbā'ī, Imām Bakhsh
Tarjamah'-i Hadā'iq al-
bālaghat

PLEASE DO NOT REMOVE
CARDS OR SLIPS FROM THIS POCKET

UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY

LIBRARY
JAN 9 1970
UNIVERSITY OF TORONTO

Sahbāʾī, Imām Bakhsh

Tarjamah-i ḥadāʾiq al-balāghat

PK
6357
S239
1915

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

ترجمہ حدائق البلاغت

[illegible] متخلص صہبائی [illegible]

نتیجۂ طبع رسا و زادۂ فکر آسمان [illegible]

بحسن انتظام و فرید اہتمام

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدور ہمین کب ترے وصفون کی رقم کا | حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

حمد کے مضمونون کا فکر جب دل مین گذرتا ہے اور نعت کے معانی کا خیال جب وقت آتا ہے تو کوتاہی حوصلۂ کاغذ اور تنگی ظرف دوات بلکہ عقل کی نارسائی اور اندیشہ کی ناتمامی اس امر سے مانع ہو کر چاہتی ہے کہ اس عقدۂ مالاینحل سے ناخن فکر کو نارسائی کا متہم نہ کرے دوستون وائق الاخلاص کی خدمت مین دو کلمۂ ضروری العرض کو عرض کرے کہ نسخۂ حدائق البلاغت علم بیان اور بدیع اور عروض مین شمس الدین فقیر رحمۃ اللہ علیہ کے قلم بلاغت رقم کا ثمرہ ہے اور اس کتاب کا اس فن کے استیعاب مین شہرہ ہے صاحب والا مناقب بلند مراتب حاکم داد ور داد رس دہش گستر لوترس صاحب بہادر دام اقبالہٗ نے کہ شہر سعادت بہر شاہجہان آباد کے مدارس کے پرنسپل ہین فقیر سراپا تقصیر خاک علما، گدائے سر کوچۂ فضلا، سرگشتۂ وادی ناتوانائی امام بخش صہبائی کو کہ طلبۂ فارسی خوان کی تعلیم کے لیے مدرسی اول کے عہدے پر مشرف ہے ارشاد کیا کہ اگر یہ نسخہ فارسی زبان سے اردو مین ترجمہ کیا جاوے اور اسمین عربی اور فارسی مثالون کی جگہ اشعار اردو زبان ہند کے مندرج ہون تو اُن لوگون کے

واسطے کہ اُردو اشعار سے ذوق رکھتے ہین اور اسقدر استعداد نہین رکھتے کہ فارسی
کتابون سے اُن مطالب عالیہ کو سمجھ لیین بہت مفید ہوگا اسواسطے اس خاکسار نے
بموجب اسکے کہ المامور معذور باوجود کمی استعداد کے تقدیم امر مین سعی کر کے اس
رسالہ کو سنہ ۱۲۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۲ عیسوی مین مرتب کیا لیکن مستعدان انصاف
پسند پر مطالعہ کے وقت ظاہر ہوگا کہ اس کم استعداد نے مسائل علمی کے لکھنے اور
امثلہ اُردو کے فراہم کرنے مین کسقدر سعی کی ہے جو کہ یہ مقصود تھا کہ علم بیان اور
بدیع اور عروض سے طالبین کو فائدہ تمام حاصل ہو اسواسطے بہت مسائل
اصل کتاب سے زیادہ کر دیے اور ازبسکہ لفظ لفظ کے ترجمہ مین مطلب کی توضیح
خوب نہین ہوتی اسلیے ترجمہ مین اس امر کا مقید نہین ہوا ہر چند لیے عندیہ مین
غور اور تامل کو کسی مقام مین معاف نہین رکھا لیکن بمقتضاے اسکے کہ الانسان
مرکب من الخطاء والنسیان اگر خطا ہوئی ہو تو کم استعدادی پر نظر کر کے معاف
کرین واللہ یحب المحسنین جاننا چاہیے کہ اس کتاب مین پانچ حدیقے اور ایک خاتمہ ہے
حدیقہ پہلا علم بیان مین حدیقہ دوسرا علم بدیع مین حدیقہ تیسرا علم عروض مین
حدیقہ چوتھا قافیہ مین حدیقہ پانچوان فن معما مین اور خاتمہ سرقات
شعریہ مین اور ہر ایک کی تعریف اُسکے موقع مین بیان ہوگی۔

حدیقہ پہلا علم بیان مین

علم بیان چند قاعدون کا نام ہے کہ اُنکو اگر ایسی طرح سے یاد کرین کہ وہ سب
ذہن مین حاضر رہین تو ایک معنی کو کئی طریق سے ادا کر سکتے ہین اور وہ طریق مختلف
ہوتے ہین بعض اُنمین سے اُس معنی پر اسطرح سے دلالت کرتا ہے کہ اُس سے

وہ معنی صاف سمجھے جاتے ہین اور بعض سے وہ معنی صاف صاف اور واضح نہین سمجھے جاتے بلکہ بعد فکر اور تامل کے سمجھ مین آتے ہین اور ان سب کی مثالین آگے بیان کیجاینگی اب معلوم کیا چاہیئے کہ قید اسطرح سے یاد کرنے کی سبب ذہن مین حاضر رہین اسواسطے ہو کہ اگر کوئی شخص فقط زید کے سخی ہونے کو مثلاً کئی عبارت مین ادا کرنا معلوم کرے تو اُسکو یہ نہ کہینگے کہ یہ شخص علم بیان کا عالم ہے اور قید معنی کی ایک کے ساتھ اسواسطے ہو کہ اگر کوئی شخص کئی معنی کو کئی عبارت مین ادا کرے اور وہ کئی عبارتین البتہ ایسی ہون کہ ایک کی دلالت دوسرے کی دلالت سے واضح تر ہووی اور یہ امر بھی علم بیان سے نہین ہو علم بیان سے وہی ہو کہ ایک معنی کو کئی عبارت مختلف الدلالۃ مین ادا کرے اور دلالت کے واضح ہونے مین اختلاف کی قید اسواسطے کہ اگر کوئی شخص ایک معنی کو عبارتون مختلفہ مین ادا کرے اور ہر عبارت سے وہ معنی یکسان واضح ہوتے ہون یعنے جسطرح سے پہلی عبارت سے واضح تھے اُسی طرح سے دوسری عبارت سے بھی واضح ہون مثلاً آفتاب کو الفاظ مترادف سے تعبیر کرے چنانچہ شمس اور بیضا اور لوح اور عین اور سوا اسکے تو یہ امر بھی علم بیان سے نہین ہے اور جو کہ اس تعریف مین دلالت کا ذکر ہی لازم آیا کہ دلالت کو بھی بیان کیا چاہیئے پوشیدہ نرہو کہ دلالت ہونا کسی چیز کا ہو ایسی طرح پر کہ اگر اُس چیز کو جان لین تو اُس سے دوسری چیز کا جاننا لازم آجاوے مثلاً دھوان ایسی حالت پر ہو کہ اُسکے معلوم ہونے سے معلوم ہوجاتا ہو کہ وہان آگ ہے پس دلالت کرتا ہو آگ پر اور جو دلالت کرے اُسکو دال کہتے ہین یعنے دلالت کرنے والا اور جو چیز دلالت کری اُسکو مدلول کہتے ہین یعنی دلالت کیا گیا چنانچہ دھوان دال ہو اور آگ مدلول اور دلالت کرنیوالا اگر لفظ ہو تو اُس دلالت کو دلالت لفظی کہتے ہین

اور اگر کچھ اور شے ہو سوا لفظ کے اُس دلالت کو دلالت غیر لفظی کہتے ہین جیسے رقم
لفظون پر اور منار فرسخ پر اور دھوان آگ پر دلالت کرتا ہی انکی دلالت غیر لفظی ہی کیونکہ
یہ سب چیزین لفظ نہین ہین اور دلالت لفظی تین قسم ہی ایک قسم یہ کہ اُس لفظ کو جس شے پر
دلالت کرنے کے واسطے وضع کیا ہے وہ لفظ اُسی شے پر دلالت کرے مثلاً اسد کہ
مقابل جانور درندہ مشہور کے اصل مین بنایا گیا ہے اور اسی جانور پر دلالت کرے
اور علی ہذا القیاس اس دلالت کو دلالت وضعیہ کہتے ہین اسواسطے کہ اسمین وضع کو
دخل ہے دوسری یہ کہ طبیعت کے چاہنے سے وہ لفظ سرزد ہو جیسے بیمار اُوہ اُوہ کہتا
ہے اور اس لفظ سے معلوم ہوتا ہی کہ اسکے درد ہی پس طبیعت بولنے والے کی درد کے
وقت خواہ مخواہ تقاضا کرتی ہی کہ یہ لفظ زبان سے نکالئے اس دلالت کو دلالت طبعیہ
کہتے ہین کیونکہ اس لفظ کے بولنے مین طبیعت کے چاہنے کو دخل ہے تیسری یہ کہ نہ وضع
نے اُسکو اُس شے پر دلالت کے واسطے وضع کیا ہو اور نہ بولنے والے کی طبیعت کے
تقاضے سے زبان سے نکلا ہو بلکہ جسوقت وہ لفظ بولا جاوے تو عقل اُس سے کوئی شے
سمجھ لے مثلاً کوئی شخص دیوار کے پیچھے کھڑا ہو کر لفظ دیز کا کہے اور اُس سے معلوم ہو کہ
پیچھے دیوار کے کوئی شخص بولتا ہے پس دیز نے فقط بولنے والے کے وجود پر دلالت کی
اس دلالت کو دلالت عقلیہ کہتے ہین کیونکہ اسمین عقل کو دخل ہی اور علم بیان مین فقط
دلالت لفظیہ کام آتی ہے اسواسطے کہ از بسکہ طبیعت اور فہم مختلف ہوتی ہین اور اس
اس سبب سے دلالت طبعیہ اور عقلیہ منضبط نہین ہوتی اور وضعیہ مین سے بھی دو قسم
آتی ہین اور اسکا بیان آگے مفصل آویگا اب معلوم کیا چاہیئے کہ دلالت لفظیہ وضعیہ کی
تعریف یہہ ہی کہ وہ سمجھنا معنی کا ہی لفظ سے جسوقت بولا جاوے اور یہ سمجھانا نسبت

اُس شخص کے ہے کہ وہ اُس لفظ کے اُس معنی کیواسطے وضع ہونے پر آگاہ ہو کیونکہ اگر
آگاہ نہو گا اُسکے نزدیک وہ معنی مجہول ہونگے اور یہ دلالت یا اسطرح ہو کہ لفظ جس
شے کے مقابل وضع ہوا ہے اُس تمام شے پر دلالت کرتا ہو مثلاً انسان جب اسکے
بولنے سے یہ نہ سمجھا جاے کہ مراد بولنے والے کی فقط حیوان ہے بلکہ یہ سمجھا جائے کہ مراد
اُسکی وہ شے ہے کہ جسمین حیوان ہونا اور ناطق ہونا جمع ہو اس دلالت کو دلالت مطابقی
کہتے ہین اسواسطے کہ لفظ اور معنی مطابق ہین اور یا اسطرح ہو کہ اُس شے کے ایک جزو پر
دلالت کرے مثلاً انسان سے حیوان کے معنی سمجھے جائین اسکو تضمنی کہتے ہین اسواسطے
کہ یہ جزو اُسی کے ضمن مین ہو کہ جسکے واسطے وہ لفظ بنایا گیا ہو اور یا اسطرح ہے کہ وہ
لفظ ایسے معنی پر دلالت کرے کہ نہ وہ لفظ اُس معنی کے واسطے بنایا گیا ہے اور نہ وہ
معنی اُس لفظ کی سارے معنی کا ٹکڑا ہو بلکہ یہ معنی خارج سے اُسکو لازم ہو گئے ہین مثلاً
انسان کا دلالت کرنا ہنسنے والے پر یا لکھنے والے پر کسواسطے کہ ہنسنا اور لکھنا
انسان کی ذات مین داخل نہین بلکہ خارج سے ایک امر اُسکو لازم ہو گیا ہو اس دلالت کو دلالت
التزامی کہتے ہین بسبب لازم ہونے اس امر خارج کے اور یہ اصطلاح منطق والون کی ہے
اور علم بیان والون کی اصطلاح مین مطابقی کو وضعیہ کہتے ہین اسواسطے کہ واضع نے اُس
لفظ کو اُس تمام معنی پر دلالت کرنے کے واسطے وضع کیا ہے پس یہ دلالت وضع کی
طرف منسوب ہے اور دلالت تضمنی اور دلالت التزامی کو عقلیہ کہتے ہین تضمنی کو اس
واسطے کہ عقل اس بات پر حکم کرتی ہے کہ جب کل ذہن مین حاصل ہو گیا جزو بھی
ذہن مین حاصل ہو گیا اور التزامی کو اسواسطے کہ عقل اس بات پر بھی حکم کرتی ہے
کہ جب وہ شے کہ اُسکو کوئی اور شے لازم ہو ذہن مین حاصل ہو گئی وہ شی لازم بھی

ذہن مین حاصل ہوگئی دونون اصطلاحون مین فرق یہ ہے کہ منطقیون کے نزدیک وضعیہ اور عقلیہ دونون قسم مطلق دلالت کی ہین اور یہ تینون قسمین کہ جو علم بیان کی اصطلاح کے موافق ہین وضعیہ مین داخل ہین اور علم بیان والون کی تقسیم کے موافق وضعیہ اور عقلیہ ہرچند دونون ایک دوسرے کے مقابل ہون لیکن مطلق دلالت کی قسمین نہین ہین اور جاننا چاہیے کہ ایک معنی کو ایسے چند طریق مین ادا کرنا کہ بعض اُنمین سے واضح ہووے اور بعض اسکی نسبت کم واضح تر دلالت مطابقی کے ساتھ نہین ہوسکتا اسواسطے کہ الفاظ اپنے معانی پر دلالت مطابقی کے ساتھ ایک طرح سے دلالت کرتے ہین یہ نہین ہوسکتا ہے کہ بعض کی دلالت اُنمین سے بہت ظاہر ہو اور بعضے کی کم اور یہ امر بھی سبب ہے کہ سننے والا یہ جانتا ہو کہ یہ الفاظ ان معنی کیواسطے بنائے گئے ہین اور اگر یہ نہ جانتا ہوگا تو وہ الفاظ دلالت ہی نہین کرینگے مثلاً لفظ لیث اور اسد اور غضنفر اور حارث یہ چارون لفظ شیر کے واسطے بنائے گئے ہین جب یہ معلوم ہوگیا پس دلالت ہر واحد کی اُس معنی پر برابر ہے کچھ کم اور بیش نہین یا یون کہین کہ رخسارہ اُسکا گلاب کے مانند ہے پس سننے والا جسوقت یہ جانتا ہوگا کہ رخسارہ اور گلاب اور مانند کے معنی یہ ہین تو ممکن نہین کہ کوئی اور کلام اس معنی مین بشرطیکہ دلالت مطابقی رکھتا ہو بہ نسبت اُس کلام کے واضح ہونے مین کم ہو یا زیادہ کیونکہ جسوقت ہم ان سب لفظون کے قائم مقام اور لفظ اسی معنی مین لاوینگے مثلاً بجاے رخ کے خد اور بجاے گلاب کے ورد اور بجاے مانند کے مشابہ تو سننے والا اگر ان لفظون کے معنی جانتا ہوگا جیسا اُس کلام سے سمجھا تھا ویسا ہی اس کلام سے سمجھیگا اور اسمین ہرگز کچھ تفاوت نہین ہے اس مقام مین ایک اعتراض وارد ہوتا ہے

اور دو ہی کہ یہ نہین ہو سکتا کہ سننے والا اگر اُن لفظون کے معنون سے آگاہ ہو تو وہان واضح ہونے مین اختلاف نہو اسواسطے کہ شاید بعضے الفاظ خیال مین اسطرح سے موجود ہون کہ اُنکے معنی تھوڑی سی توجہ سے عقل مین آجاوین بسبب کثرت استعمال کے اس جہت کر کہ اُسکو سنے ہوئے عرصہ قریب ہوا ہی اور بعضے الفاظ خیال مین اسطرح سے ہون کہ بڑی توجہ کے بعد اُنکے معانی عقل مین حاضر ہون اور اکثر ہوتا ہی کہ باوجودیکہ ہم پہلے جان چکے ہین کہ یہ لفظ فلانے معنی کیواسطے بنایا گیا ہی اور پھر اُس معنی کے نکالنے کے واسطے بار بار فکر اور تامل کرنے کی حاجت پڑتی ہی اور یہ امر یا اس سبب سے ہی کہ اُسکو سنتے ہوئے بہت زمانہ ہوا ہی یا اُس لفظ کی تکرار کم ہوتی ان دونون صورتون مین ظہور اور خفا ممکن ہے اسکا جواب یہ ہی کہ وضوح اور خفا مین اختلاف ہونے سے یہ مراد ہی کہ یہ امر خود دلالت کی ذات مین پایا جاتا ہو نہ بواسطہ کسی اور شے کی چنانچہ دلالت التزامی مین کہ اگر لوازم کسی شے کے قریب ہونگے تو اُسکی دلالت واضح ہوگی اور اگر لوازم اُسکے بعید ہونگے تو دلالت اُسکی خفی ہوگی اور بیان اسکا آگے مفصل آویگا پس یہ خفا اور ظہور نفس دلالت مین ہی اور دلالت مطابقی مین دلالت خود برابر ہے گو بسبب بہت تکرار کے معنی کسی لفظ کے جلد ذہن مین حاضر ہو جاوین یا بسبب تکرار نہونے کے یا مدت گذر جانے کے دیر کے بعد ذہن مین حاضر ہون بہرصورت ایک معنی کا ادا کرنا طریقون مختلفہ مین دلالت مطابقی کے ساتھ ممکن نہین ہے لیکن دلالت التزامی اور دلالت تضمنی کے ساتھ ہو سکتا ہی اسواسطے کہ دلالت التزام مین تلزوم کے ساتھ لوازم کو لزوم ہوتا ہی اور اسی طرح سے دلالت تضمن مین کل کے ساتھ اجزا کو لزوم ہوتا ہی اور ان دونون لزوم کی مرتبے مختلف ہوتے ہین یہ اختلاف

دلالت التزام مین اسطرح سے ہی کہ شاید ملزوم ایک ہو اور اُسکو لازم بہت ہون اور
اُن لوازم مین سے بعضے بسبب کم ہونے واسطون کے ملزوم سے قریب ہون
اور بعضے بسبب زیادہ ہونے واسطون کے اُس ملزوم سے بعید ہون پس جسمین واسطے
کم ہوونگے وہ زیادہ واضح ہوگا اور جسمین واسطے زیادہ ہونگے وہ اُسکی نسبت کمتر
واضح ہوگا مثلاً لنبے قد والے کو کہا جاوے طویل النجاد یعنی لمبے پرتلے والا کیونکہ نجاد نون
بکسور اور جیم اور آخر اُسکے دال تلوار کے پرتلے کو کہتے ہین پس پرتلہ اُسی کا ہوگا جسکا قد
بہت لمبا ہوگا پرتلے کے لنبے ہونے سے قد کے لنبے ہونے تک کوئی واسطہ نہین ہے
اسی سبب سے یہ عبارت اپنے مقصود پر صاف دلالت کرتی ہی اور سخی کو کہین کثیر الرماد
یعنی بہت راکھ والا اس مثال مین ملزوم تک واسطے بہت ہین اس سبب سے کہ بہت راکھ
بہت لکڑی جلنے سے ہوتی ہے اور لکڑیون کا بہت جلنا بہت کھانا پکنے سے ہوتا ہے
اور بہت کھانا پکنا موقوف ہی اوپر زیادتی مہمانون کے اور زیادتی مہمانون کی موقوف
ہی اوپر سخاوت کے یا کہین کہ جبان الکلب یعنے وہ شخص کہ جسکے گھر کے کُتے نامرد ہین
نامرد ہونا کتون کا یہ ہی کہ مار کھاوین اور جاوین نہین اور یہ بات جب ہے کہ اُنکو تنخواہ ان
بہت حاصل ہووین اور کتون تک بہت استخوان کا حاصل ہونا بہت گوشت ہونے پر
موقوف ہی اور یہ اوپر بہت کھانا پکنے کے اور یہ اوپر بہت ہونے مہمانون کے علیٰ ہذا القیاس پہلے
کی نسبت اسمین واسطے کچھ کم ہین یا کہین مہزول الفصیل یعنے وہ شخص کہ جسکی اونٹنیون کے
بچے دُبلے ہین فصیل لڑے ہوئے اونٹ کے بچے کو اور بہان سے جدا کیے ہوئے کو کہتے ہین
پس بچے کا دُبلا ہونا جب ہوتا ہے کہ اُسکی مان کو پاس نہ رکھین اور یہ امر بسبب کثرت
اسباب کے ہے کہ اُسکے لانے کے واسطے بھیجا جاوی اور بہت اسباب اونٹون پر

لاد کر منگوانا بہت مہانون کے واسطے ہوتا ہے ان سب عبارتون مین ایک دوسرے کی
نسبت کچھ پوشیدگی ہے اور اسی طرح سے ہو سکتا ہے کہ لازم ایک ہو اور ملزوم بہت
مثلاً سفیدی برف اور ہاتھی دانت اور شیر اور بط اور گچ اور غیر اسکے بہت چیزون مین
ہوتی ہے جائز ہے کہ سفیدی کا لازم ہونا ان ملزومون مین سے بعض کے ساتھ بہت
ظاہر ہو اور بعض کے ساتھ کم اور دلالت تضمنی مین اسطرح سے ہے کہ شاید ایک معنی
کسی شے کا جزء ہو اور حیوان دوسری شے کے جزء کا جزء ہو پس دلالت کرنا پہلی شے کا
جزء پر بہت ظاہر ہوگا اس سے کہ دوسری شے اپنے جزء کے جزء پر دلالت کرے مثلاً
جسم حیوان کا جزء ہے اور حیوان انسان کا جزء ہے پس انسان کے جزء کا جزء ہوا اس کا
بیان یہ ہے کہ انسان کہتے ہین حیوان ناطق کو یعنے ایسی چیز کو جسمین حیوان
ہونا اور ناطق ہونا جمع ہو اور ناطق یعنے اس چیز کے ہے کہ کلیات کو معلوم
کرے اور حیوان جسم نامی حساس متحرک بالارادہ کو کہتے ہین یعنے ایسی چیز کو کہ وہ
جسم ہو اور ایسا جسم کہ بڑھنے والا ہو اور اسکو ادراک ہو اور اپنی خواہش سے
حرکت کرتا ہو اس صورت مین انسان حیوان اور ناطق سے مرکب ہوا پس حیوان
انسان کا جزء ہوا اور حیوان جسم اور نامی وغیرہ سے مرکب ہوا پس حیوان انسان
کا جزء ہوا اور حیوان جسم جزء ہے اور انسان کے جزء ہے جب یہ بات ثابت ہوئی
تو معلوم ہوا کہ حیوان کا دلالت کرنا اپنے جزء پر یعنی جسم پر بہت واضح ہے بہ نسبت اسکے
کہ انسان دلالت کرے اسی جسم پر کہ وہ انسان کے جزء کا جزء ہے اس تقریر سے
معلوم ہوا کہ علم بیان مین معنی کے لوازم کو اعتبار کیا کرتے ہین دلالت
لازم ایک امر خارجی ہوتا ہے اور یہ بات ظاہر ہے اور دلالت تضمنی مین

لازم کل کا جزء ہوتا ہی کسواسطے کہ پہلے بیان ہو چکا کہ جیسے لوازم کو ملزوم کے ساتھ
دلالت التزام میں لزوم ہی اسی طرح سے جزء کو کل کے ساتھ دلالت تضمنی میں لزوم ہے
اور انھیں لزوموں میں باعتبار وضوح اور خفا کے اختلاف ہوا کرتا ہی اور لزوم بعضے
جاے میں دونوں طرف سے ہوتا ہے جیسے امام اور مقتدی کا لزوم کہ امام جب
کہیں گے کہ مقتدی موجود ہونگے اور مقتدی جب کہیں گے کہ امام موجود ہوگا
کسواسطے کہ اگر امام نہو کسکے پیچھے کھڑے ہونے والے کو مقتدی کہیں اور اگر
مقتدی نہوں کسکے آگے کھڑے ہونے والے کو مقتدی جاوے اور بعض جا ایک طرف
سے لزوم ہوتا ہے جیسے علم اور زندگی میں اس مثال میں ایک طرح سے لزوم ہے
کسواسطے کہ علم کو زندگی لازم ہی جسجگہ ہوگا زندگی ضرور ہوگی کیونکہ علم بے زندگی نہیں ہوتا
اور زندگی کو علم لازم نہیں کیونکہ یہ ضرور نہیں کہ جو زندہ ہو اُسکو علم بھی ہو اور جیسے
لزوم بہادری اور شیر میں کہ شیر کو بہادری لازم ہی اور بہادر کو شیر کا ہونا ضرور نہیں
بلکہ جائز ہے کہ سوا شیر کے مرد میں پائی جاوے بعد اُسکے یہ جاننا چاہیے کہ لفظ جس
معنی کے واسطے بنایا گیا ہی اگر اُس لفظ سے وہ معنی مراد نہ رکھیں بلکہ وہ مراد رکھیں
کہ اُسکے معنی کو لازم ہو پس دیکھا چاہیے کہ کوئی قرینہ بھی ایسا پایا جاتا ہی کہ جس سے
یہ معلوم ہو کہ وہ معنی مراد نہیں یا ایسا قرینہ نہیں پایا جاتا اگر وہ قرینہ پایا جاتا ہے
تو اُس لفظ کو مجاز کہتے ہیں اور اگر ایسا قرینہ نہیں پایا جاتا تو اُسکو کنایہ کہتے ہیں اور
ان دونوں کے نام رکھنے کی وجہ انکی بحث میں معلوم ہو جاویگی اور قید قرینہ
ہونے کی مجاز میں اور قرینہ نہونے کے کنایہ میں اسواسطے ہے کہ ان دونوں میں
ملزوم سے لازم کی طرف انتقال ہوتا ہی اگر یہ قید نہو تو دونوں میں امتیاز حاصل نہووے

جس شخص نے یہ کہا ہے کہ کنایہ مین لازم سے ملزوم کی طرف انتقال ہوتا ہے یہ بات غلط ہے
کسواسطے کہ دلالت التزامی لازم پر دلالت کرنے کا نام ہے نہ ملزوم پر دلالت
کرنے کا چنانچہ مفصل معلوم ہوچکا اور چونکہ مجاز مین فقط ارادہ لازم کا ہوتا ہے
اور کنایہ مین ملزوم دونون کا ارادہ جائز ہے پس مجاز حکم جزو رکھتا ہے اور کنایہ
حکم کل کا اور جزو کل پر مقدم ہوتا ہے اسی واسطے مناسب ہے کہ مجاز کی بحث کنایہ کی
بحث سے پہلے بیان کیجاوے اب جاننا چاہئیے کہ مجاز کی قسمون مین سے ایک قسم
کو استعارہ کہتے ہین یعنے مشبہ بہ کو ذکر کرین اور مشبہ مراد رکھین پس استعارہ کی بنا
تشبیہ پر ہے اسواسطے مناسب معلوم ہوا کہ مجاز کے بیان سے پہلے تشبیہ کو بھی بیان
کرین اس تقریر سے ثابت ہوا کہ علم بیان کے مقصد فقط دو چیزین مجاز اور کنایہ
تشبیہ مقدمہ ہے استعارہ کہ وہ مجاز کی ایک قسم ہے لیکن تشبیہ مین از بسکہ فائدے
بہت ہین اور اس سے بہت بحث کیجاتی ہے اسواسطے تشبیہ کو بھی ایک مقصد مقرر کردیا
ہے اور علم بیان کے تین مقصد ٹھہرائے ہین ایک تشبیہ دوسرا مجاز تیسرا کنایہ لیکن تشبیہ کے
مقصد ٹھہرانے کی یہ وجہ خوب نہین کسواسطے کہ بہت بحث ہونے سے کوئی چیز مقاصد مین
داخل نہین ہوجاتی اور فی الحقیقت تشبیہ علم بیان کے مقاصد مین سے ایک مقصد ہے
نہ مقدمہ استعارہ کا پس یہ تقریر کرنی چاہئیے کہ لفظ جس معنی کے واسطے بنایا گیا ہے
اگر اس لفظ سے سوا اس معنی اور شے مراد رکھین یہ دو حال سے خالی نہین یا یہ ہے
کہ ارادہ کرنا خلاف موضوع لہ کا موضوع لہ کے ارادہ کے منافی ہے یا موضوع لہ کے
ارادہ کے منافی نہو پس قسم اول یعنی جسمین ارادہ کرنا خلاف موضوع لہ کا موضوع لہ کے
ارادہ کے منافی ہوتا ہے اگر اسمین علاقہ مشابہت کا ہے تو اسکو استعارہ کہتے ہین

اور اگر سوا مشابہت کے کوئی اور علاقہ ہو اُسکو مجاز مرسل اور قسم دوسری یعنے جسمین ارادہ کرنا خلاف موضوع لہ کا موضوع لہ کے ارادہ کے منافی نہین ہے اُسمین بھی اگر علاقہ مشابہت کا ہو اُسکو تشبیہ کہتے ہین اور اگر سوا مشابہت کے کوئی اور علاقہ ہو اُسکو کنایہ کہتے ہین اس صورت مین علم بیان کے چار مقصد ہوگئے اور تشبیہ بذاتہ مقصد ٹھہر گئی یہ افادہ بعضے فضلا کا ہو کہ میر شریف قدس سرہٗ نے مطول کے حاشیہ مین نقل کیا ہے اور اگر کوئی کہے کہ تمھاری تقریر سے ثابت ہوا کہ تشبیہ مین بھی سوا معنی موضوع لہ کے اور شے مراد ہوتی ہو اور یہ غلط ہو کسواسطے کہ جب کوئی کہے کہ منھ اُسکا چاند کے مانند ہے صریحاً اُسمین دلالت مطابقی پائی جاتی ہو اُسکا جواب یہ ہو کہ بعضے فضلا نے لکھا ہو کہ جب کہے تو کہ وجہہ کالبدر یعنی منھ اُسکا مانند چاند کے ہو مراد اُس سے یہ ہو کہ وہ شخص نہایت حسین اور لطافت رکھتا ہو پس معنی لازمی مراد ہوگی لیکن معنی لازمی کا مراد ہونا یعنی موضوع لہٗ کا ارادہ کے منافی نہین ہو چنانچہ اوپر کی تقریر سے معلوم ہو چکا اب سُننا چاہیے کہ علم بیان کی چار اصلین اور ہم ان چارون اصل کو چار فصل مین بیان کرتے ہین اور ہر فصل کا نام شجرہ ہے حدائق البلاغت کی مناسبت سے

شجرہ پہلا تشبیہ کے بیان مین

تشبیہ لغت مین دلالت ہو اوپر اس بات کے کہ ایک شے دوسری شے کی ساتھ ایک معنی مین شریک ہے شے اول کو مشبہ کہتے ہین یعنی مانند کیا گیا اور دوسری شے کو مشبہ بہ یعنے اُسکے ساتھ مانند کیا گیا اور وہ معنی کہ جسمین وہ دونون شریک ہین اُسکو وجہ شبہ کہتے ہین یعنے وجہ مانند ہونے کی کیونکہ اگر وہ معنی ان دونون چیزون کو آپسمین مشابہت نہ دین اور علم بیان کی اصطلاح مین تشبیہ دلالت ہو دو چیز کی ایک معنے مین

شریک ہونے پر اسطرح سے کہ بطور استعارہ کے نہو اور استعارہ کا حال آگے آوے گا اور بطریق تجرید کے بھی نہو اور تجرید علم بدیع کی اصطلاح مین یہ ہو کہ شے ذی صفت سے ایک اور شے مانند اُسکے یعنی متصف اُسی صفت کے ساتھ حاصل کرین واسطے مبالغہ کے تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ شے ذی صفت پہلی اُس صفت مین ایسی کامل ہے کہ اُس سے ایک اور شے موصوف باین صفت حاصل ہو سکتی ہو اسکی مثالین عربی اور فارسی مین بہت ہین اُردو مین یہ مثال ہو سکتا ہے شعر آتش غم ایسی کچھ بھڑکی کہ پل مین ہو گیا ✤ داغ دل سے آفتاب روز محشر آشکار ✤ حاصل یہ ہو کہ اسجگہ مبالغہ منظور ہو سوزش مین داغ دل کے یعنی داغ دل کا سوزش مین اس مرتبہ کو پہونچا کہ اُس سے آفتاب حاصل ہو گیا ظاہر مین یون سمجھا جاتا ہو کہ داغ کو آفتاب سے تشبیہ دی ہے لیکن چونکہ یہ بطریق تجرید کے ہے تشبیہ نہین ہے اور یہ ضرور ہو کہ مشبہ بہ آپسمین کسی ایک وجہ سے باہم شریک ہون اور کسی اور وجہ سے آپس سے جدا ہون جیسے کوئی دو چیزین ایسی ہون کہ اُن دونون چیزون مین صفت ایک پائی جاتی ہو اور حقیقت اُن دونون کی جدا ہو جیسے بال اور درخت سنبل کا کہ حقیقت مین دونون جدا ہین اور سیاہی اور باریکی اور پیچیدگی دونون مین ہو یا صفت دونون کی جدا ہی ہو اور حقیقت دونون کی ایک جیسے دو انسان اور اگر دونون مین کسی طرح سے جدائی اور غیریت نہو تو تشبیہ باطل ہو جاوے کیونکہ تشبیہ کو دو چیزین ضرور چاہئین اور تشبیہ کے بیان مین پانچ چیزون سے بحث ہوتی ہے اول مشبہ اور مشبہ بہ اُنکو طرفین تشبیہ کی کہتے ہین ظاہر ہے کہ اگر یہ دونون نہون تو کسکو کسکے ساتھ مانند کرین دوسری وجہ تشبیہ کی اور یہ اگر نپائی جاوے تو ایک کو دوسرے سے مشابہت نہو تیسرے وہ حرف کہ ایک کو

دوسرے سے مانند کرنے کا واسطہ ہو تو بھی غرض تشبیہ کی کسواسطے کہ اگر کچھ غرض نہو تو تشبیہ فعل عبث ہو جاوے اور ان چار امر کو تشبیہ کے ارکان کہتے ہین پانچوین تشبیہ کی قسمین کسواسطے کہ بعضے تشبیہ ایسی ہوتی ہر کہ اسمین مشابہت کی وجہ مثلاً جلد سمجھ مین آجاتی ہر اسکو تشبیہ قریب کہتے ہین اور بعضی ایسی ہوتی ہے کہ اسمین وہ وجہ بعد تامل کے معلوم ہوتی ہے اسکو تشبیہ بعید کہتے ہین اور اسی طرح سے حال ہے تشبیہ کے مردود اور مقبول ہونے کا اسکا حال مفصل آگے آویگا اور بہ سبب ان حالات کے تشبیہ کی بہت قسمین ہو جاتی ہین اور پانچون چیزین فصل مین بیان کیجاتی ہین اور ہر فصل کا نام فرع ہے کسواسطے کہ یہ پانچ قسمین ہین شجرہ کی کو فرع یعنے شاخ لازم ہے

پہلی فرع تشبیہ کی دو طرف یعنی مشبہ اور مشبہ بہ کے بیان مین

معلوم کیا چاہیے کہ مشبہ اور مشبہ بہ یا ایسے ہوتے ہین کہ دونون کو پانچون حواس مین سے کسی حس کے ساتھ معلوم کرسکین مراد پانچون حواس سے دیکھنا اور سننا اور چکھنا اور سونگھنا اور چھونا کسی چیز کا ہر یا اُن دونون کو حواس سے نہ معلوم کرسکین بلکہ عقل سے یا دونون مختلف ہو وین یہ دونون قسم پر ہر ایک یہ کہ مشبہ کو عقل سے معلوم کرسکین اور مشبہ بہ کو حس سے دوسرے یہ کہ مشبہ کو حس سے اور مشبہ بہ کو عقل سے پس مشبہ اور مشبہ بہ باعتبار حسی اور عقلی ہونے کے چار قسم ہو گئے پہلی قسم مین دونون حسی ہون اُسمین سے ایک یہ ہر کہ دونون دیکھنے سے معلوم ہون جیسے رخسارہ مشبہ اور گل مشبہ بہ ان دونون مین دیکھنے کو دخل ہے دوسرے یہ کہ سننے سے محسوس ہون مثلاً ایک ضعیف آواز کو کہ پاس بیٹھنے والا اُسکو سن سکتا ہے ایسی آواز نرم کے ساتھ تشبیہ دین کہ وہ منہ سے بھی باہر نہ نکلی ہو تیسرے یہ کہ سونگھنے سے معلوم ہو مثلاً ایک بو کو کسی اور بو کے ساتھ تشبیہ دین

چوتھی چکھنے سے جیسے کہین کہ معشوق کے آب دہن کا مزہ مانند شراب کے ہی یا پانچوین چھونے
سے جیسے بستر کی نرمی کو گل کی نرمی سے تشبیہ دیجا وے یا بدن کی ملائم جلد کو حریر سے
اوران پانچون کی مثال مین علی الترتیب اشعار اُردو کے لکھے جاتے ہین مثال دیکھنے کی
شعر سودا کا سکے یہ مژدہ جان بخش جو مین کھولی آنکھ + شعلہ نور کی سی مجکو نظر آئی جھلک +
معشوق کے حسن کو روشنی کے ساتھ تشبیہ دی ہی مثال سُننے کی شعر سودا کا شعر
بلبل خوش نغمہ ہون لیک اُس گلستان مین جہان + نالہ مرغ چمن سے کم نہین فریاد زاغ +
زاغ کی آواز کو بلبل کی آواز سے تشبیہ دی ہی مثال سونگھنے کی شعر سودا کا شعر چمن مین
کسکی مدارات تھی بتا تو نسیم + کہ صبح غنچون کے سب عطر دان کھولدیے + غنچہ کی
بو کو عطر کی بو سے تشبیہ دی ہی اور اگر عطر دان کی شکل مین تشبیہ اعتبار کرین تو دیکھنے
کی چیزون کی مثال مین داخل ہوجاوے مثال چکھنے کی شعر سودا کا شعر خون جگر
شراب تر شح ہی چشم تر + ساغر مرا گرو نہین ابر بہار کا + خون جگر کے مزہ کو تشبیہ دی ہے
شراب کے مزہ سے مثال چھونے کی شعر میر کا شعر جس کف پا کو برگ گل ہی خار + جیف ہے
گر ہو خار سے وہ فگار + برگ گل و ملائمیت کو تشبیہ دی ہی خار کی سختی سے دوسری قسم
یعنے دونون عقلی ہون مثلاً علم کو زندگی سے تشبیہ دین اور جہل کو موت سے ان ساری
چیزون کے معلوم کرنے مین حواس کو دخل نہین بلکہ عقل سے معلوم ہوتی ہین تیسری
قسم یعنی مشبہ عقلی ہو اور مشبہ بہ حسّی مثلاً عمر کو رشتہ اور موت کو گرگ اور خلق
نیک کو عطر اور غضب کو آگ اور آہ کو کمند اور نالہ کو شرار اور خنجر اور ایمان کو شمع
اور کفر کو ظلمت سے تشبیہ دین مثال مین دو تین شعر سودا کے لکھتا ہون اشعار

نہین ہے بحث کو طوطی ترا دہن مجھسے		سخن ہی اُس لبے تو رنگین ترا چمن مجھسے +

مری زبان ہے ملک سخن مین اک خیاط ۔۔۔ عروس معنے کا ہو ٹھیک پیرہن مجھسے
کب اسکو کوشش گرے تھا جہان مین اہل کمال ۔۔۔ یہ سنگریزہ ہوا ہے دُرِ عدن مجھسے

پہلے شعر مین کو باعتبار رنگینی کے چمن سے اور دوسرے شعر مین معنی کو عروس سے اور تیسرے مین سنگریزہ یعنے سخن کو دُرِ عدن سے تشبیہ ہے اس جا ے دو شبہہ نظر مین ہوتی ہے ایک تو یہ کہ سخن بسبب سُنائی دینے کے چاہیے کہ مسموعات سے ہو اسکا جواب یہ ہے کہ سُنائی دینا شان سے صوت کی ہے اور سخن بواسطہ اُس صوت کے مدرک ہوتا ہے عقل سے چنانچہ یہ بات عقلا پر واضح ہے اور دوسرے یہ کہ سنگریزہ اور دُرِ عدن مین دونون طرف دیکھنے کی چیزون سے ہون یعنی دونون حسی نہ یہ کہ مشبہ عقلی اور مشبہ بہ حسی اسکا جواب یہ ہے کہ سنگریزہ استعارہ ہے مشبہ بہ یعنی سنگریزہ مذکور ہے اور مراد اُس سے مشبہ ہے یعنی سخن اور سخن کا عقلی ہونا ظاہر ہے چوتھی قسم یعنے مشبہ حسی اور مشبہ بہ عقلی ہو مثلاً زلف کو سیاہی مین آہ یا گنہگارون کے نامۂ اعمال سے اور چہرہ معشوق کو نیکبختون کے نامۂ اعمال سے یا گندھی ہوئی چوٹی کو مصرعۂ پیچیدہ سے مشابہت دیوین معلوم کیا چاہیے کہ جیسے پانچ حواس ظاہر کے ہین چنانچہ سابق دریافت ہوا اسی طرح سے پانچ حواس باطن کے ہین ایک اُنمین سے حس مشترک ہے اسکا کام یہ ہے کہ جو شے حواس ظاہر سے محسوس ہوتی ہے وہ حس اسکو لیے لیتی ہے دوسری حس خیال ہے اور وہ حس مشترک کا خزانہ ہے کہ جو صورتین حس مشترک لیتی ہے خیال مین رکھدیتی ہے تیسری متخیلہ ہے اور اُسکو متفکرہ بھی کہتے ہین ان دو نامون کی وجہ اپنے محل مین مذکور ہے اسکا کام یہ ہے کہ جو صورتین خیال مین جمع ہین کبھی اُنکو ایک دوسرے سے مرکب کرتی ہے اور کبھی ایک دوسرے سے علحدہ اور ایسے ہی ان

صورتون مین جو معنی ہین مثلاً گرگ کی دشمنی گوسپند سے یا باپ کی دوستی بیٹے سے
ان معنون کو مرکب کرے یا علحدہ مثلاً ایک آدمی دس سر کا تصور کرے اسمین ترکیب
ہے یا آدمی بن سر کا اسمین تفصیل ہے اور علی ہذا القیاس اور کبھی بعضی چیزین کہ اُنکی
کچھ اصل نہین ہے اپنی طرف سے اختراع کرتی ہو مثلاً سنا جاتا ہو کہ غول ایسی چیز ہے
کہ آدمیون کو راہ مین ہلاک کرتا ہے متخیلہ نے یہ اختراع کیا کہ وہ بشکل جانور درندہ
کے ہوگا اور اُسکے واسطے دانت تجویز کر لیے یا سنا جاتا ہو کہ فرشتے حق تعالے کی
تسبیح اور تہلیل بہت کرتے ہین متخیلہ نے یہ اختراع کیا کہ اُنکے پاس تسبیح بھی ہوگی کہ
اُسپر پڑھتے ہونگے اور علی ہذا القیاس اور چوتھی حس وہم ہے اُسکا کام یہ ہے کہ خاص
صورتون مین جو خاص معنی ہین اُنکو ادراک کرے مثلاً کوئی بھیڑیا خاص ہو اُسکو
جو خاص کسی گوسپند کے ساتھ عداوت ظہور مین آئی ہو اُسکو معلوم کر لے پانچوین
حس حافظہ اور وہ خزانہ وہم کا ہو جیسے خیال خزانہ ہے حس مشترک کا جب یہ معلوم
ہو گیا اب سنا چاہیے کہ جس چیز کو متخیلہ نے مرکب کیا ہے اُن چیزون سے کہ وہ حس
مشترک کے واسطے سے حاصل ہوئی ہین اُسکو خیال کہتے ہین مثلاً ایک نیزہ
تصور کرین کہ یاقوت کا ہو یا ایسا جانور تصور کرین کہ اُسکے پر زمرد کے اور منقار یاقوت
کی اور آنکھین موتی کی ہون پس یہ دونون چیزین خارج مین نہین پائی جاتین اور
معدوم ہین لیکن متخیلہ نے اُنکو جن چیزون سے مرکب کیا ہو مثلاً نیزہ اور یاقوت اور
مرغ اور پر اور منقار اور آنکھین اور زمرد اور یاقوت اور موتی وہ چیزین البتہ
خارج مین موجود ہین اور حس مشترک کے واسطے خیال مین پہونچی ہین اور جس چیز کو
متخیلہ اپنی طرف سے اختراع کرے کہ اُسکی کچھ اصل نہو اُسکو وہمی کہتے ہین مثلاً غول کے دانت

چنانچہ پہلے معلوم ہوا خیالی اور وہمی کی حقیقت یہ ہے جو بیان ہوئی اور خیالی اس
صورت کو نہین کہتے کہ حس مشترک سے خیال مین حاصل ہوئی ہو اور اسی طرح سے
وہمی اُن معانی کو کہ وہم نے اُنکو ادراک کیا ہو کسواسطے کہ حس مشترک سے نیزہ یاقوت
اور مرغ موصوف کی صورت خیال مین کبھی نہین پہونچی ہان مگر مادہ اُنکا سوے امر
دوسرا ہے اور نہ دس سر کا آدمی اور نہ دانت غول کے اور نہ تسبیح فرشتوں کی معنی خبریہ
ہین کہ وہم سے ادراک ہوئے ہون کسواسطے کہ اگرچہ محسوس نہین ہوئے لیکن ایسے
ہین کہ اگر بالفرض پائے جاوین تو البتہ بصر سے مدرک ہو سکین پس اس صورت مین
یہ بھی صورت ہوئی نہ معنی پھر کیفیت خیالی کو علم بلاغت والون نے حسی مین داخل کیا ہے
اسواسطے کہ حسی سے مراد وہ چیز ہے کہ یا وہ خود حواس سے ادراک کیجاتی ہو یا اُسکا مادہ
پس خیالی کا مادہ حواس سے مدرک ہوتا ہے چنانچہ معلوم ہوا اور وہمی کو عقلی مین
داخل کیا ہے کسواسطے کہ نہ وہ بھی مثل معقولات کے حواس سے ادراک نہین کیجاتی لیکن ہے
ایسی کہ اگر پائی جاوے تو البتہ حواس سے مدرک ہو اور اسی امر کی جہت کر عقلی اور
وہمی مین امتیاز ہوتا ہے وگرنہ دونون ایک ہو جاوین مخفی نہ ہے کہ حدائق البلاغت کے
مصنف نے تشبیہ وہمی کی مثال مین تصور دس سر کے آدمی کا غول کے تصور کے
ساتھ مذکور کیا اور بعد اسکے خود اس امر کو اعتراض کیا کہ بادی النظر مین ان دونون
قسم یعنی وہمی اور خیالی مین فرق نہین معلوم ہوتا کسواسطے کہ دس سر کے آدمی کا تصور
مثل علم یاقوت کے ہے کہ اجزا ان دونون کے محسوسات سے ہین ہم کلام ہم یہ کہتے ہین
کہ دس سر کے آدمی کے تصور کو تشبیہ وہمی مین ذکر کرنا ضرورت نہین رکھتا بلکہ یہ
خیالی کی مثال ہے اور کسواسطے کہ خیال وہی ہے کہ جسکو متخیلہ نے ترکیب دیا ہو اُن

امور سے کہ حواس سے مدرک ہوئے ہون اور اسمین ہی ترکیب ہے اور تخیلیہ کے اختراع
مثال دندان غول ہین کہ اُسکی اصل نہین حقیقۃً اور ذکر کرنا مثال وہمی مین شاید اسواسطے
کہ صاحب مطول نے جس جگہ تخیلہ کے بیان مین ذکر کیا ہو کہ اُسکی شان سے ترکیب
اور تفصیل اور اختراع اُن چیزون کا کہ حقیقت مین نہون تو اُس مثال کو لہ اختراع
اُنکے ذکر کیا ہے مصنف کے ذہن مین یہ آیا کہ مثال اختراع کی ہے اور
واقع مین مثال ترکیب کی ہے اور اُسپر دال ہو یہ کہ صاحب مطول نے دو چار
سطر کے بعد تخیلہ اختراع کی مثال مین غول کا شمع تصور کرنا بیان کیا ہو اور مثال
ترکیب چھوڑ دی ہو پس معلوم ہوا کہ ترکیب کے باب مین اُس مثال مذکورۂ بالا پر
اعتماد کیا اور چونکہ اختراع کی مثال نہ تھی اسواسطے بیان کر دی یہ بیان غایت
توضیح کا ہو وہمی اور خیالی کے باب مین اور بعضی چیزین ایسی ہین کہ اُسکو انسان دل
مین پاتا ہو مثلاً شیرین چیز کے کھانے سے یا ایک نرم ملائم کپڑے پر ہاتھ لگانے سے یا آواز ملائم
اور پسندیدہ کے سننے سے یا ایک ملیح چیز کے دیکھنے سے یا خوشبو کے سونگھنے سے
دل مین ایک مزہ اور لذت حاصل ہوتی ہو ان چیزون کے مقابل سے دل مین ایک الم بھی
پہونچتا ہو اور مثلاً بھوکا ہونا یا سیر ہونے کو ادراک کرنا ان سب امرون کو وجدانیات کہتے
ہین یعنی منسوب بوجدان اور وجدان واو مکسور سے بمعنی جاننے کے ہو اہل بلاغت نے
مثل وہمیات کے وجدانیات کو بھی عقلیات مین داخل کیا ہو جیسے اس شعر مین شعر
زاہد کو کیا ہو نعمت جنت کے ذکر سے + جو لطف ہو شراب مین کوثر مین ہے کہان + شراب کا
لطف وہ لذت ہو کہ اُسکے پینے کے بعد دل مین حاصل ہوتی ہو اور خیالی کا حسی مین اور
وہمی اور وجدانی کا عقلی مین داخل کرنا واسطے اختصار کے ہو تاکہ قسمین بہت

ہوجائیں اور انکا ضبط کرنا طالبین کو سہل ہو والا ظاہر ہے کہ تینون قسمین مشبہ علیحدہ چیزین ہین۔

فرع دوسری وجہ شبہ کے بیان مین

وجہ شبہ وہ معنی ہین کہ مشبہ اور مشبہ بہ دونون اُسمین شریک ہون مثلاً گل اور رخسار مین سُرخی رنگ کی اور زید اور شیر مین شجاعت لیکن یہ تعریف ناتمام اسواسطے کہ رخسارہ اور گل موجود تھے اور چشمہ مین اور زید اور شیر وجود اور جسمیۃ اور حیوانیہ مین بھی شریک ہین پس موافق تعریف کے لازم آتا ہے کہ یہ خبرین بھی وجہ شبہ ہون اور حالانکہ فقط رنگ اور شجاعت وجہ شبہ ہے اس صورت مین تعریف وجہ شبہ کی یون کرنی چاہیئے کہ وجہ شبہ وہ معنی ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ سے بہت خصوصیت رکھتی ہو اور اُن دونون کا اسمین شریک ہونا قصد کیا جاوے اب معلوم کیا چاہیئے کہ مشبہ اور مشبہ بہ یا حقیقت مین شریک ہوتے ہین اور صفت مین جدا جیسے دو جسم کہ ایک کالا ہو اور دوسرا سفید یا دو طویل چیزین مثلاً ایک خط ہو اور دوسرا جسم مثال اول مین حقیقت دونون کی واحد ہے یعنے جسمیت اور صفت علیحدہ ہے یعنے سیاہی اور سفیدی مثال دوسری مین صفت یعنے طول مین دونون متحد ہین اور حقیقت دونون کی جدی ہے کسواسطے کہ خط وہ ہے کہ فقط ایک جانب یعنے طول مین بٹ سکے اور جسم وہ ہے کہ تینون جانب یعنے طول اور عرض اور عمق مین بٹ سکتا ہو اور صفت کہ جسمین ان دونون کو اشتراک ہو یا افتراق تین طرح پر ہے پہلی صفت حقیقی یعنے ایسی ہیئت کہ ذات مین متمکن اور متقرر ہو دوسری صفت اضافی کہ ذات مین متمکن اور متقرر نہو بلکہ دو چیزون سے متعلق ہو اور تیسری صفت اعتباری کہ اُسکا مفہوم واقع مین متحقق نہو بلکہ فقط عقل نے اُسکو اعتبار کرلیا ہو جب یہ معلوم ہوچکا تو اب سُنا چاہیئے کہ صفت حقیقی دو قسم ہے ایک حسی اور ایک عقلی

صفت حسی مثل کیفیت جسمانیہ کے مثل اُن کیفیتون کے کہ جسم سے مختص ہون مخفی نرہے کہ صفت کے منقسم ہونے سے بطرف حقیقی اور حسی کے اور صفت حسی کی مثال مین کہنے سے یہ قول مثل کیفیات جسمانیہ کے معلوم ہوتا ہے کہ کیفیات جسمانیہ سے اصطلاح علم معقول کی مراد نہین ہے بلکہ کیفیات جسمانیہ سے صفات جسمانیہ مراد ہین کسواسطے کہ اگر کیفیت اصطلاحی مراد ہو پس مقادیر اور حرکات مین کہ اس جگہ وہ دونون مذکور ہوتی ہین جیسے آگے آتا ہے اشکال واقع ہووے کسواسطے کہ مقدار کمیت ہے کہ وہ بذاتہ قسمت کو تقاضا کرتی ہے اور حرکت اعراض نسبیہ سے ہے اور کیفیت نہ قسمت کو بذاتہ تقاضا کرتی ہے اور نہ نسبیہ کو اور یا مقادیر سے اوصاف مقادیر کی مراد ہون یعنی طویل اور عریض اور قصیر اور انکے بین بین ہونا اور حرکت سے خود حرکت مراد نہو بلکہ وہ چیز کہ حرکت کو لاحق ہوتی ہے مثل سرعت اور بطوء اور بین بین اسکے بہرکیف یہ کیفیتین باعتبار حواس کے پانچ قسم ہین قسم اول یہ ہے کہ بصر سے ادراک کیجاوے مثل رنگ کے اور شکل کے اور شکل اُس ہیئت کو کہتے ہین کہ جسم کی ایک نہایت کو یا دو کو یا زیادہ کو احاطہ کرے اول جیسے دائرہ اور دوسرے جیسے آدھے دائرہ کی شکل اور تیسرے جیسے مثلث یا مربع یا مخمس علے ہذا القیاس اور مثل مقادیر کے اور مقدار عبارت ہے کمیت متصل ثابت الاجزاء سے کم سے مراد ایسا عرض ہے کہ وہ بالذات ٹکڑے ٹکڑے ہونے کو قبول کرے اور متصل سے یہ کہ اُسکے اجزاء کے واسطے حد مشترک ہووے کہ وہ اُسکے پاس سے ملتے ہون اور ثابت الاجزاء سے یہ کہ وہ اجزاء فرض کیے ہوئے متقرر اور ثابت ہون اور مقدار اگر طول اور عرض اور عمق مین منقسم ہو سکے اُسکو جسم تعلیمی کہتے ہین اور اگر فقط طول اور عرض مین اُسکو سطح کہتے ہین اور اگر فقط طول مین اُسکو خط کہتے ہین اور مثل

حرکات کے اور حرکت جسم کی ایک جاے سے دوسری جاے مین حاصل ہونے کو کہتے ہین
اور شل اُن چیزون کے کہ ان امور کے قریب ہون جیسے حسن اور قبح کہ اُن دونون سے
شخص متصف ہوتا ہے باعتبار حلقہ کے اور حلقہ عبارت ہے مجموع تشکل اور اُن سے
یا جیسے ہنسنا اور رونا کہ دونون باعتبار شکل اور حرکت کے حاصل ہوتے ہین یا جیسے
سیدھا ہونا اور ٹیڑھا ہونا یا اوپر سے کٹ نکلنا اور نیچے سے گڑھا پڑنا کہ یہ بھی شکل
کی بحث مین داخل ہین قسم دوسری یہ ہے کہ گوش سے ادراک کیا جاوے جیسے آواز خواہ قوی
ہو خواہ ضعیف خواہ اسکے بین بین قسم تیسری یہ کہ ذائقہ سے ادراک کیا جاوے مثل
طعوم کی اور طعوم کے نو اُصول ہین ایک حرافت یعنے تیزی دوسرے تلخی تیسرے نمکینی
چوتھے ترشی پانچوین کسیلا پن چھٹے قبض لستگی ساتوین وسولت وسومت یعنے
چکنائی آٹھوین مٹھاس نوین پھیکا پن قسم چوتھی یہ کہ قوت شامہ سے معلوم ہو مثل
خوشبو اور بدبو کے قسم پانچوین یہ کہ قوۃ لامسہ سے معلوم ہو جیسے خشونت یعنی کھردرا پن
کہ کہین اونچان اور کہین نچان ہو اور ملاست یعنی صاف ہونا کہ سارے اجزاء
برابر ہون اور لینت یعنی نرمی اور ثقل اور یہ ایسی کیفیت ہے کہ بسبب اُسکے جسم
اپنے مرکز کی طرف کو مائل ہوتا ہے بشرطیکہ کوئی روکنے والا نہو مثلاً پتھر اگر اوپر سے
کوئی چیز اُسکو نہ روکے خود بخود نیچے آپڑے اور خفت اور وہ ایک کیفیت ہے کہ جسم
اُسکے سبب سے اپنے محیط کی طرف مائل ہوتا ہے جیسے آگ اور حرارت یعنی گرمی اور
برودت یعنی سردی اور رطوبت یعنی تری اور یبوست یعنی خشکی صفت عقلی جیسے
کیفیات نفسانیہ یعنی وہ کیفیتین کہ ذی نفس کے ساتھ مختص ہین یعنے اجسام مین سے
اُسی جسم مین پائی ہین کہ وہ ذی نفس ہے مثلاً ذکا ذال معجمہ کے فتحہ سے اقسام

فہم کی تیزی اور مثل علم اور معرفت اور قدرت اور کرم اور سخاوت اور حلم اور غضب
اور شجاعت اور مثل انکے اور چیزین کہ عقل سے ادراک کیجاوین یہان تک بیان صفت
حقیقی کا تمام ہوا صفت اضافی کہ ذات مین متمکن اور مستقر نہو بلکہ دو چیزون سے متعلق ہو
مثلاً اگر کوئی شخص دلیل کو آفتاب سے تشبیہ دے اس نظر پر کہ دونون مین صفت ازالہ
حجاب کی ہے اور یہ صفت محبت اور آفتاب کی ذات مین مستقر نہین بلکہ دونون سے متعلق
ہے یا کوئی اس امر کے ساتھ متصف ہو کہ اسکا وجود مطلوب ہے یا عدم مطلوب ہے
صفت اعتباری کہ اسکا مفہوم واقع مین متحقق نہو اور محض عقل نے اسکو اعتبار
کرلیا ہو جیسے درندہ کی شکل اور دانت کا اختراع کرنا غول کے واسطے کہ محض
صورت وہمیہ ہے اور واقع مین اسکے واسطے کچھ تحقیق نہین اور صفت کا مرجع
کبھی ایک چیز ہوتی ہے اور کبھی کئی چیزین اور اسی طرح حقیقت بعضی مفرد ہوتی ہے
اور بعضی مرکب اجزا مختلفہ سے پس وجہ شبہ باعتبار ان انواع کے کئی نوع ہو جاتی ہے
جب یہ جان لیا اب سننا چاہیئے کہ وہ معنی کہ جسمین مشبہ اور مشبہ بہ شریک ہون یا ایک
امر ہو یا کئی اور یہ کئی امر دو قسم پر ہین ایک یہ کہ سب اسمین اکٹھے ہوکر بمنزلہ واحد کے
ہو جاوین یا ہر ایک انمین سے علیحدہ مقصود ہو اور ایسی ترکیب کہ جس سے کوئی شے
بمنزلہ واحد کے ہو جاوے یا حقیقی ہوتی ہے یا اعتباری حقیقی جیسی ترکیب کی اور مختلفہ
سے مثلاً ترکیب حیوان اور ناطق کی کہ ان دونون سے ایک شے بمنزلہ واحد کے
حاصل ہوئی یعنی انسان اور اعتباری جیسے کئی امور سے عقل ہیئت انتزاع کرلے اور
حقیقت مین وہ سب بلکہ بمنزلہ واحد کے نہوئے ہون اسکی مثال آگے آویگی معلوم
کیا چاہیئے کہ وجہ شبہ مین دونون ترکیب کا اعتبار کرنا مذہب مفتاح العلوم کے

مصنف یعنی سکاکی کا ہی اور حدائق البلاغت کے مصنف نے بھی سکاکی کے اتباع سے
ترکیب حقیقی کو اختیار کیا ہی چنانچہ کہا کہ یا در حکم واحد ست بسبب آنکہ حقیقت از چند چیز
ترکیب یافتہ یعنی وجہ شبہ واحد کے حکم مین ہے اس سبب سے کہ ایک حقیقت کئی چیز سے
مرکب ہوئی ہو لیکن تعجب یہ ہے کہ ترکیب اعتباری کو بالکل چھوڑ دیا ہر کیف اعتبار کرنا
ترکیب حقیقی کا اس جائے مین محل نظر ہی اسواسطے کہ ایسی چیزون کو مرکب نہین
اعتبار کرتے بلکہ واحد مثلاً کہین کہ زید شیر کے مانند ہے تو یہ نہ کہینگے کہ مشبہ اور
مشبہ بہ اسکے مرکب ہین بلکہ مفرد ہین اور مثلاً کہین کہ زید مانند عمرو کے ہی انسانیت
مین ہر چند انسانیت مرکب ہے حیوانیت اور ناطقیت سے لیکن یہ نہ کہینگے کہ یہ وجہ
شبہ مرکب بمنزلہ واحد کے ہی بلکہ واحد ہی بصورت وجہ شبہ تین قسم ہی واحد یا بمنزلہ واحد کے
یا متعدد قسم پہلی یعنی وجہ شبہ واحد یا حسی ہوتی ہی یا عقلی اور وجہ شبہ حسی مین
لازم ہی کہ مشبہ اور مشبہ بہ بھی دونون حسی ہون اسواسطے کہ وجہ شبہ حاصل ہوتی ہے
مشبہ اور مشبہ بہ سے اور یہ بھی ظاہر ہی کہ عقلی سے جو چیز حاصل ہوگی عقلی ہوگی پس
اگر مشبہ اور مشبہ بہ عقلی ہون اور وجہ شبہ حسی یعنی ایسی چیز ہو کہ اسکو حس کے ساتھ
ادراک کر سکین تو لازم آوے کہ حس سے عقلی کو بھی ادراک کر سکتے ہین اور محال
ہی کہ حس غیر حسی مین سے کسی شے کو ادراک نہین کر سکتے اور یہ لازم نہین کہ اگر
وجہ شبہ عقلی ہو تو مشبہ اور مشبہ بہ بھی عقلی ہون بلکہ عام ہی خواہ وہ دونون عقلی ہون
خواہ حسی خواہ ایک حسی ایک عقلی اسواسطے کہ یہ امر جائز ہی کہ کسی شے حسی کے ساتھ
بعض اوصاف عقلی قائم ہو جیسے جرأت زید اور شیر مین کہ وصف عقلی ہے اور
اُن دونون کے ساتھ قائم ہی باوجودیکہ وہ دونون حسی ہین جیسا یہ معلوم ہو چکا

پس جاننا چاہیے کہ وجہ شبہ واحد حسی مثل سرخی کے رخسار اور گل کی تشبیہ مین اور آواز
کا پوشیدہ ہونا صورت ضعیف اور ایسی صورت کی تشبیہ مین کہ دہن سے باہر نہ نکلی ہو اور
خوشبو زلف و عنبر کی تشبیہ مین اور حلاوت شراب اور کوثر کی تشبیہ مین اور نرمی
جلد بدن اور حریر کی تشبیہ مین اور وجہ شبہ واحد عقلی مثل جرأت کے شجاع
اور شیر کی تشبیہ مین اور ہدایت علم نور کی تشبیہ مین اور طبیعت کا جوش ہونا عطر
اور حلق کی تشبیہ مین قسم دوسری یعنی وجہ شبہ بمنزلہ واحد کے ہو اسکو وجہ شبہ
مرکب بھی کہتے ہین پہلے معلوم ہوا کہ وجہ شبہ مرکب وہ ہی کہ کئی چیزین اکٹھی ہو کر صورت
واحد کی حاصل کرین اور یہ بھی یا حسی ہوتی ہی یا عقلی اور وجہ شبہ مرکب حسی کی دونون
طرفین بھی مثل وجہ شبہ واحد حسی کے ہوتے ہین اب معلوم کیا چاہیئے کہ وجہ شبہ
مرکب حسی چار قسم ہی اول یہ ہی کہ دونون طرف اسکے مفرد ہون جیسے انگر کو چشم خروس کے
ساتھ تشبیہ دیوین گول ہونے اور سرخی اور مقدار مین یہ تینون چیزین ہئیت واحد
حاصل کر کے شبہ واقع ہوئی ہین یا موتی اور ژالہ مین مدور اور سفیدی اور چمکنا
اور مقدار خاص سب ہئیت مجموعی سے وجہ شبہ ہین اسی قبیل سے ہی یہ شعر سودا کا
شعر رنجک ہی بھر مشق اوڑایا کرے ہے برق ۔ گولی ہی ڈھالتا ہی سحاب تگرگ بار ۔
مصرع اول مین رنجک و برق دونون مفرد ہین اور اسی طرح سے مصرع ثانی مین
گولی اور تگرگ لیکن اول مین روشنی اور دفعتہ چمکنا اور پھر بعد اسکے جاتی رہنا اور اسکا
انعکاس فضا مین اور اس سے دیکھنے والون کی آنکھون کا جھپکنا پانچ چیزین مرکب
ہو کر وجہ شبہ واقع ہوئی ہین اور دوسرے مین مدور ہونا اور مقدار مخصوص فقط دو
چیزین قسم دوسری یہ ہے کہ دونون مرکب ہون مثلاً لڑائی مین غبار کا بلند ہونا

اور اسمین شمشیرون کا چمکنا مشبہ ہوا اور شب تاریک اور اسمین دمبدم ساقط ہونا شہاب
ثاقب کا مشبہ بہ یہ دونون مرکب ہین اور ہر واحد سے ایک ہئیت مجموعی مشبہ بہ واقع
ہوئی ہی اور وجہ شبہ اسمین ایک کالی چیز کی جوانب و اطراف مین روشن چیزون
دراز اور پراگندہ کا حرکت کرنا یا معشوق صبح کا رقص کرنا اور اسکا کبھی آگے بڑھنا اور
کبھی پیچھے ہٹنا اور ہاتھہ دراز کرنا اور چکھیری لینا اور سمٹ کر بیٹھ جانا مشبہ اور آفتاب
کا عکس دریا مین اور پانی کی حرکت مضطربہ سے اسکا کبھی آگے جانا اور کبھی پیچھے
آنا اور کبھی دراز ہو جانا اور سمٹنا اسطرح کہ پھر وہ قرص سالم معلوم ہونے لگے اور کبھی
پھیلنا مشبہ بہ ہوا اسمین ایک شے روشن کا کسی شے صاف مین نمودار ہونا حرکات مختلفہ
کے ساتھ وجہ شبہ ہے یہ مضمون شعر مین اسطرح سے موزون ہے شعر رقص مین وہ
مہروش ہے اسطرح جلوہ گر + جیسے آب موج زن مین عکس ہو خورشید کا + اسی
قبیل سے ہین یہ اشعار سودا کے شعر یون منعکس صفائی عمارت سے ہو چمن + جو ایک رو در
مکان ہو سو معلوم ہو دو رو + چادر تلے ہو آب کے یون سنگ آبشار + جیسے برجبین
نقاب تلے جون رخ نکو + پانی کی چادر اور سنگ دھرا ہوا ہونا سنگ کا مجموعہ مشبہ
ہوا اور نقاب اور جبین جبین اور رخ معشوق مشبہ بہ اور وجہ شبہ ظاہر ہی شعر یون جلوہ گر
ہو سرو کا سایہ کہ جسطرح + کوئی سیاہ مست کھڑا ہو کنار جو + یہ نسمجھا جاوے کہ مصرع اول مین
اس شعر کے سایہ سرو مشبہ مفرد ہی بلکہ از بس اسکا جلوہ گر ہونا حوض پر منظور ہے چنانچہ
ان چند شعر کا حوض کی تعریف کے تحت مین وارد ہونا قرینہ تو یہ ہے پس وہ مرکب
ہے ایضاً تجنتی ہے گل نور کو رنگ آمیزی + پوشش چھیٹ قلم کار سہر دشت و جبل +
تار بارش مین پروتے ہین گہر ہائے تگرگ + ہار پہنانے کو اشجار کے ہر سو بادل +

آب جو گرد چمن ملمع خورشید سے ہی + خط گلزار یہ صفحۂ طلائی جدول + ان اشعار مین
مشبہ اور مشبہ بہ اور وجہ شبہ کا مرکب حسی ہونا متامل پر ظاہر ہے قسم تیسری یہ ہے کہ مشبہ مفرد
حسی اور مشبہ بہ مرکب حسی ہو جیسے آفتاب کو ایسے آئینہ سے تشبیہ دیوین کہ رعشہ دار ہاتھ
مین ہو آفتاب مفرد ہے اور آئینہ کا دست رعشہ دار مین ہونا مرکب ہے اور ایسی ہیئات
کہ گول ہونے اور روشنی اور حرکت سیماب سے حاصل ہوتی ہے اسمین وجہ شبہ ہے
اور حرکت کا ہونا مشبہ یعنی آفتاب مین ظاہر ہے مثال اسکی یہ شعر ہے شعر ہے چشم اسکی
یا گل نرگس ہے باغ مین + ہے زلف اسکی یا کہ مین آتش پہ ہے دھوان چشم اور زلف
مفرد ہے اور نرگس کا باغ مین ہونا اور دھوئین کا آگ پر ہونا مرکب اور وجہ شبہ
اسمین ہے ہونا ایک شے خرد مدور کا ایسی فضا مین کہ وہان طراوت اور شگفتگی ہو اور
ہونا ایک شے سیاہ اور دراز اور پیچیدہ کا ایک شے روشن پر قسم چوتھی کہ مشبہ مرکب
اور مشبہ بہ مفرد ہو اسکی مثال ہے شعر سودا کا شعر شاخ مین گل کی نزاکت یہ ہم پہونچی ہے
شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہے پگل + شاخ گل کی مرکب ہے باعتبار شاخ اور گل کے
اور شمع مفرد ہے اور اسمین وجہ شبہ ہے ہونا ایک شی کا راست اور دراز اور اسکے
سر پر ایک شے سرخ کا نصب ہونا پوشیدہ نہ رہے کہ وجہ شبہ مرکب حسی مین سے نادر
اور بدیع وہ ہے کہ تشبیہ ایسی ہیئت مین واقع ہووے کہ اسمین حرکات ہون اور یہ
دو طرح پر ہے کہ ساتھ حرکتون کے لیجے اوصاف جسم کے اور بھی شامل ہون جیسے شکل
مستدیر اور مستطیل اور عریض اور جیسے لون سرخ یا سفید مشرقی یا سیاہ وغیرہ
اسکی مثال قسم دوسری یعنی اس وجہ شبہ مین کہ مشبہ اور مشبہ بہ دونون مرکب ہون
بیان ہو چکی دوسری یہ ہے کہ فقط حرکت ہو اور اوصاف جسم کے اس سے نکلے

ساتھ نہون اس صورت مین ترکیب جب متصور ہے کہ حرکتین مختلف ہو جائین مثلاً کسی شے
کا حرکت کرنا کبھی بطرف چپ کے اور کبھی بطرف بالا کے اور کبھی بطرف پائین کے
مثلاً رقص کی حرکتون کو تشبیہ دیجاوے شاخون کی ہوا سے متحرک ہونے کے
ساتھ اور جسکی حرکتون اتحاد ہو اُسمین ترکیب نہین ہو سکتی جیسے حرکت
چکی اور دولاب کی اور تیر کی حرکت فقط اوپر جانے کی یا نیچے آنے کی اور
اگر دونون حرکت بالا و پست کو اعتبار کرین ترکیب ممکن ہے اور جیسی حرکتون کی
ہیئت مین ترکیب واقع ہوتی ہے چنانچہ معلوم ہوا اسی طرح کبھی سکون ہیئت مین بھی
ترکیب واقع ہوتی ہے مثلاً کُتّے کا بیٹھنا مشبہ ہو اور گوارون کا آگ کے تاپنے کے
واسطے بیٹھنا مشبہ بہ اسمین کئی سکون واقع ہوئے کسواسطے کہ بیٹھنے مین کئی کے
ہر عضو کا ایک موضع علیحدہ ہوتا ہے اور ایسے ہی آگ کے تاپنے کے واسطے بیٹھنا گوارون
کا کہ اُنکے دونون پانون آگے پھیلے ہوے اور موضع سُرین اُس سے تفاوت کے
ساتھ یہ کئی سکون مجتمع ہوئے ہین وجہ شبہ و مرکب عقلی جیسے فائدہ مند نہونا بڑی
نفع کرنے والی چیز سے باوجود متحمل ہونے مصائب اور کھینچنے تعب کے عالم بے عمل کی
تشبیہ مین ایسے گدھے سے کہ اُسپر کتابین لادا کرتے ہون معلوم کیا چاہیے کہ وجہ شبہ
جب مرکب بمنزلہ واحد کے ہو اس صورت مین چاہیے کہ کوئی جزء اُسکا ترک نہ کرین
اور سارے اجزاء مین مشبہ کو مشبہ بہ سے تشبیہ ہو اور اگر ایسا نہوگا تو تشبیہ مین غلطی
واقع ہوگی جیسے وجہ شبہ مرکب کی دوسری قسم مین مذکور ہوا اور وہان غور کرین تاکہ
خوب ذہن نشین ہوجاوے یہان تک تمام ہوچکا بیان وجہ شبہ مرکب حسی کا۔ وجہ شبہ متعدد
تین قسم پر ہے ایک قسم یہ ہے کہ وہ وجہین سب حسی ہون جیسے رخسار اور گل کی تشبیہ مین سرخی

رنگ کی اور ملایمت اور زلف اور سنبل کی تشبیہ مین شاخ کی درازی و باریکی اور
پیچیدگی اور ساغر اور آفتاب کی تشبیہ مین مدور ہونا اور روشنی اور گردش دوسری قسم
یہ ہو کہ وہ سب عقلی ہون جیسے شعر سودا مین شعر بسان دانہ روئیدہ ایکبار گرہ + کھلی جو
کام سے میرے پڑی ہزار گرہ + وجہ شبہ اسمین قدرے آسان ہونا ایک امر پہلی دفعہ
اور بعد اسکے زیادہ تر ہو جانا یہ دو امر ہین علیحدہ اپنے کام کے دونون حال کو دانہ کے
دونون حال سے جدا جدا تشبیہ دی ہو نہ مجموع کو مجموع سے چنانچہ کرنے والون پر مخفی نہین
ہو تیسری قسم یہ ہو کہ بعضے انمین سے حسی ہون اور بعضے عقلی شعر سودا کا شعر یادہ معجون
بھی کی ڈبیان دونون + آتی ہو جان مین چھیڑے سے جنھین روح ملک + پستان کو
معجون بھی کی ڈبیا سے تشبیہ دی ہو اور وجہ شبہ اسمین کئی چیزین ہین ایک مدور
ہونا اور دوسرے ابھرا ہوا ہونا یہ دو امر حسی ہین اور رغبت دلانا مرد کو عورت
کی یہ امر عقلی ہے شعر آفتاب صبح محشر داغ پہ دل کے مرے + حکم رکھتا ہے طبیبو مرہم
کافور کا + اسمین وجہ شبہ ہے سفیدی رنگ کی اور راحت کا پہونچانا پہلا امر حسی ہے
اور دوسرا عقلی اور شاید مدور ہونے کو بھی دخل ہو کسو اسلئے کہ جب مرہم داغ
پر رکھتے ہین کبھا بامدور تراش کر رکھا کرتے ہین اس صورت مین دو امر حسی ہووے
اور ایک امر عقلی دانشمندان خبیر پر ظاہر ہو کہ عادت اہل بلاغت کی اسطرح پر جاری
ہوتی ہو کہ کبھی دو شے کو ایک دوسرے کی ضد ہو آپسمین تشبیہ دیتے ہین اور وہ معنی
کہ مشبہ بہ مین موجود ہین اسکو وجہ شبہ کہتے ہین اور مقصود اس سے وہ معنی ہوتے ہین
کہ مشبہ مین ہے نہ وہ معنی کہ جسکو ظاہرا وجہ شبہ کیا ہو اور اسکو وجہ شبہ کرنا اس سبب سے ہے کہ
بطریق استہزا کے ٹھہرالیا ہو کہ یہ معنی مشبہ مین بھی ہو اور حالانکہ نفس الامر مین

اُسکے اندر نہین ہے مثلاً نامرد کو کہین کہ شیر ہے یا رستم ہے اور بخیل کو کہین کہ حاتم ہے پس وجہ شبہ اس جگہ جرأت اور بخشش ہے از روے اعتبار کے نہ از روے نفس الامر کے اور وہ ضدیت کہ اُن دونون مین ہے اس جگہ بمنزلہ تناسب کے ہے نہ خود وجہ شبہ کسواسطے کہ جب ہم کہینگے کسی نامرد کو کہ وہ شیر کے مانند ہے یا بخیل کو کہ وہ حاتم کے مانند اور ارادہ کرینگے کہ وجہ شبہ کو بھی ظاہر کرین تو یہ نہ کہین گے کہ تضاد مین بلکہ یون کہینگے کہ جرأت مین یا بخشش مین

فرع تیسری حرف تشبیہ کے بیان مین

حرف تشبیہ کے ہین مانند اور مثل اور ہندی جیون اور جیسے اور سوا اسکے

فرع چوتھی غرض تشبیہ کے بیان مین

معلوم کیا چاہیے کہ تشبیہ کی غرض اکثر مشبہ کی طرف راجع ہوتی ہو یعنی اکثر تشبیہ سے غرض یہ ہوتی ہو کہ مشبہ کا حسن یا قبح یا اور امر بیان کیا جاوے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہو کہ غرض مشبہ بہ کی طرف راجع ہوتی ہو قسم پہلی کئی قسم پر ہو اول یہ کہ غرض تشبیہ سے بیان اس امر کا ہو کہ مشبہ کا وجود ممکن ہے اور یہ اُس جا ہے پر ہوتا ہے کہ جس جگہ مین اُسکے ممتنع ہونے کا دعوی کر سکتے ہوں اسکی مثال یہ دو شعر شیخ ابراہیم ذوق سلمہ اللہ تعالے کے ہین شعر تجھسے دیکھا سب کو اور تجھکو نہ دیکھا جون نگاہ + تو رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا + علم ہر کچھ اور شے اور آدمیت اور شے - کتنا توتے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا + پہلے شعر مین یہ دعوے کیا ہو کہ معشوق باوجود آنکھون مین ہونے کے آنکھون سے پوشیدہ ہو اور اس جا ے مین یون کہ سکتے ہین کہ یہ امر ممتنع ہے کیونکہ جو شے آنکھون سے ایسی قریب ہو کہ خود آنکھون مین رہے

یہ بعید ہے کہ وہ دکھائی نہ دے جب نگاہ سے اسکو تشبیہ دی وہ دعوے ثابت ہوا اور اسکا امکان معلوم ہو گیا اور دوسرے شعر مین یہ دعوے کیا کہ آدمیت کا حاصل ہونا علم کی تحصیل پر موقوف نہین اور اس جگہ بھی یہ کہہ سکتے ہین کہ امر ممتنع ہے کسواسطے کہ علم ہی سے آدمیت حاصل ہوتی ہے جب توتے سے تشبیہ واقع ہوئی ثابت ہو گیا کہ یہ امر ممکن ہے شعر زبان پیدا کرون جون آسیا سینہ مین پیکان سے + وہین کا ذکر کیا یان سر ہی نمائے ہے گریبان سے + ظاہرا یہ امر ممتنع ہے کہ جبکا گریبان کے پاس سے کٹ گیا ہو وہ شخص سینہ مین پیکان کی زبان بنا کر گویائی پر قادر ہو جاے پس امکان اسکا آسیا کی تشبیہ سے ثابت ہو گیا کسواسطے کہ آسیا کے بیچ کے حلقہ کو گریبان سے تشبیہ ہے اور دہان سے اسکے اوپر ایسی چیز نہین ہوتی کہ مشابہت سر سے رکھتی ہو گویا گریبان کے پاس سے اسکا سر کٹا ہوا ہے اور اسکے سینہ یعنے بیچ مین لوہے کی ایک کیل ہوتی ہو اسکے سبب وہ پھرتی ہے اور اس سے آواز نکلتی ہے اس شعر مین کمال بلاغت ہے اور اسکا حال متامل پر ظاہر دوسرا یہ کہ مشبہ کا حال بیان کرنا مقصود ہو جیسے ایک کپڑے کو دوسرے کپڑے سے سیاہی یا سفیدی مین مثلاً تشبیہ دیجا دے اور اس قسم کے اندر مشبہ بہ مین وجہ شبہ بہت ظاہر اور مشہور چاہیئے تاکہ حال مشبہ کا خوب واضح ہو جاے مثال اسکی شعر سودا کا ہے آسمان کی مذمت مین شعر ۔ رکھتا ہے پر غرور کو جون نیزہ سر بلند + جون جادہ خاکسار کو دیے ہے زمین پہ ڈال + پر غرور کی سر بلند رکھنے کا حال اور خاکسار کے زمین پر ڈالنے کا حال نیزہ اور جادہ کی تشبیہ سے واضح ہو گیا تیسرے یہ کہ مشبہ کے حال کی مقدار کا بیان کرنا مقصود ہو کی تشبیہ سے واضح ہو گیا تیسرے یہ کہ مشبہ کے حال کی مقدار کا

بیان کرنا مقصود ہو کمی اور زیادتی اور قوۃ اور ضعف مین مثلاً کالے کپڑے کو زاغ
کے پر سے تشبیہ دیوین سیاہی کی شدت مین یا سفید کپڑے کو برف سے اور دہن معشوق
کو ذرہ سے کمی مین اور زلف کو عمر خضر سے درازی کی زیادتی مین اور چوتھے یہ کہ
تشبیہ دینے سے غرض یہ کہ مشبہ کا حال سننے والے کے دلنشین کرے مثلاً سعی
بیفائدہ کو پانی پکھی ہوئی لکیر سے تشبیہ دیوین چونکہ بیفائدہ ہونا اور جلد مٹنا اس
لکیر کا ظاہر ہے ہر گاہ سعی کو اس سے تشبیہ دین اسکا بیفائدہ ہونا ذہن مین خوب
متمکن ہو جائیگا اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان کا نفس بہ نسبت عقلی کے حسی کی طرف
بہت مائل ہوتا ہے اور اسی قبیل سے ہے کسی شخص کے اقرار واثق کے حق مین کہتا کہ یہ بات
پتھر کی لکیر ہے اسی قبیل سے ہے یہ شعر سودا کا شعر نہین ہون طالب رزق آسمان
سے کہ مجھے + یقین ہے کاسہ دار دون مین کچھ نہین ہوتا + آسمان کا نمط سے خالی
ہونا کاسہ دار دون کی تشبیہ دلنشین ہو گیا پانچوین یہ کہ مشبہ کی زینت منظور ہو
سننے والے کی نظر مین یا برائی اور زشتی اسکی اول جیسے دانتون کی تشبیہ
موتی سے اور لب کی یاقوت سے اور دوسرے جیسے بدصورت کی تشبیہ بوسے
چھٹے یہ کہ مشبہ کا نادر اور طرفہ ہونا ثابت ہو وے یا مشبہ کی ایسی صورت بیان کیجائے
کہ موافق عادت کے محال ہو مثلاً کوئلے بعضے افروختہ اور بعضے غیر افروختہ ہون انکو
مشک کے دریا سے تشبیہ دین کہ اسکو موج سونے کی ہو ایسا دریا ازروے
عادت کے محال ہے یہ شعر سودا کا شعر چہرۂ مہروش ہے ایک سنبل مشکفام دو حسن
بتان کے دور مین ہے سحر ایک شام دو + دو شام مین ایک سحر کا ہونا طرفہ اور نادر ہے
اور یہ بیشتر تشبیہ خیالی اور وہمی مین پایا جاتا ہے چنانچہ اہل فہم پر ظاہر ہے۔

معلوم کیا چاہیے کہ مشبہ کا نادر اور طرفہ ہونا دو طرح سے ہوتا ہے ایک تو یہ کہ مشبہ بہ جسکے
واسطے سے مشبہ نادر اور طرفہ ہو جاتا ہی فی نفسہ نادر اور طرفہ ہو جیسے مشک کا دریا کہ اُس
مین سونے کی موج ہو چنانچہ پہلے بیان ہوا اور دوسرا یہ کی فی نفسہ نادر اور طرفہ
نہین بلکہ جسوقت مشبہ حاضر ہو اُسوقت اُسکی ندرت اور طرفگی متحقق ہو اور
ظاہر ہی کہ جب مشبہ بہ نادر اور طرفہ ہو خواہ اسطرح سے ہو خواہ اسطرح سے مشبہ بھی طرفگی
اور ندرت پیدا کریگا مثال دونون قسم کی یہ دو شعر میرزا رفیع السودا کے ہین شعر
فندق پالالی کہتے کہ نہ دیکھا ہوگا + سرو کی بیخ سے پھولا گل اورنگ اتبک +
زلف یون بکھری ہوئی چہرہ پہ مانگے تھی دل + جسطرح ایک کھلونے پہ مٹین دو بالک +
سرو کی بیخ سے گل اورنگ کا کھلنا فی نفسہ نادر اور طرفہ ہے اور دو لڑکون کا ایک
کھلونے پر ہٹ کرنا فی نفسہ کچھ نادر نہین لیکن جب زلفون کے دل مانگے گا اور دو
لڑکون کے ایک کھلونے پر ہٹ کرنے کا تصور ہوا دو صورتین بقاعدہ کے متصل
ہونے سے ایک ندرت حاصل ہو گئی جاننا چاہیے کہ جب غرض تشبیہ کی ہو یہ ہو کہ
مشبہ ممکن ہونا یا اُسکا حال بیان کیا جاوے تو چاہیے کہ مشبہ وجہ شبہ کے ساتھ
بہت مشہور ہو تاکہ مشبہ کے ممکن ہونے پر دلیل ہو یا اُسکے حال پر اُس سے آگاہی ہو
اور جب غرض یہ ہووے کہ اُسکے حال کی مقدار بیان ہو تو چاہیے کہ مقدار مشبہ کی
حال کی مشبہ بہ کے حال کے برابر ہو نہ کم نہ زیادہ تاکہ مشبہ حال کی مقدار جیسی ہے
ویسی ہی معین کیجاوے اور جس جگہ مشبہ کے حال کو خاطر نشین سُننے والے کی
کرنا منظور ہو وہان چاہیے کہ وجہ شبہ اکمل اور اشہر ہوئے کسواسطے کہ طبیعت
کامل اور مشہور کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہی اور جسجگہ تشبیہ سے زینت ماننی یا نادر

اور طرفہ ہو مشبہ کا مقصود ہو وہان نہ اکمل ہونا وجہ شبہ کا لازم ہی نہ سب مشہور ہونا کسواسطے
کہ مثلاً ہندی کے چہرہ کو کہ بہت سیاہ ہو آہو کی آنکھ سے تشبیہ دینا زینت کے
واسطے صحیح ہے باوجودیکہ نہ سیاہی ہرن کی آنکھ مین کامل ہے اور نہ سند کے
چہرہ کی سیاہی کی بہ نسبت مشہور زیادہ ہی اور ایسی ہی تشبیہ دینا اسطرح کے چہرہ کو کہ
داغ چیچک اُسپر بہت ہون ایسے سرگین سے کہ اُسمین جابجا کسی جانور کے چونک
مارنے کے سبب سے سوراخ پڑ گئے ہون جو ہیئت کہ ان دونون مین مشترک ہے نہ وہ
سرگین مین اکمل ہے اور نہ سرگین اس ہیئت کے ساتھہ بہ نسبت چیچک والے چہرہ
کے مشہور ہی زیادہ ہی اور جسقدر مشبہ بہ مخفی تر اور نادر تر ہووے اُسی قدر تشبیہ
کی ندرت اور طرفہ ہونے کی غرض زیادہ حاصل ہوگی اور حدائق البلاغت کے مصنف سے
تعجب ہے کہ انھین تین چیزون مین وجہ شبہ کے اکمل اور اشہر ہونے کو واجب لکھا ہے
واللہ اعلم بالصواب بہرکیف یہ بیان اُن قسمون کا تھا کہ جنمین غرض تشبیہ کی مشبہ کی طرف
راجع ہوتی ہی صنف دوسری یعنی تشبیہ کی غرض کا مشبہ بہ کی طرف راجع ہونا یہ دوطرح پر
اول یہ ہے کہ جس چیز مین وجہ شبہ ناقص ہو اُسی کو مشبہ بہ کرین اور اُس سے
اس امر کا ادعا مقصود ہو کہ وہ ناقص کامل ہو جیسے اس شعر مین سودا کے
شعر آئینہ خانہ اُسمین ہو ایسا کہ ایک بیت + موزون نہ اس صفا سے گلستان
مین ہو کبھو + گلستان اس شعر مین بمعنے مشہور کے ہے حاصل یہ ہی کہ صفائی آئینہ
خانہ مین بہ نسبت بیت شعر کے اکمل ہے اور بنا بر ادعا کے بیت کی صفائی کو کامل قرار
دیا ہی اسجگہ ادعا اس بات کا ہے کہ بیت کی صفائی اس مرتبہ مین ہے کہ آئینہ خانہ
کو اُس سے تشبیہ دے سکتے ہین اور اسی طرح سے ماہ اور آفتاب اور گل کے رخسار

اور سنبل کی زلف اور نرگس کی چشم سے مثلاً تشبیہ دینی اور دوسرے یہ کہ جسکی طرف زیادہ اہتمام ہو اُسے مشبہ بہ کرین اور غرض تشبیہ کی بیان اُس اہتمام کا بیان کرنا ہے مثلاً ہلال عید کو روٹی کے ٹکڑے سے تشبیہ دین اسکو اظہار المطلوب کہتے ہین جیسے میرزا رفیع السودا کے ان شعرون مین کہ آسمان کی مذمت مین کہتے ہین اشعار ہاتھ سے قسمت کے اسکے جگ مین مثل خاص و عام ۔ حال روشن دل کریون مطلع ثانی سے بیان + ماہ کی خاطر مقرر وقت شب ہے ایک نان + پر جو یہ چاہے سدا ساری وہ ہو دو سو کہان + یک لب نان کے لیے حیران ہوتے شہر شہر + مثل ماہ نو پڑے پھرتے ہین عالی ہمتان + پوشیدہ نہ رہے کہ تشبیہ اس جاے مین متحقق ہوتی ہے کہ مشبہ یہ باعتبار وجہ شبہ کے مشبہ سے کامل تر ہو خواہ از روی ادعا کے اور جہان وجہ شبہ مین مشبہ اور مشبہ بہ دونون کا برابر ہونا مراد ہو اور یہ مقصود نہو کہ ایک زاید ہو اور دوسرا ناقص عام ہو اس سے زیادتی اور کمی پائی جاوے یا نہ پائی جاوے بہتر یہ ہو کہ وہان تشبیہ کو ترک کرین کیونکہ تشبیہ مین ایک کی زیادتی اور ایک کے نقصان کا قصد ہوتا ہے اور جہان دونون کے مساوات کا قصد ہو اُسکو تشابہ کہتے ہین یعنے یہ اُس کے مشابہ ہے اور وہ اُسکے کیونکہ تشابہ تفاعل کے وزن پر ہے اور یہ اشتراک کے واسطے موضوع ہے مثال اسکی چنانچہ سودا کہتا ہے اشعار جسکے تو پاس نہ ہووے تو اُسے عالم مین + مجلس و شادی و تنہائی و غم چارون ایک + کر دیا ہے مین کرشمہ نے ترے آنکھون کے + مسجد و میکدہ و دیر و حرم چارون ایک + اس جاے مین تشبیہ مجلس کی تنہائی سے اور شادی کی غم سے منظور نہین اور اسی طرح سودا دوسرے شعر مین بلکہ دونون چیزون مین مساوات مقصود ہے اِسلیے

اِن دونون شعرون مین زیادہ تر واضح ہی اشعار تیرے روے عرق آلودہ اور کانون
کے موتی کا + بیان کیا کیجیے ہے لطف دونون مین برابر کا + گوہر ہے تیرے کانون مین
دیا قطرہ عرق کا ہے + یہ ہے قطرہ عرق کا یا کہ ہی دانہ گوہر کا۔

فرع پانچوین تشبیہ کی قسمون کے بیان مین

معلوم کیا چاہیے کہ تشبیہ از بسکہ باعتبار مشبہ اور مشبہ بہ اور وجہ اور غرض کے کئی نوع پر ہے اسواسطے انواع تشبیہ کی چند شعبون مین بیان کیجاتی ہین شعبہ پہلا تشبیہ کی تقسیم مین باعتبار مشبہ اور مشبہ بہ کے اور وہ کئی قسم ہے ایک یہ کہ مشبہ اور مشبہ بہ دونون مفرد ہون اور اُن دونون مین کوئی قید نہ لگی ہو جیسے تشبیہ رخسار کی گل سے اور شجاع کی شیر سے اور علم کی نور سے دوسری یہ کہ وہ دونون مفرد ہون اور کچھ قید اُن دونون کے ساتھ بھی ہو جیسے سعی بیفائدہ کی تشبیہ نقش روی آب سے مشبہ مین بیفائدہ کی اور مشبہ بہ مین روے آب کی قید ہے تیسرے یہ کہ ایک اُن دونون مین سے مفرد غیر مقید ہو اور ایک مفرد مقید خواہ اول مقید اور دوسرا غیر مقید اور خواہ دوسرا مقید اور اول غیر مقید مثلاً تشبیہ شرار جستہ کی شمشیر سے چوتھے یہ کہ دونون مرکب ہون انکی مثال وجہ شبہ مرکب بحث مین ہو چکی اُسی قبیل سے ہے یہ شعر سودا کا شعر ہر گل رنگ حنا پر یون عرق دے ہے بہار + لالہ زار اوپر ہو شبنم جسطرح گوہر فشان + یہ شعر گھوڑے کی تعریف مین واقع ہوا ہے یعنے رنگ حنا کے جو گل اُسکے بدن پر ہین اُنپر عرق اسطرح سے زیبا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے لالہ زار پر شبنم رنگ حنا کے گل مع قطرات عرق کی تشبیہ مین اور لالہ زار مع شبنم کے مشبہ بہ پانچوین یہ کہ ایک مفرد ہو اور دوسرا مرکب

مثلاً صراحی کی تشبیہ ایسے کبک سے کہ خون اُسکی منقار سے لگا ہو اور اُسکے لب سے نالۂ
کبوتر نکلتا ہو اور جیسے اس شعر مین شعر نہ کر ساقی مجھے مائل کہ مینا میری نظرون مین
لگی ہے مثل خاکستر کہ اُسمین آگ پنہان ہے - چھٹی یہ کہ دونون متعدد ہون -
اور یہ چند قسم ہے اول یہ کہ کئی مشبہ ایک جا مذکور کرین اور بعد اُسکے کئی مشبہ
بہ چنانچہ میان نصیر غفر اللہ لہ کے شعر مین ہے شعر نہا کے افشان چنو جبین پر نچوڑو
زلفون کو بعد اُسکے + دکھا دو عاشق کو اس ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران +
ہنسے ہے کو مجھے یہ یوسف اپنے مین زیر دیوار رو رہا ہون + عزیز دو دیکھو مری
نظر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران + اور اس شعر مین سودا کے شعر خرد و بزرگ
دہر مین نسبت جام و شیشہ جان + بادہ اُنھون مین ایک ہے گو کہ ہوئے
بنام دو + اس قسم کو ملفوف کہتے ہین کسواسطے کہ لف کے معنے پیچیدہ کرنے
کے ہین اور اسمین کئی مشبہ اور کئی مشبہ بہ باہم پیچیدہ ہوتے ہین دوسری یہ ہے
کہ ایک مشبہ مشبہ بہ باہم ذکر کرین اور بعد اُسکے ایک اور مشبہ و مشبہ بہ مذکور کرین
علی ہذا القیاس شعر زلف سنبل رخ ہے گل اور چشم بادام سیاہ + قد ہے سرو بوستان
لب ہے یاقوت یمن + ساتوین یہ کہ ایک واحد ہو اور دوسرا متعدد اور یہ دو قسم ہے
پہلی قسم یہ کہ مشبہ واحد ہو اور مشبہ بہ متعدد چنانچہ سودا کے شعر مین شعر سمور و قاقم و
سنجاب ہے سرما مین منعم کو + رکھین ہین آپ اسکین و لیخ دلنگ آتش کا + آتش کی
اُن چند چیزون سے تشبیہ منظور ہے کسواسطے کہ اس شعر کے معنی یہ ہین کہ اگر منعم کے پاس
وہ اشیاء نفیس اور گرم موجود ہین غریب کو آگ ہی مثل اُن چیزون کے ہے
ایضاً شعر اس چشم خون چکان کا احوال کیا لکھون مین + گر زخم ہے تو یہ ہے ناسور ہے

تو یہ ہو- اس قسم کو تشبیہ جمع کہتے ہین دوسری قسم یہ کہ مشبہ متعدد اور مشبہ بہ واحد ہو
اسکی مثال یہ شعر سودا کا ہے- شعر دل کو میان خط و زلف تو جو رکھے ہے عدل ہے
ایک یہ مرغ ناتوان جسکے لیے ہین دام دو- مشبہ یعنی خط و زلف دو چیزین ہین اور
مشبہ بہ یعنی دام ایک چیز ہے اس قسم کو تشبیہ تسویہ کہتے ہین دوسرا شعبہ تقسیم مین
تشبیہ کے باعتبار وجہ شبہ کے اور قسمین تشبیہ کی اس اعتبار سے چھ ہوتی ہین تمثیل
غیر تمثیل مجمل مفصل قریب بعید تشبیہ تمثیل وہ ہے کہ وجہ شبہ اُسمین کئی چیز سے
حاصل ہوئی ہو اسکی مثالین وجہ شبہ مرکب مین بہت بیان ہوئین اور سکاکی
نے کہا ہے کہ تمثیل وہ تشبیہ ہے کہ جسمین وجہ شبہ کئی امور سے حاصل ہوئی
ہو اور وصف حقیقی نہو یعنی وہ متوہم جیسے عالم بے عمل کی تشبیہ مین ایسے گدھے سے
کہ اُسپر کتابین لادی ہون وجہ شبہ ہے فائدہ مند نہونا بڑے نفع کی چیز سے
باوجود متحمل ہونے مصائب کے اور کھینچے تعب کے یہ امر ایک وصف ہے مرکب
کئی چیز سے ہے اور حقیقی نہین ہے بلکہ توہم کیا گیا ہے اس صورت مین یہ تفسیر خاص
ہوئی اور پہلے عام اور شیخ عبد القادر جرجانی نے کتاب اسرار البلاغت مین
لکھا ہو کہ تمثیل وہ تشبیہ ہے کہ جسمین وجہ شبہ مرکب ہو جسوقت وجہ شبہ عقلی نہو گی
اُسکو یہ کہینگے وہ تشبیہ کو متضمن ہے اور اُسکو تمثیل اور ضرب المثل نہ کہینگے
اور جبکہ عقلی ہوگی اُسوقت اُسپر اطلاق کرنا تمثیل کا درست ہے اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ جسمین تشبیہ مین وجہ شبہ مرکب حسی ہو اُسکو تمثیل کہنا نہ چاہیئے
تمثیل وہی ہے کہ جسمین وجہ شبہ عقلی ہو پس اس شعر مین شعر دلا ٹپر دو جزو کھاوے
مانگ اُس رشک مسیحا کی- مجھے یا کوٹ دے ہیرا کھرل مین سنگ موسیٰ کی

بقول شیخ کے تمثیل نہین ہے کسواسطے کہ اِس شعر مین مابین ایک سیاہ کی سفید چیز
براق کا ملحاظ ہونا وجہ شبہ ہے اور یہ امر مرکب حسی ہو اور ازقبیل یہ وصف حقیقی ہے
سکاکی کے نزدیک بھی تمثیل نہین اور ان اشعار مین سودا کے شعر بلند ہمت اگر ہون
نہ زیر چرخ ضعیف + ہلال عید ہو عالم کا کیونکہ روزہ کشا + جو ناتوان نہ کرین دستگیری
دشمن + تو خار و خس نہ کرے شعلہ کو کبھو برپا + فتادگی مین یہ عزت ہے دیکھ
اے سرکش + کہ نیک و بد نے کیا نقش پا کو راہ نما + سب کے نزدیک تمثیل ہی شیخ کے
نزدیک باعتبار عقلی ہونے کے اور سکاکی کے نزدیک باعتبار غیر حقیقی ہونے کے اور
جمہور کے نزدیک اسواسطے کہ اُنکی تعریف مین یہ قیود معتبر نہین بلکہ عام ہو اس سے
کہ حسی ہو یا عقلی حقیقی ہو یا غیر حقیقی تشبیہ غیر تمثیل موافق جمہور کے یہ ہی کہ وجہ شبہ مرکب نہو
اور سکاکی کے نزدیک یہ کہ وہ مرکب نہو یا وصف حقیقی ہو اور شیخ کے نزدیک یہ کہ
مرکب عقلی نہو پس وہ عام ہو کہ واحد ہو یا متعدد یا مرکب حسی اور مثالین اسکی وجہ
شبہ کی بحث سے متامل پر واضح ہونگی تشبیہ مجمل وہ تشبیہ ہے کہ جسمین وجہ شبہ مذکور نہو
جیسے رخسار اُسکا گل ہے یا مثل گل کے ہے اور تشبیہ مجمل کئی قسم ہو ایک یہ کہ وجہ شبہ
اُسمین ابتدائے نظر مین سب پر ظاہر ہو جاوے مثل جرأت اور رنگ کے اس
مثال مین کہ رخسار اُسکا گل ہے یا زید شیر ہو دوسرے یہ کہ وجہ شبہ پوشیدہ
ہو اور سوا خواص کے اُسکو کوئی معلوم نہ کر سکے مثلاً نالہ کی تشبیہ چادر سیاہ سے
یا تبسم کی برق سے اساتذہ فارس کے کلام سے نسبت سیاہی کی نالہ کی طرف
مفہوم ہوتی ہے چنانچہ شیخ العارفین علی حزین طاب ثراہ کے ایک شعر مین
نالہ مشکین پرند اور طالب آملی کے ایک شعر مین نالہ کی نیچے سیاہی مین غرق ہونا

دل کا اور ایک اور شعر مین تشبیہ نالہ کی شبدیز سے وارد ہی جو شخص دیکھا چاہے بہار عجم
مین نالہ کے لفظ کے معنی مین دیکھ لے اور تبسم معشوق کا ازبسکہ بسبب شوخی کے
واقع ہوتا ہے یا بسبب اسکے کہ تبسم مین دندان کی سفیدی اور چمک ظاہر ہو جاتی
ہے اسواسطے اُسکو برق کے ساتھ تشبیہ دیتے ہین اور یہ امور بجز خواص اور
کوئی دریافت نہین کر سکتا تیسرے یہ کہ مشبہ اور مشبہ بہ مین سے کسی کا وصف
مذکور نہوا اور وصف سے مراد وہ چیز ہے کہ وجہ شبہ پر اُس سے اشارہ ہو جیسے
زید شیر ہے یا زید فاضل ہے شیر ہے پس فاضل ایسا وصف نہین ہے کہ اُس سے
جرأت پر اشارہ ہو چوتھے یہ کہ وصف مشبہ کا فقط مذکور کرین جیسے روے روشن
مثل آفتاب کے ہے یا موے سیاہ مانند شب کے ہے روشن اور سیاہ دال ہے
فروغ اور ظلمت پر کہ وجہ شبہ ہے پانچوین یہ کہ وصف مشبہ بہ کا فقط مذکور کرین
جیسے چہرہ اُسکا مثل گل شگفتہ کے ہے چھٹے یہ کہ وصف دونون کا مذکور کرین جیسے
روی منبسط اُسکا مانند گل شگفتہ کے ہے تشبیہ مفصل وہ تشبیہ ہے کہ وجہ شبہ یا وہ
چیز کہ وجہ شبہ اُسکو لازم ہو اُسمین مذکور کرین مثال اول کی رخسارہ اُسکا شگفتگی
مین گل کے مانند ہے اور زلف اُسکی سیاہی اور پیچیدگی مین مثل سنبل کے
مثال دوسرے کی کلام فصیح شیرین مین مانند شہد کے ہے وجہ شبہ اسمین
رغبت ہے اور وہ شیرینی کو لازم ہے تشبیہ قریب مبتذل کہ وہ عام مین بہت
مستعمل ہوئی اور وہ یہ ہے کہ مشبہ سے مشبہ بہ کی طرف خیال جلد جاوے تشبیہ
وجہ شبہ کے اظہر ہونے کی اور تشبیہ مبتذل کئی سبب سے ہوتی ہے ایک یہ ہے
کہ وجہ شبہ واحد ہو جیسے سیاہی زنگی کی تشبیہ مین کوئلے سے یا سفیدی شہد کی

تشبیہ مین برف سے دوسرا یہ کہ مشبہ مشبہ بہ سے نسبت قریب رکھتا ہو جیسے بہ سیب سے تیسرا یہ کہ مشبہ بہ اکثر ذہن مین گذرتا ہو جیسے زلف کی تشبیہ شب سے اور تشبیہ روے خوب کی آفتاب سے حاصل کلام کا یہ ہے کہ تشبیہ قریب وہ ہے کہ اسمین وجہ شبہ تفصیل نہ رکھتی ہو اور اگر رکھتی ہو کم مثالین اول کی گذرین اور مثال دوسرے کی مثلاً تشبیہ آفتاب کی آئینہ سے گول اور روشن ہونے مین تشبیہ بعید غریب وہ تشبیہ ہے کہ مشبہ سے مشبہ بہ کی طرف بعد فکر اور وقت کے ذہن منتقل ہو اور اسباب بعید اور غریب ہونے کے بھی کئی ہین ایک یہ کہ وجہ شبہ متعدد یا مرکب ہو چنانچہ سابق معلوم ہوا دوسرا یہ کہ مشبہ بہ کو مشبہ کے ساتھ نسبت بعید ہو جیسے ابر کو زاغ کے ساتھ بجز سیاہی کے اور کچھ نسبت نہین تیسرا یہ کہ مشبہ بہ ذہن مین ندرت کے ساتھ حاضر ہو جیسے وہمی اور خیالی مین چنانچہ دانت غول کے اور نیزہ یاقوت کا اور جاننا چاہیئے کہ وجہ شبہ مین جسقدر ترکیب زیادہ ہوگی اسیقدر تشبیہ مین بعد اور غرابت بھی زیادہ ہوگی اور تشبیہ بلیغ وہی ہے کہ بعید اور غریب ہو اور قریب اور مبتذل مین چندان لطف نہو اور کبھی تشبیہ مبتذل اندک تصرف کرنے سے غریب ہو جاتی ہے جیسے زلف کو بسبب دوش پر افتادہ ہونے کے شب دوش کہین اور اگر تشبیہ مبتذل مین تصرف بطریق شرط کے ہو اسکو تشبیہ مشروط کہتے ہین مثلاً یون کہین کہ تجھکو سرو کہہ سکتے ہین اگر سرو مین ماہ کا ثمر لگتا ہو یا تجھکو ماہ کہہ سکتے ہین اگر ماہ مین سرو کا قد ہو تیسرا شعبہ تشبیہ کی تقسیم مین باعتبار غرض کے یہ دو قسم ہے ایک مقبول دوسرا مردود تشبیہ مقبول یہ ہے کہ غرض اس سے اچھی طرح ظاہر ہو اور مردود وہ کہ ان امرون مین ناقص ہو چوتھا شعبہ

تشبیہ کی تقسیم مین باعتبار ادات کے اور حرف تشبیہ کے جس تشبیہ مین حرف تشبیہ کے
مذکور نہون اُسکو موکد کہتے ہین اور جسمین مذکور ہون اُسکو مرسل اور موکد دو
طرح ہے ایک یہ کہ فقط حرف تشبیہ کے محذوف ہون جیسے رخسار گُل ہے اور
دوسرے یہ ہے کہ حرف تشبیہ کو محذوف کرکے مشبہ بہ کی طرف اضافت کرین جیسے
گُل رخسار اور تشبیہ مرسل جیسے رخسار اُسکا مانند گل کے ہے جب یہ بیان مفصل
معلوم ہو چکا اب سُنا چاہیئے کہ تشبیہ آٹھ قسم سے خالی نہین ہوتی اول یہ کہ مشبہ
اور مشبہ بہ مذکور کرین اور وجہ شبہ اور حرف تشبیہ کو محذوف مثلاً زید شیر ہے
دوسرے یہ کہ پوچھنے کے وقت مشبہ کو بھی حذف کرین مثلاً کوئی پوچھے زید کون
ہے جواب دین کہ شیر ہے تیسرے یہ کہ فقط حرف تشبیہ کے حذف کرین مثلاً
زید شیر ہے شجاعت مین چوتھے یہ کہ پوچھنے کے وقت مشبہ کو بھی حذف کرین مثلاً
کوئی پوچھے زید کون ہے جواب دیا جاوے کہ شیر ہے جرأت مین پانچوین یہ کہ وجہ
شبہ کو حذف کرین مثلاً زید مانند شیر کے ہے چھٹے یہ کہ پوچھنے کے وقت مشبہ کو بھی
حذف کرین مثلاً زید مانند شیر کے ہے ساتوین یہ کہ چارون کو مذکور کرین جیسے زید
مانند شیر کے ہے جرأت مین آٹھوین یہ کہ پوچھنے کے وقت مشبہ کو حذف کرین
جیسے پوچھنے کے وقت جواب دین کہ مانند شیر کے ہے جرأت مین اور ان آٹھ
قسمون مین سے قسم پہلی یعنے ذکر مشبہ مشبہ بہ کا فقط اور قسم دوسری یعنے حذف
کرنا مشبہ کا بھی پوچھنے کے وقت اقوی ہے اور دو قسم پچھلی یعنے چارون کا ذکر
کرنا اور وقت پوچھنے کے مشبہ کا حذف کرنا اضعف ہے اور بیچ کی قسمین بین
بین ہین قوی اور ضعف مین وجہ شبہ اور حرف تشبیہ کے حذف کرنے مین

قوت کی وجہ یہ ہے کہ بسبب حرفون کو حذف کیا اور کہا کہ زید شیر ہے کرنے مین قوت کے
وجہ شبہ جرأت مین گویا زید کو بعینہ شیر فرض کر لیا اور بسبب وجہ شبہ کو حذف کیا اور
کہا زید شیر ہے عمومیت حاصل ہوگئی پس جس تشبیہ مین ان دونون کو ترک کرینگے
وہ سب قوی ہوگی اور جسمین ان دونون مین سے کوئی مذکور ہوگا وہ بہ نسبت پہلے
کے ضعیف ہوگی اور جسمین دونون مذکور ہون گے وہ سب سے زیادہ ضعیف
ہوگی یہ جو کچھ تحریر ہوا پورا بیان ہے تشبیہ کے باب مین کہ حق جل و علی کے تفضل سے
انصرام کو پہونچا اور شجرہ پہلا تمام ہوا

شجرہ دوسرا استعارہ کے بیان مین

ازبسکہ استعارہ مجاز کی اقسام مین سے ایک قسم ہے اسواسطے لازم آیا کہ مجاز
اور حقیقت کی تعریف اول بیان کیجائے ہرچند علم بیان مین مقصد اصلی بحث مجاز
کی ہے اسواسطے کہ معنی واحد کا مختلف طریقون مین ادا کرنا مجاز مین ممکن ہے
نہ حقیقت مین لیکن عادت علما کی یون جاری ہوئی کہ حقیقت سے بحث کرتے
ہین اور حقیقت کو پہلے بیان کرتے ہین اسواسطے کہ حقیقت مین لفظ کو استعمال
کرتے ہین بیچ موضوع لہ کے اور مجاز مین لفظ استعمال کرتے ہین اُس معنی مین کہ موضوع لہ
نہین ہے پس حقیقت اصل ہے اور مجاز فرع اور اصل فرع پر مقدم ہوتی ہے حقیقت
وہ کلمہ ہے کہ جس معنے کے واسطے وضع کیا گیا ہو اُسی معنے مین اُسکو استعمال
کرین اور وہ وضع کرنا اُس اصطلاح مین ہو کہ جس اصطلاح مین کلام کرتے
ہین نہ اور اصطلاح مین اور وہ اصطلاح کہ اُسمین کلام کرتے ہین مثلاً اصطلاح
لغت کے یا شرع کے حاصل کلام کا یہ ہے کہ اگر اصطلاح لغت مین مثلاً کلام

کرتے ہین پس جو لفظ اُسی اصطلاح کسی معنی کے واسطے بنایا گیا ہو اور اُس معنی مین
استعمال کرین وہ حقیقت ہے چنانچہ تفصیل اسکی آگے آتی ہے اب سُننا چاہیئے کہ
اس تعریف مین سے استعمال کی قید سے وہ لفظ نکل گیا کہ ابھی اُس استعمال مین
مستعمل نہین ہوا اسواسطے کہ جو لفظ ابھی اُس اصطلاح مین مستعمل نہین ہوا اُسکو نہ
حقیقت کہتے ہین نہ مجاز اور وضع کی قید سے دو چیزون سے احتراز ہوا اول
اُس چیز سے کہ بھولے سے غیر موضوع لہ کے واسطے استعمال کی گئی ہو جیسے سامنے
رکھی ہوئی کتاب کو کوئی شخص گھوڑا کہے پس گھوڑا اس محل مین معنے موضوع لہ
کے غیر کے واسطے مستعمل ہوا وہ جیسے مجاز نہین ایسے حقیقت بھی نہین اور
دوسرے اُس مجاز سے کہ موضوع لہ مین استعمال نہین کیا گیا نہ اُس اصطلاح مین
کہ جسمین کلام کرتے ہین اور نہ دوسری اصطلاح مین مثلاً استعارہ اسد کا
واسطے رجل شجاع کے اسد واسطے رجل کے کسی اصطلاح مین موضوع نہین ہے
اور اگر کہین کہ اسد علم بیان مین رجل شجاع کے واسطے موضوع ہے باعتبار
تاویل کے گو وضع باعتبار تحقیق کے نہین ہم کہتے ہین کہ لفظ وضع کا جب مطلق
ہوتا ہے اُس سے وضع تحقیقی سمجھی جاتی ہے نہ وضع تاویلی اور اس قید سے کہ
جس اصطلاح مین کلام کرتے ہون احتراز ہو اُس مجاز سے کہ دوسری اصطلاح
مین معنے موضوع لہ مین مستعمل ہوا ہو جیسے صلوۃ کہ شرع کے استعمال مین دعا
کے معنے مین استعمال کرین لفظ اس معنی مین شرع کی اصطلاح مین حقیقت نہین
ہے بلکہ مجاز ہے کسواسطے کہ شرع مین بمعنے نماز کے وضع کیا گیا ہے اور لغت مین
دعا کے معنے مین موضوع ہے اور مجاز وہ کلمہ ہے کہ جس معنی کے واسطے وضع کیا گیا ہے

اُس معنی مین استعمال نہ کرین اور کوئی قرینہ ایسا قائم ہو کہ جس سے یہ معلوم ہووے
کہ وہ کلمہ معنی موضوع لہ کے غیر مین استعمال کیا گیا ہے اور از بسکہ حقیقت مین وضع کا
ہونا مجاز مین نہونا معتبر ہے وضع کے معنی کا جاننا بھی ضرور ہے پوشیدہ نرہے
کہ وضع لفظ کی معین کرنا ہے لفظ کا کسی معنی پر دلالت کرنے کے واسطے بذاتہ
یعنی کسی قرینہ کے واسطے سے اُس معنی پر دلالت نہ کرے بلکہ خود بذاتہ دلالت
کرے بذاتہ کی قید سے وضع کی تعریف سے مجاز خارج ہو گیا اسواسطے کہ مجاز
معنی مراد پر بواسطہ قرینہ کے دلالت کرتا ہے اور معلوم کیا چاہیئے کہ حقیقت معنی
ثابت ہونے والے کے ہی اور اُس کلمہ کو اپنے معنی موضوع لہ مین مستعمل ہو حقیقت اس
واسطے کہتے ہین کہ وہ اپنے مکان اصلی مین ثابت اور مکان اصلی کلمہ کا وہ معنی ہے
کہ جسکے واسطے وہ لفظ بنایا گیا ہے اور مجاز مصدر میمی ہے بمعنے اسم فاعل کے
یعنی گذرنے والا اور اُس کلمہ کو کہ اپنے معنی موضوع لہ کے غیر مین استعمال کیا گیا ہی مجازاً
اسواسطے کہتے ہین کہ اُسنے اپنے مکان کو چھوڑ دیا ہی جاننا چاہیئے کہ حقیقت اور
مجاز دونون چار قسم ہین قسمین حقیقت کی۔ حقیقت لغوی۔ حقیقت شرعی حقیقت
عرفی خاص۔ حقیقت عرفی عام یعنی کوئی لفظ اگر لغت مین کسی معنی کے واسطے
وضع کیا گیا ہی اُسکو حقیقت لغوی کہتے ہین اور اگر شرع مین وضع کیا گیا ہے اُسکو
حقیقت شرعی کہتے ہین اور اگر کسی خاص فرقہ کی اصطلاح مین وضع کیا گیا ہے
جیسے نحوی یا صرفی یا منطقی یا سوا انکے اُسکو حقیقت عرفی خاص کہتے ہین اور
اگر کسی خاص فرقہ کی اصطلاح مین وضع نہین کیا گیا بلکہ عام اُس لفظ سے وہ
معنی سمجھے ہین اُسکو حقیقت عرفی عام کہتے ہین اور اسی طرح سے قسمین مجاز کی

یعنی کلمہ اگر لغت کی اصطلاح مین اسکے موضوع لہ کے غیر مین استعمال کیا گیا ہے وہ مجاز لغوی ہے اور اگر شرع کی اصطلاع مین تھا ایک معنی کے واسطے اور استعمال کیا گیا کسی اور معنی مین وہ مجاز شرعی ہے اور اگر اصطلاح خاص مین کسی معنی کے واسطے موضوع تھا اور اسکے غیر مین وہ مجاز ہوا وہ مجاز عرفی خاص ہے اور اگر عام کی اصطلاح مین موضوع تھا کسی اور معنی کے واسطے مستعمل ہوا اور معنی مین وہ مجاز عرفی عام ہے اُسکی مثال یہ ہے کہ شریعت مین جانور درندہ مشہور کے واسطے بنایا گیا ہے اس معنی مین استعمال کرنے کو حقیقت لغوی کہتے ہین اور بمعنی مرد بہادر کے استعمال کرنے کو مجاز لغوی اور لفظ صلوٰۃ کا شرع کی اصطلاح مین نماز کے واسطے موضوع ہے اور لغت مین بمعنے دعا کے شرع کی اصطلاح مین بمعنی نماز کے استعمال کرنا حقیقت شرعی ہے اور اُسی اصطلاح مین بمعنی دعا کے مجاز شرعی ہے اور لفظ فعل کا علم نحو مین موضوع ہے لفظ خاص کے واسطے یعنی ماضی اور مضارع اور امر اور نہی اور لغت مین بمعنی کرنے کے ہے پس نحو کی اصطلاح مین لفظ خاص کے معنی مین آیا حقیقت عرفی خاص ہے اور کرنے کے معنی مین مجاز عرفی خاص اور لفظ دابہ کا عام کے نزدیک بمعنی چارپایہ کے ہے پس اس معنی مین حقیقت عرفی عام ہے اور بمعنے انسان کے مجاز عرفی عام جب یہ معلوم ہو گیا پس سمجھنا چاہیے کہ لفظ کو معنی مجاز مین استعمال کرنے کے واسطے کسی طرح کا علاقہ ضرور ہے کیونکہ اگر معنی حقیقی اور معنی مجازی مین کوئی علاقہ نہو پس اُس معنی مین استعمال کرنا اُس لفظ کا غلط ہوگا مثلاً کتاب کی طرف اشارہ کرکے کہا جاوے کہ لے تو اِس گھوڑے کو یہ استعمال غلط ہے کیونکہ کتاب اور گھوڑے مین کچھ علاقہ نہین ہے اور مجاز اور حقیقت مین

اگر علاقہ سواے مشابہت کے کوئی اور چیز ہے اُسکو مجاز مرسل کہتے ہین جیسے لفظ ہاتھ کا ہندی مین اور دست کا فارسی مین بمعنی قدرت کے ہاتھ اور قدرت مین علاقہ سبب کا ہی یعنے ہاتھ قدرت کا سبب ہے اسی واسطے ہاتھ کی لفظ کو قدرت کی معنی مین مستعمل کر لیا ہے اور پتّا ہندی مین نام خلط صفرا کا ہی اور مستعمل ہے عام مین بمعنے غیرت کے اسواسطے کہ مزاج صفراوی مین حدت اور تیزی بہت ہوتی ہے اور غیرت طبیعت کی حدت سے حاصل ہوتی ہے اور علی ہذا القیاس اور اگر علاقہ مشابہت کا ہے اُسکو استعارہ کہتے ہین پس اگر مشبہ بہ کو مذکور کرین اور مشبہ کو ترک اُسکو استعارہ بالتصریح کہتے ہین مثلاً ماہ یا آفتاب کہین اور اُس سے رخسارہ یا معشوق مراد ہو یا نرگس اور بادام اور صاد کہین اور چشم مراد ہو علی ہذا القیاس چنانچہ اس شعر مین شعر صنم تیا تو خدائی مین تجکو کیا نہ ہوا + ہزار حیف کہ تو بت ہوا خدا نہوا + صنم بمعنی بت کے ہے اور یہان مراد مشبہ ہے یعنی معشوق اسکو استعارہ بالتصریح کہتے ہین اسواسطے کہ مانگ کہ لینا لفظ صنم کا مثلاً واسطے معشوق کے صریح ہے اور اگر مشبہ بہ کو ترک کرین اور مشبہ کو مذکور اُسکو استعارہ بالکنایہ کہتے ہین جیسے اس شعر مین شعر جو سوے جیب ہین ہم سرنگون سبب یہ ہے + کہ دل کے زخم کو مژگان سے ہین رفو کرتے + ظاہر ہے کہ مژگان کو حقیقۃً صلاحیت رفو کرنے کی نہین ہے پس معلوم ہوا کہ اُسکو سوزن سے تشبیہ دی ہے لیکن مشبہ بہ یعنی سوزن کو ترک کیا ہے اور مشبہ یعنی مژگان کو مذکور اور اُسکو استعارہ بالکنایہ اسواسطے کہتے ہین کہ اُسکا استعارہ ہونا صریح نہین معلوم ہوتا ہی اور تصریح نہ کرنے کا نام کنایہ ہی پس یہ استعارہ بطریق کنایہ کے ہوا اور اس استعارہ کی مثالین اسکے موقع مین آوینگی

معلوم کیا چاہیئے کہ استعارہ مین مشبہ کو بعینہ مشبہ بہ ہونے کا ادعا کرتے ہین یعنے زید کو
بعینہ شیر ہونے کا دعوی کرتے ہین مشبہ بہ خواہ مذکور ہو جیسے استعارہ بالتصریح مین خواہ
متروک ہو جیسے استعارہ بالکنایہ مین اور دونون صورت مین مشبہ بہ کو مستعار منہ
کہتے ہین اور اُس لفظ کو کہ مشبہ بہ کے معنی پر دلالت کرے مستعار کہتے ہین اور
مشبہ کے معنی کو مستعار لہ کہتے ہین حاصل اسکا یہ ہے کہ شیر یعنے جانور درندہ معروف
مستعار منہ ہے یعنی مانگا ہوا اُس سے اور لفظ شیر کا مستعار یعنے مانگا ہوا اسکو اسواسطے
کہ شیر اصل مین خاص ہے جانور معروف واسطے اور جب معنے شجاع کے کہا گویا اس
لفظ اُس سے مانگ لیا اور معنی زید کے یعنی شخص خاص مستعار لہ ہے یعنے مانگا ہوا
واسطے اسکے اسواسطے کہ لفظ شیر کا زید کے واسطے مانگا گیا ہے اور زید کے
لفظ کا کچھ نام نہین پوشیدہ نرہے کہ علما کو اختلاف پڑا ہے اس امر مین کہ استعارہ
کونسا مجاز ہے آیا مجاز لغوی ہے یا عقلی اور مجاز عقلی سے یہ مراد ہے کہ ایک امر عقلی مین
تصرف کیا گیا ہو پس جمہور اس بات پر ہین کہ استعارہ مجاز لغوی ہے یعنی وہ ایسا
لفظ ہے کہ جس معنی کے واسطے بنایا گیا ہے اُس معنی کے غیر مین مستعمل ہوا ہے
مشابہت کے علاقہ سے اور اس بات پر دلیل یہ ہے کہ مثلاً ہمنے کسی کو شیر کہا
بسبب شجاعت کے پس لفظ شیر کا جانور درندہ معروف کے واسطے وضع کیا گیا ہے
مرد شجاع پر بھی اُسکا اطلاق درست ہو اور شیر پر بھی بلکہ وہ لفظ شجاع کا ہے کہ
دونون پر صادق آتا ہے حاصل یہ ہے کہ شیر نہ بمعنی شجاع کے ہے اور نہ بمعنی خصوصا مرد شجاع
کے بلکہ بمعنی جانور درندہ معروف کے ہے اگر وہ لفظ اُن دونون مین سے کسی کے واسطے
موضوع ہوتا اُنپر اطلاق اُسکا حقیقۃً ہوتا اور چونکہ وضع اسکے واسطے جانور

معروف کے ہیں پس اطلاق اُسکا اُسپر باعتبار مجاز کے ہے اور یہ اطلاق اُس شے پر ہی کہ معنی لغوی کی غیر ہے پس مجاز لغوی ہوا اور بعضون نے یہ کہا ہے کہ وہ مجاز عقلی ہے یعنی استعارہ امر عقلی مین تصرف کرنیکا نام ہے اسواسطے کہ جب ہمنے کسی کو شیر کہا اُسکو بعینہ شیر ٹھہرالیا نہ مانند شیر کے اس صورت مین گویا شیر کے لفظ کا وہ شخص موضوع لہ ہوا پس یہ دعوی کرنا تعلق عقل سے رکھتا ہے نہ لغت سے حاصل یہ ہی کہ زید مثلاً واقع مین شیر نہ تھا اور اُسکو اپنے نزدیک شیر ٹھہرالیا ہے اور جو چیز کہ واقع مین نہو اُسکے واقعی ٹھہرالینے کو مجاز عقلی کہتے ہین پس استعارہ مجاز لغوی نہوا بلکہ مجاز عقلی ہوا اور اگر مشبہ کو بعینہ مشبہ بہ نہ ٹھہراتے ہون تو بعضے مقام مین تعجب کرنا اور بعضے مقام مین تعجب کو منع کرنا صحیح نہو مثلاً اگر معشوق شب کو عاشق کے گھر مین آوے تو عاشق ازروی تعجب کے کہے کہ آفتاب کا شب مین طلوع کرنا باعث تعجب کا ہے اگر معشوق کو بعینہ آفتاب نہ ٹھہرایا تو اس جاے مین تعجب کرنا بیمعنے تھا کس واسطے کہ جلوہ گر ہونا ایسے آدمی کا کہ جو مشابہت آفتاب سے رکھتا ہو شب مین عجب نہین ہے بلکہ طلوع آفتاب ہی کا عجیب ہے یا معشوق کے شب کو جلوہ گر ہونے کو تاویل کرین کہ اُسکے جلوہ گر ہونے سے تعجب کرنا چاہیے کہ آفتاب شب مین جلوہ گر نہین ہوتا اور اس مذہب کو علما نے اسی طرح رد کیا ہی کہ مشبہ کو بعینہ مشبہ بہ ٹھہرانے سے یہ نہین لازم آتا کہ مشبہ موضوع لہ ہوجاوے کس واسطے کہ یہ امر ظاہر ہے کہ لفظ آفتاب کا بنایا گیا ہے جرم روشن معروف کے واسطے اور شخص حسین کے معنی مین استعمال کر لیا گیا ہی اور تعجب سے منع کرنا اسواسطے ہے کہ گویا مناسبت کو قطعاً فراموش کیا ہے تاکہ مبالغہ کما حقہ ادا ہوجاوے پس اس سے ثابت ہوا کہ استعارہ

مجاز لغوی ہے یعنی معنی موضوع لہ کے غیر مین استعمال کیا گیا ہے معلوم کیا چاہیے کہ استعارہ
مین دو امر ہوتے ہین ایک تو کہ مشبہ بہ کی جنس سے ٹھہرا لیتے ہین بطریق تاویل کے
اور دوسرے یہ کہ ایک ایسا قرینہ قایم ہوتا ہے کہ اُس سے یہ معلوم ہو کہ
یہان جو شے متعارف ہے وہ مراد نہین بلکہ خلاف اُسکے مراد ہے یہ امر بسبب
توضیح چاہتا ہے تاکہ حقیقت اُسکی بوجہ احسن ذہن نشین ہو جاوے معلوم کیا چاہیے
کہ مشبہ کو مشبہ بہ کی جنس سے قرار دینا اسطرح سے ہے کہ جو شخص شیر کی لفظ کو رجل
شجاع کے واسطے استعارہ کرتا ہے وہ شیر کی افراد کو بطریق تاویل کے دو قسم کرتا ہے
ایک قسم متعارف یعنی وہ کہ جسمین نہایت دلاوری ہے اس قسم ادہئیت اور چنگل اور
دانت اور جلد وغیرہ کے ساتھ اور دوسری قسم غیر متعارف کہ اُسمین نہایت جرأت
اور دلاوری ہے لیکن اُس بدن اور ہئیت وغیرہ کے ساتھ نہین ہے بلکہ بدن اور ہئیت
اور ہاتھ اور دندان وغیرہ مثل انسان کے ہین اور لفظ شیر کا موضوع ہے اُس
متعارف کے واسطے پس جب شیر کے لفظ کو استعمال کیا غیر متعارف کے واسطے
کہ یہ موضوع لہ نہین ہے تو یہ استعمال غیر موضوع لہ مین ہوا اور قرینہ سے معلوم ہوتا
ہے کہ موضوع لہ یعنی متعارف مراد نہین ہے بلکہ غیر متعارف مراد ہے جب یہ معلوم ہو چکا
تو اب جاننا چاہیے کہ کذب مین یہ دونون امر نہین ہوتے یعنی مشبہ کو مشبہ بہ کی جنس سے
ٹھہرانا اور متعارف کی مراد نہونے پر قرینہ قائم کرنا اور یہی فرق ہے استعارہ اور
کذب مین بعد فرق معلوم ہونے کے سننا چاہیے کہ قرینہ استعارہ کا کبھی ایک چیز
ہوتی ہے اور کئی چیزین اول کی یہ مثال ہے شعر آفتاب روز مشتاقان ہو یا رب
جلوہ گر شام تنہائی بسر ہوتی ہے کیونکر دیکھیے اور دوسرے کی مثال یہ ہے

شعر بزم مین خورشید اپنا محو مدہوشی رہا۔ شام سے تا صبح گرم شغل مے نوشی رہا
پہلی شعر مین روز مشتاقان اور دوسری مین بزم مدہوشی اور شام سے صبح تک
گرم مے نوشی رہنا قرینہ ہے اس امر کا کہ آفتاب اور خورشید سے معشوق مراد ہے۔
پوشیدہ نہ رہے کہ جیسے تشبیہ باعتبار چند چیزون کے کئی نوع ہو گئی تھی اسی طرح سے
استعارہ بھی چند چیزون کے اعتبار سے کئی قسم ہوتا ہے اول باعتبار مستعار اور
مستعار لہ کے دوسرے باعتبار وجہ شبہ کے کہ اُسکو استعارہ کی بحث مین وجہ
جامع کہتے ہین تیسرے باعتبار ان تینون کے چوتھے باعتبار ان چیزون کے
کہ سوا ان تین کے ہین اور ہم ان چارون قسمون کو چار ثمرہ مین بیان کرتے ہین

ثمرہ پہلا

استعارہ کی تقسیم مین باعتبار دونون طرف یعنی مستعار منہ اور مستعار لہ کے
اور یہ دو قسم ہے اول یہ کہ مستعار منہ اور مستعار لہ ایک شے مین اکٹھے ہو سکتے ہون
مثلاً لفظ زندگی کا کہین اور مراد اُس سے ہدایت ہو اور آنکھون والا کہین اور مراد
اُس سے صاحب علم ہو کیونکہ زندگی اور ہدایت یا آنکھین اور علم ایک شخص مین اکٹھی ہو سکتے ہین
یعنی جائز ہے کہ ایک شخص زندہ ہو اور ہدایت بھی رکھتا ہو یا ایک شخص آنکھین اور علم دونون
رکھتا ہو اس استعارہ کو وفاقیہ کہتے ہین اسواسطے کہ وفاق بمعنی موافقت کرنے کے ہے
اور اس استعارہ مین بھی مستعار منہ اور مستعار لہ ایک شے مین اکٹھی ہو سکتے ہین گویا
ان دونون مین موافقت ہو دوسری قسم یہ ہو کہ اُن دونون کا ایک شے مین اکٹھا ہونا
محال ہو مثلاً ایک شخص مر گیا ہو اور اُسکو بسبب نام نیک اور شہرت کے زندہ کہین
اسکو عنادیہ کہتے ہین اسواسطے کہ عناد بمعنی دشمنی کے ہے اور مستعار منہ اور مستعار لہ

یعنی موت اور زندگی اس استعارہ مین ایک شے مین جمع نہین ہو سکتے گویا آپس مین دشمنی رکھتے ہین اور عنادیہ کے قبیل سے ہی بخیل کو حاتم یا نامرد کو رستم کہنا اور مثلاً کہا جاوے کسی شہر کے حاکم کو نوشیروان اور مراد اس سے یہ ہو کہ ظالم ہے اور یہ ازبطریق ظرافت اور استہزا کے ہوتا ہی اسکی تفصیل تشبیہ مین گذری

ثمرہ دوسرا استعارہ کی تقسیم مین باعتبار وجہ جامع یعنی وجہ شبہ کے

جاننا چاہیئے کہ استعارہ باعتبار وجہ جامع کی چار قسم ہی قسم اول یہ کہ جامع مستعار منہ اور مستعار لہ کے مفہوم مین داخل ہو یعنی مستعار منہ اور مستعار لہ کی معنی کا جز ہو مثلاً دوڑنے کو استعارہ کرین اڑنے کے ساتھ اور کہین کہ فلانا قاصد اوڑگیا یعنی دوڑ گیا وجہ جامع اسمین قطع مسافت ہی اور یہ دوڑنے اور اوڑنے دونوں کی مفہوم مین داخل ہی کیونکہ دوڑنا اور اُڑنا ایسی حرکت کو کہتے ہین کہ اس سے جلد مسافت قطع ہو لیکن اسقدر ہے کہ مستعار منہ مین شدید ہی اور مستعار لہ مین بہ نسبت اسکے ضعیف قسم دوسری یہ ہی کہ جامع اُنکے مفہوم سے خارج ہو مثلاً استعارہ شیر کا مرد شجاع کے واسطے پس شیر موضوع ہے واسطے حیوان مشہور کے اور شجاعت اُسکا وصف ہی اور اُسی طرح سے مرد موضوع ہی واسطے مذکر کے اور شجاعت اُسکا بھی وصف ہی پس یہ وصف دونون کے مفہوم سے خارج ہی اور اگر کوئی کہے کہ لفظ مرد کا عرف مین بمعنی رجل شجاع کے ہی اس سے معلوم ہوا کہ شجاعت اُسکے مفہوم مین داخل ہے اور تم کہتے ہو کہ شجاعت خارج ہم کہتے ہین کہ مرد اصل مین ترجمہ رجل کا ہی اور بمعنی رجل شجاع کے مجاز مستعمل ہے پس وہ وصف اُسکے مفہوم مین داخل نہوا اور اگر خارج کی جگہ داخل نہونے کا لفظ کہا جاوے یعنی دوسری قسم

یہ کہ جامع اُنکی مفہوم مین داخل ہو تو یہ زیادہ تر مناسب ہی کسواسطے کہ اگر جامع ایک
کی مفہوم مین داخل ہو اور دوسرے کی مفہوم سے خارج ہو تو وہان بہی صادق
آویگا کہ دونون کی مفہوم مین داخل نہین ہے مثلاً یہ بات لیوین کہ مرد بمعنی رجل شجاع
کے موضوع ہی اور شجاعت اُسکا جزء ہی یا کہین کہ مجموع رجل اور شجاع مستعار لہ ہی
نہ تنہا رجل کہ موصوف ہو وصف شجاعت سے اور اُس صورت مین بھی شجاعت
اُسکے مفہوم مین داخل ہوتی ہی تو بھی کہا جاویگا کہ دونون کے مفہوم مین داخل
نہین ہے کسواسطے کہ اگر ایک کی مفہوم مین داخل ہے تو دوسرے کی نہین ہے یہ مطلب
دقیق ہے یہان تامل اور فکر کو کام فرمانا چاہیئے اور اسی قبیل سے ہے گل کہنا
رخسار کو اور لعل اور یاقوت لب کو اور سرو قد کو اور زنگی زلف اور خال کو
علی ہذا القیاس کہ انمین سرخی اور راستی اور سیاہی بطریق لف و نشر مرتب کے
جامع ہی اور وہ اِن سب چیزون کی مفہوم مین داخل نہین ہے قسم تیسری یہ ہے
کہ جامع ابتداے نظر مین معلوم ہو جاوے بغیر فکر اور غور کی جیسے تشبیہ مین گذرا مثلاً
ماہ اور آفتاب سے استعارہ کرین رخسار کو یا گل سے اور علی ہذا القیاس یہ بات
ظاہر ہی کہ روشنی اور رنگینی جامع ہی اور اسی قسم سے استعارہ ہی سرو اور زنگی
اور اسد وغیرہ کا قد اور زلف اور رجل شجاع کے واسطے اس استعارہ کو عامیہ
اور مبتذلہ کہتے ہین عامیہ اسواسطے کہ وہ جامع اسکی بسبب کمال ظہور کے سب پر ظاہر
ہی اور مبتذلہ اسواسطے کہ ابتذال بمعنی خرچ کرنے اور بہت صرف مین لانے کے ہی
اور ایسا استعارہ بھی بہت مستعمل ہوتا ہی اور کچھ نادر نہین ہوتا کہ سوا ایک دو جا کے
کہ اور کہین استعمال نہ پایا ہو قسم چوتھی یہ کہ جامع کو سواے خواص اور اہل فہم اور کوئی دریافت

نہ کرسکے اس استعارہ کو غریبہ کہتے ہین مثلاً صراحی کی آواز کو ہچکی سے استعارہ کرین جیسے اس مصرع مین رع تری محفل مین شیشہ ہچکیان لے لے روتا ہے + جامع اسمین ہے آواز کا اچھی طرح سے نہ نکلنا اور بند ہوجانا اور یہ خوب ظاہر نہین ہے اسی قبیل سے ہے یہ شعر شعر ہوا یہ جوش مین سودا کہ میری آنکھون سے + بجاے لعل نکلتے ہین اب سلیمانی + جوش سودا سے سیاہ ہونے کے سبب اشک خونی کو دانۂ سلیمانی سے استعارہ کیا ہے اور سودا ایک خلط ہے کہ اُسکا رنگ سیاہ اور چونکہ دانہ سلیمانی قدرے سفیدی بھی رکھتا ہے اُسمین اشک کی رطوبت کا ہونا بھی معتبر ہے یہ بات بجز خواص کے اور کسی کو معلوم نہین ہوتی اور یہ شعر شیخ ابراہیم ذوق سلمہ اللہ تعالیٰ کا شعر جبکی آواز سے ہون رونگٹے سوہان کے کھڑے + وہ محبت نے دیا سلسلہ پا ہمکو + سوہان کے دندانے اُبھرے ہوئے ہونے کو رونگٹے کے کھڑے ہونے سے استعارہ کیا ہے وجہ جامع اسمین بن مو کا اندک اونچا ہوجانا رونگٹے کھڑے ہونے کے وقت چنانچہ یہ امر تجربہ اور مشاہدہ پر موقوف ہے اور اس طرح کی حالت سوہان کے اندر بعینہ پائی جاتی ہے اور خفا اسکا ظاہر ہے اور کبھی استعارہ عامیہ مبتذلہ مین ایک ایسا تصرف کرتے ہین کہ وہ غریب ہوجاتا ہے مثل تشبیہ کے کہ پہلے اس سے مفصل مذکور ہوچکی مثال ہے یہ شعر شعر بتانے قصد ہے کس خون گرفتہ کا کہ رہتی ہے + علم شمشیر زہر آلودہ سر پر چشم فتان کے + ابر کو تیغ سے استعارہ کیا اور یہ استعارہ مبتذل ہے لیکن زہر آلودہ کہنے سے ایک گونہ غرابت اسمین بہم پہونچی کیونکہ زہر کو سبزی سے نسبت ہے اور سبزی اور سیاہی مین چندان تفاوت نہین ہے پس ابر کو بسبب سیاہی رنگ کے تیغ زہر آلودہ سے استعارہ کرنا امر غریب ہے

ثمرہ تیسرا استعارہ کی تقسیم مین

باعتبار ان تینون چیزون یعنی مستعار منہ اور مستعار لہ اور جامع کے معلوم کیا چاہیئے کہ مستعار منہ اور مستعار لہ یا دونون حسی ہون اور اس قسم مین وجہ جامع حسی اور عقلی دونون ہو سکتی ہے اسواسطے کہ جو چیز حسی ہو اسمین امر عقلی کا ہونا منع نہین جیسے اسد مین جرأت اور رجل مین علم یا قدرت یا جہل پس یہ دو قسم ہے اول یہ کہ تینون حسی ہون جیسے یہ کہ دونون حسی ہون اور وجہ جامع عقلی یا مستعار منہ اور مستعار لہ دونون عقلی ہون یا مستعار منہ حسی اور مستعار لہ عقلی یا بالعکس اور وجہ جامع ان تینون قسمون مین حسی نہین ہوتی بلکہ عقلی ہوتی ہے یہ سب پانچ قسمین ہوئین اور بعضون نے ایک قسم چھٹی اسطرح سے حاصل کی ہے کہ مستعار منہ اور مستعار لہ دونون حسی ہون اور وجہ جامع مختلف یعنی وجہ جامع مرکب ہو بعض امر عقلی اور بعض امر حسی سے ہم ان چھ قسمون کی مثالین بیان کرتے ہین قسم اول یعنی تینون حسی ہون جیسے گل سے یا آفتاب سے اور ماہ سے رخ کا شراب سے معشوق کے آب دہن کا اور آواز صور سے صدائے ہئیت ناک کا اور مشک سے بالون کا اور سطح آئینہ سے شکم کا استعارہ کرین اول دیکھنے کی چیزون سے ہی اور دوسری چکھنے کی چیزون سے اور تیسری سننے کی چیزون سے اور چوتھی سونگھنے کی چیزون سے اور پانچوین چھونے کی چیزون سے کسواسطے کہ وجہ جامع پانچوین مین ملامیت ہی چنانچہ ان شعرون مین سودا کا شعر شعر
چمن مین جھکو آتے سنکر باد سحر گھبرائی ۔ ساغر جتنک لادین لادین تو رسبو کو جام کیا
اس شعر مین غنچہ کا استعارہ سبو سے اور گل کا جام سے ہے شکل اور ہئیت مین اور اسی طرح سے ہی شیخ ابراہیم ذوق کا شعر شعر گرتے فریادیون کے نالۂ پیچیدہ کو

لب پر رکھکر پھونکنے سے پیدا ہونا صور کا۔ دہن کی آواز کو صور کے نالہ کے ساتھ استعارہ
کیا ہے اور زیادہ مثالون کی کچھ حاجت نہین قسم دوسری یعنی دونون حسی ہون
وجہ جامع عقلی جیسے استعارہ مرد شجاع کا شیر سے کہ جامع اسمین جرأت ہے
علی ہذا القیاس قسم تیسری یعنی مستعار منہ اور مستعار لہ عقلی اور وجہ جامع بھی عقلی
ہو مثلاً کوئی شخص ایک امر کی تلاش سے بعد تردد اُٹھانے کے باز آوے تو کہین
کہ وہ اب شخص بیٹھ رہا بیٹھنا حسی ہے اور باز رہنا عقلی اور وجہ جامع اسمین
سکونت اور اطمینان ہے اور اسی قبیل سے ہے استعارہ شراب کا کوثر سے بشرطیکہ وجہ
جامع اسمین کمال مرغوب ہونا شراب کا ہو مثل کوثر کے اس صورت مستعار لہ
یعنی کوثر اور وجہ جامع عقلی ہوتے ہین اور اگر مزہ ہو تو جامع چکھنے کی چیزون سے
ہو جاویگی چنانچہ اس شعر مین شعر مجھے جنت سے ساقی کم نہین ہے بزم خوبان کی +
لہ یان حورون کے ہاتھون سے ملے ہے جام کوثر کا + قسم چوتھی یعنے مستعار لہ حسی
اور مستعار لہ اور جامع عقلی ہو مثلاً معشوق کے قد کا استعارہ قیامت سے اور
قسم پانچوین یعنی تینون عقلی ہو مثلاً خواب موت سے استعارہ کرین قسم چھٹی یعنے
دو حسی ہون اور وجہ جامع مرکب ہو بعض امر حسی اور بعض عقلی سے چنانچہ شخص
جلیل القدر کو آفتاب سے استعارہ کرین اور بزرگی شان کی مجموع وجہ جامع ہے

ثمرہ چوتھا استعارہ کی تقسیم مین باعتبار اور چیزون کی سوا ان تین کے

معلوم کیا چاہیے کہ استعارہ باعتبار لفظ مستعار کے دو قسم ایک اصلیہ اور دوسرا
تبعیہ اصلیہ وہ ہے کہ لفظ مستعار یعنی وہ لفظ کہ جسکے معنی مشبہ بہ واقع ہوتے ہین
اسم جنس ہو اور اسم جنس وہ ہے کہ دلالت کرے ایسی شے پر کہ اسکو سمت چیزون پر

صادق آنے کی صلاحیت ہو بغیر اعتبار کسی وصف کے جیسے شیر اور گل اور سرو
اور رجل اور مرد اور اسی میں داخل ہے مصدر مثل قتل اور ضرب یعنی مارنا اور اسم جنس کے
قبیل سے ہے کسی شخص خاص کا نام کہ بسبب کسی وصف کے تاویل کرکے اسم جنس میں
داخل کرلیں مثلاً حاتم اور رستم کہ اول کو بمعنی سخی کے اور دوسرے کو بمعنی بہادر کے
استعمال کرتے ہیں مثلاً کہیں کسی شخص کو حاتم یا رستم اور اسم جنس کا مستعار واقع ہو
پہلی مثالوں سے واضح ہے اور ایذائے شدید کو قتل سے استعارہ کرنا مصدر کی
مثال ہے اور اسکو استعارہ اصلیہ اسواسطے کہتے ہیں کہ بنا استعارہ کی تشبیہ پر ہے
یعنی مستعار لہ کو تشبیہ ہوتی ہے مستعار منہ کے ساتھ اور یہ ظاہر ہے کہ تشبیہ مشبہ کا وصف
ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ مشبہ بہ کے ساتھ وجہ شبہ میں شریک ہے اور موصوف
ہونے میں حقائق اور ذاتیں اصل ہوتی ہیں مثلاً جسم سفید اور بیاض صادق اور
چونکہ شیر اور گل اور سرو وغیرہا ذاتیں ہیں اور تشبیہ کے وصف سے موصوف
ہوئی ہیں اسواسطے اس استعارہ کا اصلیہ نام رکھا ہے اور استعارہ تبعیہ وہ ہے
کہ لفظ مستعار فعل ہو یا شبہ فعل یا حرف اور فعل اُس لفظ کو کہتے ہیں کہ وہ اپنے
معنی پر اور تینوں زمانوں سے کسی زمانہ پر دلالت کرے یعنی یا گذری ہوئے
زمانہ پر مثلاً کہا اور سنا یعنی زمانہ سابق میں یا زمانہ آیندہ پر مثلاً کہے گا اور سنے گا
یعنی آگے گویا زمانہ حال پر مثلاً کہتا ہے یا سنتا ہے یا کہہ یا مت کہہ اور شبہ فعل یعنے
اُس چیز کے ہے کہ فعل سے مشتق ہو یعنی اسم فاعل جیسے کہنے والا یا اسم مفعول
جیسے کہا گیا ہوا اور حرف اُسے کہتے ہیں کہ جبتک کچھ اور شی اُسکے ساتھ شامل نہ
معنی پہ دلالت نہ کرے اور زمانہ بھی اُسمین نہ پایا جاتا ہو جیسے کلمہ سے کا کہ پری تک

ابتدا کے واسطے ہی یا مین ظرف کے واسطے یا تک انتہا کے واسطے جتبتک یون نہ کہین
کہ بازار سے آیا اور گھر مین گیا یا دروازہ تک پہونچا تو ان حرفون سے فائدہ نہ حاصل
ہوگا پس فعل ماضی یا مضارع یا امر نہی یا اسم فاعل یا اسم مفعول یا حرف کے
مستعار واقع ہونے کو استعارہ تبعیہ کہتے ہین اور اسکو تبعیہ اسواسطے کہتے ہین
کہ فعل حرف کے معنی کو یہ صلاحیت نہین کہ تشبیہ کے وصف سے موصوف ہوسکے
یعنی نہ فعل اور شبہ فعل کے معنی مشبہ ہوتے ہین اور نہ حرف کے معنی بلکہ فعل کا مصدر
اور حرف کے معنی کا متعلق مشبہ ہوتا ہی پس فعل اور حرف کے تئین مستعار کہنا
بطریق تبعیہ کے ہی نہ بطریق اصالۃ کے یعنی فعل اور حرف مستعار ہونے مین مصدر
ور متعلق کے تابع ہے اور خود مستعار نہین ہوسکتے تفصیل فعل اور حرف کے
ستعارہ نہونے کی یہ ہی کہ کبھی فعل ماضی یا مضارع یا نہی یا امر یا اسم فاعل یا
اسم مفعول کے ساتھ معنی کو تغیر کرتے ہین اور مقصود اُس سے وہ معنی نہین ہوتے
کہ جن معنی کے واسطے وہ بنائے گئے ہین بلکہ غیر اُسکا مقصود ہوتا ہے اور ان
لفظون سے غیر معنی موضوع لہ کا مستعار ہونا باعتبار اُنکے مصدر کے ہوتا ہے
مثلاً کہین کہ فلان شخص نے اُسکو مار ڈالا اور مراد یہ ہو کہ اُسکو ایذا ے شدید
ہونچائی یا کہین کہ مینے اُسکو بھگا دیا یعنی الزام دیا اور اُس قیاس پر مضارع
و غیرہ جانے مین حقیقۃ تشبیہ دونون کی مصدرون مین ہی یعنی ایذا دینے کو مارنے
ور الزام دینے کو بھگانے سے یا کہین کہ اُسکا چہرہ کہے دیتا ہی یعنی دلالت کرتا ہی
ور علی ہذا القیاس اور کبھی حرف مذکور کرتے ہین اور اُسکے معنی جنس سے
تعلق ہوتے ہین وہ مستعار لہ ہوتا ہے اور نہ کوئی اور سے مستعار منہ

اور حرف کے معنی کا متعلق وہ شے ہے کہ حرف کے معنی بیان کرنے کے وقت اُس سے تعبیر
تعبیر کریں اُس معنی کو مثلاً کہتے ہیں کہ لفظ سے کا ابتدا کے واسطے ہے اور مین ظرفیت
کے واسطے اور تک انتہا کے واسطے اور لفظ تو کا تے مفتوح سے غرض کے
واسطے پس ابتدا اور ظرفیت اور انتہا اور غرض اُن حرفون کے معنی کے متعلق
ہین یعنی اُنکے معنی اُنسے تعلق رکھتے ہین اسکی مثال جیسے کہین کہ مینے اپنے
مطلب سے ہاتھ دھویا اس مقام مین لفظ سے کا ابتدا کے واسطے نہین ہے بلکہ
دور کرنے کے معنی مین ہے چنانچہ فارسی از اور عربی مین عن کا لفظ اس سے مین
آیا ہے اور یہ بات دونون فن کے جاننے والون پر واضح ہے مراد اس جگہ یہ ہے
کہ مینے اپنے مطلب کو دور کیا پس مستعار لہ اس جگہ مطلب کا دور کرنا ہے کہ متعلق ہے
لفظ سے کا اور ہاتھ دھونا مستعار منہ ہے یعنی باعتبار ظاہر کے یہ ہے کہ لفظ سے کا
مستعار لہ ہے پس سے کا کلمہ متعلق کے اتباع سے مستعار لہ کہا گیا ہے یا مثلاً
زید آیا ہو تحصیل علم کے واسطے اور بسبب لہو و لعب مین مشغول رہنے کے
جاہل رہا تو اُسکو کہین کہ تو یہان آیا تو جاہل رہنے اُسکی غرض آنے سے
تحصیل علم تھی اور غرض کو بطریق استہزا کے علم حاصل ہونے سے استعارہ کر لیا
اور یہ اُس قبیل سے ہے کہ تشبیہ مین مفصل بیان ہو چکا یعنی کبھی دو ضدون کو آپسمین
تشبیہ دیتے ہین چنانچہ مطالعہ کرنے والون پر واضح ہوگا اور اسی قبیل سے ہے
یہ شعر شعر بات ہمسے تو نہ کرنی اور غیرون سے تپاک + ہم مگر اس بزم مین آئے تھے
ذلت کے لیے + اس شعر مین کا حرف غرض کے واسطے موضوع ہے پس مستعار لہ
ظاہر مین لیے کا حرف ہے اور واقع مین غرض بزم مین آنے کی بعنی عزت اور

مستعار منہ ذلت ہے یہ استعارہ بھی بطریق اشتہار کے واقع ہوا ہی معلوم کیا چاہیے
کہ تقریر کرنا اسطرح سے کہ مستعار لہ متعلق کو اور مستعار منہ مثلاً ہاتھ وغیرہ نے یا ذلت
کو ٹھہرانا حدائق البلاغت کے مصنف کی تقریر کے موافق یعنی اُسنے بھی متعلق کو
کہ وہ باعتبار لفظون کے متروک ہوتا ہے مستعار لہ قرار دیا ہے اور جو لفظ کہ
اُسکے مقابل مین واقع ہوا ہے اُسکو مستعار منہ چنانچہ یہ امر اُن لوگون پر کہ جنھون نے
اُس کتاب کو دیکھا ہے واضح ہے اور تلخیص المفتاح کے مصنف نے متعلق کو کہ
متروک ہے مشبہ بہ اور اُس لفظ کو کہ مذکور ہے مشبہ قرار دیا ہے لیکن چونکہ اُسکے
مذہب کے موافق استعارہ بالتصریح مین خواہ اصلیہ ہو خواہ تبعیہ مشبہ متروک
ہوتا ہے اور مشبہ بہ مذکور غایت یہ ہے کہ استعارہ تبعیہ مین بعینہ لفظ کے مفہوم مین
تشبیہ نہین ہوتی اور اصلیہ مین ہوتی ہے چنانچہ اوپر کی مثالون سے ظاہر ہے پس
متعلق متروک مشبہ بہ قرار دیتے ہین استعارہ بالتصریح متصور نہین ہوتا اسواسطے
کہ مشبہ کا متروک ہو جانا چاہیے اور مشبہ بہ کا مذکور ہونا البتہ استعارہ بالکنایہ ہو سکتا ہے
کسواسطے کہ استعارہ بالکنایہ مین مشبہ مذکور ہوتا ہے اور مشبہ بہ متروک
اور وہ چیز کو مشبہ بہ کے ساتھ اختصاص رکھے اُسکو مشبہ کے ساتھ مذکور کرتے
ہین اسی طرح سے ہے یہان کہ مشبہ بہ یعنی متروک ہے اور مشبہ یعنی ذلت وغیرہ
مذکور ہے اور جو چیز کہ خاص مشبہ کے واسطے ہے یعنی حرف کہ دلالت کرتا ہے اُس
مشبہ بہ پر مشبہ کے ساتھ مذکور کیا گیا ہے اس صورت مین یہ استعارہ تبعیہ نہوا بلکہ بالکنایہ
ہوا اور یہی ہے مذہب سکاکی اور صاحب مطول نے اُسکو تبعیہ مین داخل کرنے
کے واسطے ایک تقریر کی ہے اُسکا بیان یہان کی مثالون کے موافق یہ ہے

کہ مثلاً ذلت کا حاصل ہونا بزم مین وارد ہونے کے بعد مشبہ ہے اور عزت کا حاصل ہونا بزم مین آنیکے بعد مشبہ بہ ہے یعنی بزم مین آنیکے بعد ذلت اسطرح حاصل ہوئی جیسے بعد آنیکے عزت حاصل ہوتی پھر مشبہ یعنی ذلت کے ساتھ وہ حرف مذکور کیا کہ مشبہ بہ یعنی عزت کے حاصل ہونے پر دلالت کرتا ہے یعنی حرف لیے کا کہ غرض کے واسطے موضوع ہے اس صورت مین پہلے استعارہ جاری ہوا ہے علت اور غرض ہونے مین یعنی غرض ہونا عزت کا مشبہ بہ ہے بعد اُسکے استعارہ کی اتباع سے حرف مین استعارہ ہوا یعنی لیے کی حرف کو مثلاً استعارہ کیا ایسی شے کیواسطے کہ جو غرض ہونے سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی ذلت کا حاصل ہونا حاصل یہ ہے کہ لیے حرف سے موضوع لہ نہ سمجھا گیا بلکہ وہ چیز سمجھی گئی جو اُس سے تشبیہ رکھتی ہے جیسے شیر کے لفظ سے استعارہ مین جانور درندہ نہین سمجھا جاتا بلکہ وہ چیز سمجھی جاتی ہے کہ جو اُس سے تشبیہ رکھتی ہے یعنے شجاع خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ اگر تشبیہ اس چیز مین فرض کرین کہ جسپر حرف آتا ہے یعنی لفظ مذکور استعارہ بالکنایہ اور حرف کا مذکور ہونا اس استعارہ کا قرینہ ہوجاویگا اور اگر اس حرف کے معنی کے متعلق مین کہ متروک تشبیہ فرض کرین استعارہ تبعیہ ہوگا یہ مطلب مشکل ہے اسکے سمجھنے کے واسطے غور اور فکر دقیق چاہیئے اب سُنا چاہیئے کہ فعل کا فاعل یا فعل کا مفعول استعارہ تبعیہ کا قرینہ ہوتا ہے مثلاً اسکا چہرہ کہے دیتا ہے یا فلانے بادشاہ نے ستم کو مار ڈالا ہے اور عدل کو جلا دیا پہلی مثال مین چہرہ کہنے کا فاعل ہے اور دوسری مثال مین مار ڈالنے کا مفعول ستم اور جلانے کا مفعول عدل ہے اور یہ ظاہر ہے کہ کہنے کی صلاحیت چہرہ اور مرنے اور جینے کی صلاحیت ستم اور عدل کو حقیقت مین نہین ہے اس سے

معلوم ہوا کہ اُن فعلون مین استعارہ واقع ہوا ہے اور کبھی مضاف الیہ بھی اس استعارہ کا قرینہ ہوتا ہے مثلاً جب دشمن مقید ہو جاوے تو کہین کہ ہماری طرف سے مقید ہو جاوے مقید ہونے کی مبارکباد پہونچے اس مثال مین مبارکباد مقید ہونے کی طرف مضاف ہے اور تشبیہ مبارکباد کی طرف پہونچنے کے ظاہر ہے کہ باعتبار حقیقت کے ممکن نہین مگر بر سبیل استعارہ کے اور استعارہ سوا ان امور مذکورہ کے تین قسم اور ہے قسم پہلی یہ ہے کہ اسمین نہ مستعار لہ کی مناسبات مذکور ہون اور نہ مستعار منہ کی اس قسم کو مطلقہ کہتے ہین مثلاً کہین کہ ہمنے ایک شیر دیکھا تھا اور مراد شیر سے بہادر ہو قسم دوسری وہ ہے کہ فقط مستعار لہ کی مناسبات مذکور کرین اس استعارہ کو مجردہ کہتے ہین جیسے یہ کہ ہمنے میدان جنگ مین شیر دیکھا تھا لفظ میدان جنگ کا مناسب شیر کے اسی قبیل سے ہے یہ شعر سودا کا شعر گل نے شبنم سے الماس تو کھایا لیکن + ہاتھ مین غنچۂ لالہ کے ابھی افیون ہے + داغ افیون سے استعارہ کیا ہے اور فقط مناسب مستعار لہ کا مذکور ہے یعنی لالہ قسم تیسری وہ ہے کہ فقط مستعار منہ کی مناسبت مذکور کیجاوین اور اسکو مرشحہ کہتے ہین جیسے اس شعر مین سودا کے شعر دکھلائیے جاکر تو تجھے مصر کا بازار + پر وان کوئی خواہان نہین اس جنس گران کا + بازار اور گران مناسب مستعار منہ یعنی جنس کے ہے اور کبھی تجرید اور ترشیح دونون ایک جاے مین جمع ہو جاتی ہین یعنی مستعار لہ اور مستعار منہ دونون کی مناسبات مذکور ہوتی ہین چنانچہ اس شعر مین سودا کے شعر تیرا ہے بزر مہر خریدار فلک پر + یوسف کی نہ تھی گرمی بازار فلک پر + مستعار لہ شعاع آفتاب ہے اور مستعار منہ زر ہیں مناسب مستعار لہ کے فلک اور مہر ہے اور مناسب مستعار منہ کے

فریاد بعد گرمی بازار اسی قبیل سے ہے یہ شعر بھی سودا کا کہ پہلے بھی اور امر کی مثال مین مذکور ہو چکا ہے شعر چمن مین تجکو آتے سنکر باد سحر یہ گھبرائی ۔ ساغر جب تک لادین لادین ہین توڑ سبو کو جام کیا ۔ مستعار لہ غنچہ اور گل ہے اور مستعار منہ سبو اور جام مناسب اول کے ہے چمن اور باد سحر اور مناسب دوم کے ہے معشوق کا آنا کہ شراب نوشی اسکو لازم ہے اور ذکر ساغر اور جانا چاہیے کہ استعارہ مین یہ نسبت تجرید کے ترشیح مین زیادہ تر بلاغت ہے کسواسطے کہ مستعار لہ کی مناسبات کے ذکر کرنے کو کہتے ہین اور ترشیح مستعار منہ کی اور یہ معلوم ہے کہ استعارہ مین مشبہ کو بعینہ مشبہ بہ ٹھہراتے ہین جب مشبہ بہ کی مناسبات مذکور کی گئی اس ادعا مین زیادہ تر تاکید ہو گئی اور ایک قسم استعارہ کی ہے کہ اسکو تمثیل بر سبیل استعارہ کہتے ہین اسواسطے کہ اسمین ذکر مشبہ بہ کا اور ارادہ مشبہ کا ہوتا ہے اور یہی طریق ہے استعارہ کا اور کبھی مطلق تمثیل بھی کہتے ہین بے قید استعارہ کے اور اسی کو مجاز مرکب کہتے ہین پہر بعینہ تمثیل وہ استعارہ ہے کہ اسکی وجہ جامع کئی چیز سے حاصل ہو اور اس استعارہ مین مستعار لہ اور مستعار منہ بھی کئی چیز سے حاصل ہوتے ہین مثلاً کوئی شخص ایک امر کا کبھی اقبال کرے اور کبھی انکار تو اسکے حق مین کہین کہ وہ کبھی گریز کرتا ہے اور کبھی پھر مستعد ہوتا ہے اسکے قبول اور انکار کی ہیئت مجموعی کو ایسی حالت سے استعارہ کیا ہے کہ کوئی شخص کبھی میدان جنگ سے بھاگ جاوے اور کبھی پھر مقابلہ مین آمادہ ہووے اور اسی قبیل سے ہے یہ مثل مشہور ہے کہ اسے انگلی کے پکڑتے پہونچا پکڑا یہ ایسے محل مین کہتے ہین کہ کوئی شخص کسی سے اول ایک امر سہل طلب کرے جب وہ اسکو انصرام کر دے تو وہ بعد اسکے اس سے زائد اور سوال کرے یا کہین کہ اسکا کھچڑی کر

کھانے سے پہونچا اُترا یہ ایسے محل مین کہتے ہین کہ تھوڑے سے بوجھ اٹھانے سے
ضعف پیدا ہو جاوے اُن حالتون کو ایسی حالتون کے ساتھ استعارہ کیا ہے یا کہین
کہ چلتی گاڑی مین روڑا اٹکا یہ ایسے موقع مین کہتے ہین کہ کوئی کام اچھی طرح سے جاری
ہو اور ناگہان اسمین دریچ واقع ہو جاوے اسی قبیل سے ہے چھاتی پر مونگ دلنا
یعنی مشقت پہونچانا اور بہار او ارچلگیا یعنی ارادہ پورا ہوا اور اُسکا چراغ گل ہو گیا
یعنی اقبال جاتا رہا اور سنگ آمد وسخت آمد یعنی بہت مشکل در پیش آئی اسی
قبیل سے ہے یہ شعر شعر سر اُترے ہی سبکدوش ہوئے ورنہ ہنوز اپنا سامنہ لیے پھرتے
تھے خجل قاتل سے + شعر میر کا شعر تھی لاگ اُسکی تیغ کو ہمسے سو عشق نے
دونون کو معرکہ مین گلے سے ملا دیا + پہلے شعر مین سبکدوش ہونا عبارت ہے
خجالت کے رفع ہونے سے اور توجیہ شعر کی یہ ہے کہ چونکہ سر بہار اُسکے کام نہین
آیا تھا سو ابتک قاتل سے انفعال تھا اور جب سر اُتر گیا وہ انفعال رفع ہو گیا
اور خجالت دور ہونے کی حالت کو بوجھ کے سر سے اُترنے کے ساتھ استعارہ
کیا ہے اور سر کے اُترنے سے سبکدوش ہونا باعتبار معنی حقیقی کے مناسبات سے ہے
چنانچہ متامل پر ظاہر ہے اور دوسرے شعر مین تلوار کے گلے پر رکھنے کو گلے ملنے سے
استعارہ کیا ہے بیان استعارہ بالکنایہ کا پوشیدہ نرہے کہ جسوقت کہ مشبہ بہ کو ترک کرین
اور مشبہ کو مذکور اور وہ شے کہ مشبہ بہ سے خصوصیت رکھتی ہو اُسکو ثابت کرین مشبہ کیواسطے
اُسکو بالکنایہ کہتے ہین مثلاً کہین کہ موت کے چنگل سے بچنا محال ہے موت کی تشبیہ
منظور ہے جانور درندہ کے ساتھ اور جو چیز درندہ سے خصوصیت رکھتی ہے
یعنی چنگل اُسکو موت کے واسطے ثابت کیا ہے پس مشبہ بہ متروک کے ساتھ دال ہین

تشبیہ دینے کو استعارہ بالکنایہ کہتے ہیں یعنی استعارہ ہی کنایہ کے ساتھ اسواسطے
اگر مشبہ بہ کی تصریح نہین کی اور اُسپر اُسکے لوازم نے دلالت کی ہو اور تصریح نہ کرنے کا
نام کنایہ ہے یہ وجہ بالکنایہ کہنے کی ہوئی اور استعارہ کہنا اُسکا مناسبت سے
خالی ہے اور مشبہ بہ کے خواص کو مشبہ کیواسطے ثابت کرنے کا نام استعارہ تخیلیہ ہے
اسکو استعارہ اسواسطے کہتے ہین کہ وہ امر کو مشبہ بہ کے خواص سے تھا مانگا گیا ہے
مشبہ کیواسطے اور تخیلیہ اسواسطے کہ وہ مانگا گیا ہے بسبب اس تخیل کے کہ مشبہ بعینہ
مشبہ بہ کی جنس سے ہے جب یہ خیال مین ٹھہرا کہ موت جنس سے درندہ کے ہے پس
چنگل کہ خصوصیت درندہ سے رکھتا ہی بالضرورت اُسکے واسطے ثابت ہوا اسی
قبیل سے ہے یہ شعر شعر نہ جانے دل مین ترے کیون نہین اثر ورنہ + یہ آہ وہ ہی کہ
پتھر کے پار ہوتی ہے + آہ کو تیر سے تشبیہ دی ہی جب یہ معلوم ہو چکا تو اب سُنا چاہیے
کہ وہ لوازم مشبہ بہ کے کہ مشبہ کے واسطے ثابت کیے جاتے ہین تین طرح پر ہوتے ہین
اول یہ کہ وجہ شبہ بدون اُن لوازم کے مشبہ بہ مین کامل نہین ہو سکتی جیسے ذکر چنگل
کا مثال مذکور مین کسواسطے کہ جبتک چنگل درندہ کے نہو پکڑنا اور دابنا شکار کا
اچھی طرح سے نہین ہو سکتا اور دوسرے یہ کہ وجہ شبہ مشبہ بہ مین بغیر اُنکے
قائم نہین ہو سکتی مثلاً کہین کہ اُسکا چہرہ کہے دیتا ہے بشرطیکہ کہنے مین استعارہ
بتحقیہ مقصود نہو اس صورت مین چہرہ مشبہ ہوا اور شخص بولنے والا مشبہ بہ اور
کہنا بولنے والے کے لوازم سے ہے کہ وجہ شبہ کو مشبہ بہ مین قائم رکھتا ہے
کسواسطے کہ وجہ شبہ دلالت ہے اور دلالت قائم ہوتی ہے بولنے سے اور تیسری
قسم یہ ہے کہ اُن لوازم کو نہ وجہ کے کامل کرنے مین کچھ دخل ہو اور

نہ قائم کرنے مین جیسے اس شعر مین شعر کھینچا زلف خود آرایان بزم حسن مین جا کر بنایا
شاخ طوبی پر ہے دل نے آشیان اپنا + دل کو اپنے نزدیک شاعر نے مرغ سے تشبیہ
دی ہے اور اُسکے واسطے آشیانہ ثابت کیا اور آشیانہ کو کچھ وجہ شبہ کی تکمیل اور
قوام مین دخل نہین کسواسطے کہ وجہ شبہ یہان بیقراری اور جلد پہونچنا ہے اور
بعض استعارہ تخیلیہ ایسا ہوتا ہے کہ اُسمین احتمال استعارہ تحقیقیہ اور تخیلیہ دونون کا
ہوتا ہے اس استعارہ کو محتملہ للتحقیق والتخییل کہتے ہین یعنے ایسا استعارہ ہو کہ احتمال
تحقیق اور تخییل دونون کا رکھتا ہو مثلاً یہ لفظ عوام کی زبان پر ہے کہ اسکو اجل کا تھپیڑا
لگا تھپیڑا سرزد ہوتا ہے ہاتھ سے اور ہاتھ شخص کے ساتھ مختص ہے پس اجل کو
پہلے دل مین استعارہ شخص کے ساتھ کرکے اُسکے واسطے ہاتھ ثابت کیا اور
قرینہ ہاتھ ثابت کرنے کا لفظ تھپیڑے کا ہے کسواسطے کہ ہاتھ سبب ہے تھپیڑے کے
واسطے یہان سے معلوم ہوا کہ استعارہ تخیلیہ مین جو چیز کہ مشبہ بہ کے ساتھ مختص ہے بجائے
اُسکے اُسکا سبب بھی قرینہ کے واسطے مذکور ہو سکتا ہے پس یہان اگر استعارہ
اجل اور شخص مین فرض کرین استعارہ بالکنایہ ہو اور ہاتھ اُسکے واسطے ثابت
کرنا استعارہ تخیلیہ ہے اور اگر اجل کے صدمہ کو تھپیڑے سے تشبیہ دیوین یہ استعارہ
تحقیقیہ ہو جاویگا اور استعارہ بالکنایہ باقی نہین رہیگا کسواسطے کہ مثل سابق کے
یہان کسی کے واسطے ہاتھ ثابت نہین کیا اور اسی قبیل سے ہے یہ شعر شعر عشق نے
جب سے کی جگہ دل مین + عقل کے واسطے جگہ نہ رہی + اگر عشق کو شخص فرض
کرین اور اُسکے واسطے گھر ثابت کرین استعارہ بالکنایہ اور تخیلیہ ہے اور اگر عشق کے
ثبات اور تمکن کو گھر کرنے سے تشبیہ دیوین استعارہ تحقیقیہ ہے جاننا چاہیے

کہ ایسی صورتون مین استعارہ تحقیقیہ کے احتمال کے وقت استعارہ بالکنایہ کا باقی
نہ رہنا تلخیص المفتاح کے مصنف کے مذہب کے موافق ہے کسواسطے کہ اُسکے نزدیک
استعارہ بالکنایہ کا قرینہ سوائے تخیلیہ کے اور کوئی چیز نہین ہوسکتی اور جنکے نزدیک
استعارہ تحقیقیہ بھی استعارہ بالکنایہ کا قرینہ ہوسکتا ہے اُنکے نزدیک استعارہ بالکنایہ
باقی رہتا ہے مثلاً یہ کہین کہ اُسنے عہد توڑ دیا اس سے عہد کا باطل ہونا مراد ہے عہد کو
ذہن مین رسی سے تشبیہ دی ہے اور باطل ہونا امر تحقیقی ہے کہ عہد اور ٹوٹی ہوئی رسی
دونون مین تحقق ہے جب یہ معلوم ہوگیا اب معلوم کیا چاہیئے کہ استعارہ بالکنایہ
اور تخیلیہ مین مشبہ بہ کے کرنے سے ثابت ہوا کہ یہ دونون امر مجاز مین داخل ہین کسواسطے
کہ مشبہ اور وہ امر کہ مشبہ بہ سے مختص ہے اپنے معنی حقیقی مین مستعمل ہوتے ہین اور
مجاز اُس لفظ کو کہتے ہین کہ معنی غیر حقیقی مین استعمال کیا جاے مثلاً اجل اور ہاتھ سے
اوپر کی مثال مین بھی اجل اور ہاتھ مراد ہے پس استعارہ بالکنایہ اور تخیلیہ کا ذکر
ذیل مین مجاز کے سبب سے ہے لیکن اسواسطے مذکور کیا ہے کہ استعارہ کو جن جن معنون پر
اطلاق کرتے ہین اُنکی تکمیل ہوجاوے لیکن قدمانے قرار دیا ہے کہ جو چیز متروک
ہوتی ہے وہ مشبہ بہ اور جو مذکور ہے وہ مشبہ ہے یعنی جانور درندہ کے ساتھ اجل کو
تشبیہ دی ہے پس لفظ مستعار جانور درندہ ہے اور مستعار منہ معنی اُسکے اور مستعار لہ
اجل بعینہٖ جیسے اسد کا استعارہ واسطے رجل شجاع کے ہے مگر لفظ مستعار
کی تصریح نہین کی اور فقط اُسکا لازم مذکور کیا ہے تاکہ اُسکے سبب سے اُسکی
طرف ذہن منتقل ہوجاے اور تصریح نہ کرنا شان سے کنایہ کے ہو پس اب درندہ
استعارہ بالکنایہ ہوا نہ وہ تشبیہ ٹھہرائی ہوئی دل مین جیسے پہلے مذکور ہوا اور اُسکی

مفتاح العلوم کے مصنف نے استعارہ بالکنایہ کے معنی یہ کہے ہین کہ مشبہ مذکور ہو
اور مشبہ بہ مراد ہو باین معنی کہ یہ مذکور وہی مشبہ بہ ہے مثلاً اجل ذکر کرین اور اسکو یہ سمجھین
کہ یہ جانور درندہ ہی اور یہی سمجھکر اسکی طرف چنگل کو مضاف کرین یہ سمجھکر کہ یہ مشبہ ہے
اور مشبہ بہ کے لوازم اسکے واسطے ثابت کیے گئے ہین اس تقریر سے پہلے معنی مین
اور اسمین فرق ثابت ہوا اور اُس فاضل نے استعارہ تخیلہ کو استعارہ بالتصریح کی
قسم ٹھہرائی ہے اور کہا ہے کہ استعارہ بالتصریح دو قسم ہی تحقیقیہ اور تخیلیہ یہ کہ مشبہ
متحقق ہو خواہ باعتبار حس کے خواہ باعتبار عقل کے اور تخیلیہ یہ کہ اُسکے معنی نہ باعتبار
حس کے متحقق ہون اور نہ باعتبار عقل کے اور تخیلیہ یہ کہ اس استعارہ مذکورہ مین
کیونکہ چنگل کے معنی مشبہ مین متحقق نہین نہ باعتبار حس کے اور نہ باعتبار عقل کے
اور یہ تحقیق بہت تفصیل رکھتی ہے اس مقام کے مناسب نہین یہان اسی قدر
کافی ہے خلاصہ یہ ہی کہ استعارہ بالکنایہ اور تخیلیہ کی تحقیق مین تین قول ہین ایک قول
تلخیص المفتاح کے مصنف کا دوسرا قول قدما کا تیسرا قول سکاکی کا اول مفصل بیان
ہوا دوسرے اور تیسرے قول کا خلاصہ مذکور ہوا اور اگر تفصیل چاہیے علامہ تفتازانی
کے مطول مین مطالعہ کر لین اُسقدر تفصیل اور جاے مین ظاہر امکن نہین

شجرہ تیسرا مجاز مرسل کے بیان مین

مجاز مرسل اُس لفظ کو کہتے ہین کہ اُسکو استعمال کیا ہو ایسے معنی مین کہ وہ معنی
موضوع لہ کے غیر ہے اور اُن دونون معنی مین سوا مشابہت کے کچھ اور علاقہ ہو مثلاً
کہین کہ اُسکا ہاتھ نہین ہو پہنچا یعنی مقدور ظاہر ہے کہ لفظ ہاتھ کا بنایا گیا ہے
واسطے ایک عضو کے اور قدرت کے معنی مین استعمال کیا گیا ہی اِن دونون معنی مین

علاقہ سبب اور مسبب کا ہے کیواسطے کہ ہاتھ سبب ہے قدرت کا اور قدرت سبب ہے یعنی ہاتھ سے ایسے افعال صادر ہوتے ہین کہ قدرت پر دلالت کرتے ہین اب معلوم کیا چاہیے کہ مجاز مرسل کا علاقہ کئی قسم ہے ایک قسم یہ کہ جو لفظ جز کیواسطے موضوع ہے اسکو کل پر اطلاق کرین یعنی چیز اُسکے ٹکڑے کا نام رکھدین مثلاً کوئی بارود کا وضع کیا گیا ہے یعنی شورہ کے اور اب اُسکو کہنے لگے ہین کہ شورہ اور کوئلہ اور گندھک ملکر بنتی ہے اور اسی قبیل سے ہے سر یعنی سردار کے دوسری قسم یہ ہے کہ جو لفظ کُل کے واسطے وضع ہوا ہو اُسکو جزو پر اطلاق کرین مثلاً کوئی شخص کہے کہ میرے ہاتھ یا پاؤن یا سر مین چوٹ لگی ہے ظاہر ہے کہ سارے عضو مین چوٹ نہین لگی بلکہ ایک جزو مین اُسکے چوٹ لگی ہوگی یا کہین کہ اُسنے رعد کی آواز سے ڈر کر اُنگلی کان مین دی یا تاسف سے اُنگلی دانت مین دابی یہ ظاہر ہے کہ ساری اُنگلی نہ کان مین دی ہے اور نہ دانت مین دابی ہے بلکہ جزو اُسکا یعنی پور اُنگلی کی تیسری قسم یہ کہ سبب پر مسبب کا نام رکھین جیسے ہاتھ یعنی قدرت کے کہ اول مذکور ہو چکا یا کہین کہ یہ بادل خوب برسا برسنا شان سے پانی کی ہے اور بادل پانی کے برسنے کا سبب ہے چوتھے یہ کہ سبب پر مسبب کا نام رکھین یہ سابق کا عکس ہے جیسے بعضے آدمی روزمرہ مین کہتے ہین بوقت مینھ برسنے کے کہ یہ اناج برستا ہے ظاہر ہے کہ پانی برستا ہے لیکن پانی برسنا سبب ہے اناج کے اُگنے کا پانچوین قسم یہ کہ کسی چیز پر کسی اسم کا اطلاق کرین باعتبار زمان سابق کے مثلاً حاکم چند یتیم کا مال بسبب اُنکے صغرسن کے اپنے خزانہ مین امانتاً رہنے دیوے اور بعد اُنکے بالغ ہونے کے اپنے کارکنون سے کہے

کہ یتیمون کا مال اُنکو حوالہ کرو ظاہر ہی کہ بعد بالغ ہونے کے یتیم نہین رہے بلکہ پہلے بالغ
ہونے سے یتیم تھے اسی قبیل سے ہے یہ امر کہ کوئی شخص سابق مین مثلاً عرب مین متوطن
تھا اور ایک مدت سے ہند مین آکر بود و باش اختیار کرے اُسکو عرب کہا کرتے ہین
اور ہندوستانی نہین کہتے سوا اسکے اسی قیاس پر چھٹی قسم یہ کہ کسی شے پر
کسی ایسے نام کا اطلاق کرین کہ زمان آیندہ مین وہ نام اُسپر صادق آجاوے گا
مثلاً کوئی شخص سونے یا چاندی کی کان کھووے اور کہے کہ مین اس کان مین سے
سونا یا چاندی نکالتا ہون ظاہر ہے کہ بالفعل اُسمین سے خاک نکلتی ہے اور بعد
عمل مقرری کے اُس سے جو حاصل ہوگا اُسکا نام سونا یا چاندی رکھا جاویگا ساتوین
یہ کہ جاے مذکور کرین اور مراد وہ شے ہو کہ اُس جاے مین ہے مثلاً ہمارا
حال سارا شہر جانتا ہے یعنی سارے شہر کے رہنے والے جانتے ہین اور اسی
قبیل سے ہے نہر کا جاری ہونا یا پرنالہ کا چلنا کس واسطے کہ جاری حقیقت مین پانی
ہوتا ہے آٹھوین قسم یہ کہ جاے مین ہونے والی چیز مذکور کرین اور جاے مراد
رکھین جیسے نشہ سے شراب مثلاً یون کہین کہ وہ شخص نشہ پیے ہوئے تھا ظاہر ہے
کہ نشہ شراب مین ہے اور شراب پی جاتی ہے نوین قسم یہ کہ واسطہ اور آلہ کسی چیز کا
مذکور کرین اور اس سے وہ چیز مراد ہو مثلاً زبان سے سخن مراد ہو چنانچہ روزمرہ مین
متعارف ہے کہ ولایتیون کی زبان فارسی ہے یا ہندوستانیون کی زبان اُردو ہے ظاہر
ہے کہ زبان آلہ سخن کا ہے اور اُس سے سخن مراد ہوتا ہے اور علے ہذا القیاس

شجرہ چوتھا کنایہ کے بیان مین

معلوم کیا چاہیئے کہ کنایہ لغت مین پوشیدہ سخن کہنے کو کہتے ہین یعنی بات ٹھولکر

نہ کہنے کو اور علم بیان کی اصطلاح مین کنایہ دو چیز کو کہتے ہین اول معنی مصدری یعنی ذکر کرنا لازم کا اور مراد ہونا ملزوم کا مع جائز ہونے ارادہ لازم کے اور دوسرا وہ لفظ ہے کہ اُسکے معنی مراد نہ ہون بلکہ وہ چیز مراد ہو کہ اُسکے معنی کو لازم ہے اور اگر اُسکے معنی بھی مراد رکھین تو بھی جائز ہو جیسے لفظ طویل النجاد کا عربی مین اور اُس کتاب کی ابتدا مین اسکا ذکر کیا گیا ہے کہ نجاد معنی پرتلے کے ہے اور طویل بمعنے درازکے اور طویل النجاد بمعنے اُس شخص کے جسکا پرتلا لنبا ہو اور لنبے پرتلے کو لازم ہے کہ قد کا لنبا ہونا پس مراد طویل النجاد سے لنبے قد والے ہے اور اگر اُس مراد کے ساتھ پرتلے کی درازی بھی مراد ہو تو بھی ہو سکتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ کنایہ مین معنی حقیقی اور لازم دونون اکٹھے مراد ہوتے ہین لیکن ہم دیکھتے ہین کہ بعضے وقت طویل النجاد دراز قد کو باوجودیکہ پرتلا نہ رکھتا ہو بھی کہنا درست ہے اس صورت مین دونون کا مراد ہونا مقصود نہین پس پہلا مذہب حق ہے اور جن لوگون نے کہا ہے کہ کنایہ مین لفظ سے معنی مراد ہوتے ہین اور اُسکا لازم مراد رکھنا بھی جائز ہوتا ہے یہ محض غلط ہے کسواسطے کہ طویل النجاد سے درازی قد کی مراد ہے نہ درازی پرتلے کی اور بعضون نے اُنکا کلام کرنے کیواسطے یہ تاویل کی ہو کہ معنی سے لازم مراد ہے کیونکہ لفظ سے لازم کا ارادہ کرتے ہین اور لازم سے معنی حقیقی مراد ہی کسواسطے کہ لزوم دونون طرف سے ہوتا ہے پس لازم ایک وجہ سے ملزوم ہوا اور جب وہ ملزوم ہوا معنی حقیقی اُسکے واسطے لازم ہو گئے لیکن یہ تاویل بہت بعید ہی اور شاید اُن لوگون کی یہ مراد ہو کہ نظر اول مین معنی حقیقی مراد ہوتے ہین اور اُس سے انتقال ہوتا ہے لازم کی طرف لیکن یہ بھی رکاکت سے خالی نہین بہرصورت کنایہ اور مجاز مین فرق یہ ہی کہ کنایہ مین

لازم مراد رکھتے اور اگر ملزوم مراد رکھین تو بھی جائز ہے اور مجاز مین فقط لازم ہوتا
ہے اب معلوم کیا چاہیے کہ کنایہ تین قسم پر ہے قسم اول یہ کنایہ سے ذات موصوف
کی مطلوب ہو اور یہ دو قسم پر ہے قریب اور بعید قریب یہ کہ ایک صفت کسی موصوف
معین سے خصوصیت رکھتی ہو اس قسم کو قریب اسواسطے کہتے ہین کہ بسبب ایک
ہونے صفت کے انتقال موصوف تک دشوار نہین جیسے عرف مین کالے سر کا
آدمی کو کہتے ہین اور بعید یہ ہے کہ کئی صفت آپسمین ملکر سب کی سب ایک موصوف
کے ساتھ مختص ہون اگرچہ الگ الگ اور مین بھی پائی جاوین اور اُسکو بعید
اسواسطے کہتے ہین کہ کئی صفت موصوف کی طرف انتقال سہولت سے نہین ہوسکتا
مثلاً انسان کو کہین ایسا حیوان کہ قد اوسکا سیدھا اور ناخن اُسکے چوڑے ہین ظاہر
ہے کہ یہ سب چیزین اکٹھی انسان ہی مین ہین اگرچہ علیحدہ علیحدہ اور شی مین بھی پائی جاتی ہین
مثلاً حیوان سوا انسان کے فرس اور بقر اور غنم وغیرہ اور سیدھا قد بن مانس کا بھی
ہوتا ہے کہ اسکو فارسی مین نسناس کہتے ہین اور ناخن چوڑے ہاتھی کے بھی
ہوتے ہین مگر یہ سب اکٹھے بجز انسان کے اور مین نہین ہین مثال اول کی
یہ شعر ہے شعر ترا نظیر وہ ہے جسکو تو آئنہ مین + کہتا ہے دیکھ اللہ ایسے بھی آدمی
ہین۔ ظاہر ہے کہ معشوق جسکو آئینہ مین دیکھکر ان الفاظ سے یاد کرتا ہے وہ
آپ ہی ہے اور مثال دوسرے کی یہ شعر ہے شعر ساقی وہ دے ہمین کہ ہون
جسکے سبب بہم + محفل مین آب و آتش و خورشید ایک جاے + ظاہر ہے کہ یہ ساری
چیزین شراب مین ہین کسواسطے کہ شراب خود پانی ہے اور باعتبار سرخی رنگ اور
گرمی کے آتش ہے اور باعتبار روشنی کے اور پیالہ مین شکل مدور نکلنے کے آفتاب ہے

اسکو تشبیہ ہوتی ہے چنانچہ فارسی جاننے والون پر یہ بات اچھی طرح سے ظاہر ہے
قسم دوسری یہ کہ کنایہ سے فقط صفت مطلوب ہو جیسے بخشش اور کرم اور شجاعت
اور قد کی درازی اور شرارت اور مثل انکے اور صفتین یہ بھی دو قسم پر ہے قریب
اور بعید قریب وہ ہی کہ لازم اور ملزوم مین کچھ واسطہ نہو یعنی اسطرح نہو کہ لازم سے
اول کچھ اور چیز سمجھین اور بعد اُسکے ملزوم بلکہ لازم سے ملزوم ہی سمجھا جاوے ایسے
اور یہ بھی دو طرح پر ہے واضح اور خفی واضح یہ ہی کہ لازم سے ملزوم ہی تک ذہن
بے تامل پہونچ جاوے جیسے سفید ریش کے لفظ سے سمجھنا پیری کا اسی قبیل سے ہی
یہ شعر لقا کا شعر دیکھو جو آئینہ کہتا ہے کہ اللہ رے مین + اُسکا مین چاہنے والا
ہون لقا واہ رے مین + اور یہ شعر مومن کا شعر آج آفت قہر ہون خشمگین تو کب نہ تھا
آستین مالیدہ و چین بر جبین تو کب نہ تھا + آئینہ دیکھکر وہ لفظ کہتا کمال غرور پر
دال ہے اور آستین مالیدن آستین چڑھانے کو کہتے ہین اور آستین چڑھانا اور
چین بر جبین ہونا خشم اور غضب مین ہوتا ہی اور یہ امور واضح مین اور خفی یہ کہ انتقال
ذہن کا ملزوم تک بعد تامل کے مثلاً کہین لمبے قد کا آدمی یا ٹھنگنے قد کا یا کیری
آنکھ والا یا کوتہ گردن اول سے احمق اور باقی سے شریر مراد ہی اسواسطے کہ کہتے ہین
کہ دراز قد والا احمق اور ٹھنگنے قد اور چھوٹی گردن اور کیری آنکھون والا شریر ہوتا ہی
اور یہ ہر ایک کو نہین معلوم ہوتا لیکن ان مثالون مین یہ بھی شرط ہے کہ معنی حقیقی بھی
پائے جاتے ہون اگرچہ کنایہ مین یہ امر لازم نہین اور بعید وہ ہے کہ لازم اور
ملزوم مین واسطہ ہو یعنی اول کچھ اور چیز سمجھی جاوے اور بعد اسکے ملزوم اسکی
مثال کثیر الرماد اور مہزول الفصیل ہے کہ کتاب کی ابتدا مین انکا مفصل بیان

ہوچکا قسم تیسری یہ ہے کہ کسی امر کا اثبات یا نفی اُسکی مطلوب ہو مثال اثبات کی
مثلاً جب زید کی سی فتنہ گری عمرو مین ثابت کرنی منظور ہو تو کہین کہ وہ دونون
ایک سانچے کے ڈھلے ہوئے ہین یعنی ویسی فتنہ گری اسمین بھی ہے یا کہین کہ لباس
فقیر کا شیر کا ہے یعنی فقیرون مین صفت شیر کی ہے اور یہ قدرت سے خالی نہین ہوتی
یا جسوقت کوئی کسی شخص کی کمال حمایت اور رعایت کرے اور ہر کلام اسی کی بھلائی
مین کہتا رہے تو کہین کہ یہ تو اُسی کا جامہ پہنے ہوئے ہے یا کسی کی نامردی کے
ثابت کرنے کے واسطے کہین کہ اسنے بالکل جامہ عورت کا پہن لیا اسی قبیل سے
یہ شعر میر کا ہے شعر اب کے جنون مین فاصلہ شاید نہ کچھ رہے + دامن کے چاک
اور گریبان کے چاک مین + دونون چاکون مین فاصلہ نہ رہنے سے مراد یہ ہے
کہ گریبان پھٹ پھٹ جاوے مثال نفی کی یہ مثل مشہور کنوین مین بھنگ پڑی ہے
اسکو ایسے محل مین کہتے ہین کہ ایک جماعت سب لوگ ایک امر نامعقول پر متفق
ہو جاوین اور اُسکی قباحت کسی کے ذہن مین نہ آوے اس سے مراد یہ ہوتی
ہے کہ عقل کسی مین نہین اسواسطے کہ جب بھنگ کنوین مین پڑیگی اُسکا اثر
پانی مین آویگا اور وہ پانی وہان کے سب رہنے والے پئین گے اور پینے سے
سب کو نشہ حاصل ہوگا اور نشہ سے سب کی عقل زائل ہو جاویگی پوشیدہ نرہے
کہ اگر کنایہ مین موصوف مذکور نہو اُسکو تعریض کہتے ہین مثلاً جب کسی شخص سے
حرکتین نالائق سرزد ہون تو کہین کہ آدمی وہ ہے کہ جسمین آدمیت ہو یا کسی دوست سے
اذیت پہونچے اور اُسوقت کہین کہ دوست وہ ہے کہ جس سے کچھ فائدہ پہونچے
ان دونون مثالون سے مقصود یہ ہے کہ اُسمین آدمیت ہے اور نہ اسمین فائدہ رسانی

یا جیسے کسی پر طعنہ زنی کے واسطے کہین کہ اس زمانے کے یار آشنا کُش ہین یعنی معلوم
ایسا ہے اُسکو بغرض اسواسطے کہتے ہین کہ عرضہ بالضم بمعنی طرف اور جانب کے ہے
گویا اشارہ ایک جانب کرتے ہین اور مراد اور جانب ہوتی ہے اور اگر کنایہ مین ملزوم
تک واسطے بہت ہون جیسے کثیر الرماد وغیرہ چنانچہ اوپر کی مثالون مین بیان ہوا
اُسکو تلویح کہتے ہین اور تلویح کے معنی ہین دور سے اشارہ کرنا چونکہ اسمین واسطون
کی کثرت سے ملزوم دور پڑ جاتا ہے اسواسطے اسکا نام تلویح رکھا ہے اور اگر واسطے
بہت نہین ہین لیکن کچھ تھوڑی سی پوشیدگی ہے اُسکو رمز کہتے ہین اور رمز کے
معنی نزدیک سے اشارہ کرنے کے ہین بطریق پوشیدگی کے ابرو یا لب سے جیسے
دراز قدیا ٹھنگنے قد والا اور غیر اسکے چنانچہ پہلے بیان ہوا اور اگر اُسمین نہ کچھ
پوشیدگی ہے اور نہ کثرت واسطون کی اُسکو ایما اور اشارہ کہتے ہین جب یہ معلوم
ہو چکا اب سُننا چاہیے کہ مجاز مین بہ نسبت حقیقت کے اور کنایہ مین بہ نسبت صریح بیان
کرنے کے اور استعارہ مین بہ نسبت تشبیہ کے بلاغت زیادہ ہے اسواسطے کہ مجاز مین
معنی حقیقی مراد نہین ہوتے بلکہ اُسکا لازم مراد ہوتا ہے اور حقیقت مین معنی حقیقی کہ
جسکو موضوع لہ کہتے ہین خود مراد ہوتے ہین مثلاً کوئی کہے کہ مین نے سرو دیکھا تھا
یعنی قد معشوق کا اور ایک کہے کہ مین نے قد معشوق کا دیکھا تھا پس ظاہر ہے کہ اول مین
بہ نسبت دوسرے کے بلاغت بہت ہے اور اسی طرح کنایہ ملزوم سے لازم مراد ہوتا ہے پس
گویا یہ دونون بمنزلہ ایسے دعوی کے ہین کہ مع گواہ کے ہو کسواسطے کہ ملزوم اپنے
لازم کے ہونے پر گواہ ہے یعنی ملزوم کا ہونا تقاضا کرتا ہے اس امر کا کہ اُسکا کوئی لازم ہے یہ
نہین ہو سکتا کہ ملزوم ہو اور لازم نہو اور تشبیہ مین وجہ شبہ مشبہ کے اندر مشبہ بہ سے کامل تر ہوتی ہے

اور استعارہ مین مشبہ کو بعینہٖ مشبہ بہ ٹھہرالیتے ہین اور تشبیہ کی بو بھی اُسمین نہین ہوتی
ہے اور ایک قرینہ ایسا ہوتا ہے کہ معنی موضوع لہ کے مراد نہونے پر دلالت کرتی ہین
یہ امر بھی بمنزلہ ایسے دعوے کے ہو اکہ سچ گواہ کے ہے یہان تک پہلا حدیقہ تمام ہوا و
کیفیت علم بیان کی مفصل ہو چکی اب حدیقہ دوسرا شروع ہوتا ہی

حدیقہ دوسرا علم بدیع مین

بدیع ایک علم ہے کہ اُس سے چند امور ایسے معلوم ہوتے ہین کہ وہ کلام کی خوبی کے باعث ہین اور ان امور سے خوبی کلام کی جب ہے کہ پہلے علم معنیٰ اور علم بیان کے قواعد سے مزین ہو چکا ہو کسواسطے کہ اگر کلام ایسا نہوگا تو ان اُمور کا کلام مین استعمال کرنا ایسا ہی کہ جیسے ایک بدصورت کو زیور پہنا دین بیت زشت باشد دبیقی دیبا + کہ بود عروس نازیبا + اور یہ کہنا کہ وہ امور کلام کی خوبی کے باعث ہوتے ہین کہ پہلے کلام صفات مذکورہ سے متصف ہوئے اسواسطے کہ یہ بات ہو جاوے کہ استعمال ان امور کا واجب نہین بلکہ مستحسن ہے کیونکہ باوجود پہلی زینت کے اگر یہ زیور بھی اُسکے ہمراہ ہوگا تو کلام کی زینت دوچند ہو جاویگی اور اگر یہ نہوگا تو زینت پہلی اُسکے واسطے بہت ہے جیسے عروس خوبصورت پر زیور موجب زیادتی رونق کا ہے و الا حُسن خداداد بھی دلربائی کی بات مین کم نہین بہرکیف ان امور کو صنائع اور بدائع بھی کہتے ہین اور صنائع اور بدائع دو قسم پر ہین قسم پہلی صنائع معنوی کہ اُنسے معنی مین خوبی حاصل ہوتی ہے قسم دوسری صنائع لفظی کہ اُنسے لفظ مین خوبی حاصل ہوتی ہے اور چونکہ لفظ معنے کا تابع ہوتا ہے اسواسطے کہ مقصود اصلی معنے ہے اور لفظ اُسکے واسطے بنایا جاتا ہے اسواسطے کہ صنائع

معنوی کو پہلے بیان کرنا چاہیے اور صنائع لفظی کو بعد اور از بسکہ صنائع اور بدائع دو قسم پر ہین اس حدیقہ مین دو فصلین کی گئین اور ہر فصل کا نام حدیقہ کی مناسبت سے چمن رکھا گیا

چمن پہلا صنائع معنوی مین

صنعت طباق اُسکو تطبیق اور مطابقت اور تکافو اور تضاد بھی کہتے ہین یہ صنعت اسطرح سے ہے کہ ایسی دو لفظ کہ ایک معنی دوسرے کے معنی کے مخالف ہون ایک جاے مین ذکر کرین خواہ دونون فعل ہون خواہ دونون اسم خواہ ایک اسم اور دوسرا فعل اور صنعت طباق کبھی دونون مین بھی پائی جاتی ہے اس صورت مین یہ صنعت چار قسم پر ہوئی اور پھر صنعت طباق دو قسم پر ہے طباق ایجابی اور طباق سلبی ایجابی وہ ہے کہ باوجود دو لفظ متضاد کے حرف نفی کا نہو خواہ دونون فعل ہون خواہ اسم خواہ حرف اور طباق سلبی وہ ہے کہ دو فعل ایک مصدر سے نکالے ہوئے مذکور کیے جائین اور اُن دونون مین سے ایک مثبت ہو اور دوسرا منفی یا ایک امر ہو اور دوسرا نہی مثال اُس طباق کی کہ دونون فعل مثبت ہون اور وہ دو فعل مثبت کہ موجب طباق کا ہون ایک مصدر سے مشتق نہین ہو سکتے جیسے آیا اور گیا اور اُٹھا اور بیٹھا اور اُترا اور چڑھا اور سویا اور جاگا جرأت کا شعر
شعر ہم آئے گھر مین تو جا بیٹھے بام پر تم واہ + لگا جو دل تو بتانے لگے اُتار چڑھاؤ
شاہ نصیر غفر اللہ کا شعر شعر تو نے یکبار نہ دیکھا سر خوبان افسوس + ہم ترے ہجرے کو سو بار اُٹھے اور بیٹھے + اور مثال طباق سلبی کی یہ شعر سودا کا شعر
فرماؤ گے جو تم تو اُٹھاؤنگا مین پہاڑ + پر غیر کی نہ جائیگی مجھسے اُٹھائی بات + پہلے مصرع مین

اُٹھانا مثبت ہے اور دوسرے مصرع مین نہ اُٹھایا جانا منفی اور یہ شعر شعر نہ مل
رقیب سے اور مجھسے مل ارے نادان + بھلے بُرے کا سمجھنا ہی آدمیت ہے + نہ مل
نہی اور مل امر اور حدائق البلاغت کے مصنف نے طباق سلبی نام رکھنے پر اعتراض کیا
ہے اور کہا ہے کہ اثبات از نفی کو اگر کلام مین جمع کرین بسبب اختلاف کے اُسکو طباق کہنا
صحیح ہے اور فقط اثبات یا لفظ نفی طباق ہونے مین کچھ دخل نہین اسکا جواب یہ ہے کہ
جسوقت دو فعل کہ ایک مصدر سے مشتق ہون کہ ایک جاے مین جمع کیے جاوین
جبتک ایک مثبت اور منفی یا ایک امر اور دوسرا نہی نہو گا اُسکو طباق کہنا درست نہین
ہے بخلاف دو اسم یا ایک اسم اور ایک فعل کے یا اُن دو فعلون کے کہ دو مصدر سے
مشتق ہون جیسے آیا اور گیا انمین طباق کے واسطے نفی اور اثبات کی کچھ
حاجت نہین اُنکا اختلاف خود طباق کے باب مین کافی ہے پس چونکہ اُن دونون
فعلون مین طباق بجز نفی اور سلب کے ممکن نہین تھا اُسواسطے اُسکا نام طباق سلبی رکھا
اور ازبسکہ اور دون مین نفی اور سلب کو طباق مین کچھ دخل نہین ہے تو اُسکے مقابل
مین طباق ایجابی نام رکھا اور فقط ایجاب یا فقط سلب کو طباق مین کچھ
دخل نہین اور نہ کوئی اسکا ہے بہرصورت مثال اُس طباق کی کہ دو اسمون
مین ہو یہ شعر سودا کا ہے کہ تیغ کی تعریف مین لکھا ہے شعر یاد مین اُسکے گر عدو دیکھ لے
اپنے باپ کو + ماسے کہے تجھے ہے حلال ایک حرام دو + اور اسی قبیل سے ہے
چار عنصر کا ذکر کرنا شعر خشم ہے آگ تیغ آب اور عدو ہے برگ کاہ + اسپ تیرا
ہوا ہے خصم ہے خاک ناتوان + مثال اُس طباق کی کہ فعل اور اسم مین پایا جاوے
جیسے اس شعر مین شعر اٹھنے سے مرے وہ بزم سے اُٹھا جلدی + مین ہون ناکام

تو اغیار بھی ناکام رہے + بیٹھنا اسم ہے اسواسطے کہ مصدر ہے اور اُٹھے فعل ماضی شعر
نہین حاجت یہان آنے کی کچھ حضرت مسیحا کی + یہ مردہ جی اُٹھے گر تو ذرا ہونٹھون
کو جنبش دے + مثال اُس طباق کی کہ دو حرفون مین پائی جاوے اسکی
مثال اُردو مین یہ ہو سکتی کہ ایک کلام ایسے دو حرف مذکور کرین کہ ایک کے
معنی دوسرے کے معنی کے ضد ہون مثلاً لفظ سے کا ابتدا کے واسطے ہے
اور تک انتہا کے واسطے اور ابتدا اور انتہا مین تضاد ہی سو دا کا شعر شعر وہ مرغ
ناتوان ہون کہ صحن چمن سے ہین + لیے نردبان پہونچ نہ سکون آشیان تلک
واللہ اعلم بالصواب اور طباق کی ایک قسم اور ہے کہ اُسکو تدبیج کہتے ہین اور
تدبیج بمعنے آراستہ کرنے کے ہے اور تدبیج کا طریق یہ ہے کہ درمیان تعریف یا ہجو کے
کئی رنگ ذکر کرین اور اُس سے بطریق کنایہ کے یا بطریق ایہام کے مقصود حاصل ہو
کنایہ کی حقیقت اول معلوم ہو چکی اور ایہام اُسے کہتے ہین کہ کسی لفظ کے دو معنی
ہون ایک قریب اور دوسرے بعید قریب سے مراد یہ ہے کہ وہ معنی اُس مقام کے
مناسب ہو اور بعید سے یہ کہ اُس مقام کے مناسب نہو اور شاعر کو معنی قریب
مقصود نہو بلکہ معنی بعید مقصود ہو مثلاً ماہ اور آسمان اور صبح اور کواکب کے ذکر
مین لفظ مہر کا مذکور کرین اور مہر کے معنی دو ہین آفتاب محبت پس آفتاب
معنی قریب ہے اسواسطے کہ مناسب مقام کے ہی اور محبت معنی بعید اسواسطے کہ مناسب
مقام کے نہین جب یہ معلوم ہو چکا جاننا چاہیے کہ اکثر ایک رنگ دوسرے
رنگ کی ضد اور مقابل ہوتا ہے مثلاً سیاہ اور سفید یا سرخ اور زرد اسواسطے
تدبیج کو طباق کے اقسام مین سے شمار کرتے ہین مثال اُس تدبیج کی کہ بطریق کنایہ کے

مقصود حاصل ہو یہ شعر ہے شعر اُس سے لیکر جام رنگ اپنا ہوا سرخ و سفید + اور
بزم دلربا مین منھ ہوئے کتنون کے زرد + سرخ اور زرد مین طباق ہے اور مقصود
بطریق کنایہ کے حاصل ہوا کیونکہ رنگ کا سرخ اور سفید ہونا کنایہ ہے بشاش ہونے
اور منھ کا زرد ہونا کنایہ ہے خوف کرنے سے اور مثال اُس تدبیج کی کہ بطریق ایہام کے
مقصود حاصل ہو یہ ہے شعر دیکھنا منھ لال ہو جاوینگے بس کسکے ابھی + سامنے میرے
جو برگ سبز پان تونے دیا + منھ لال ہونے کے دو معنی ہین ایک قریب یعنی سرخ
ہونا منھ کا بسبب پان کے اور دوسرے بعید یعنی منھ کا لال ہونا طمانچہ سے اور یہی
مراد ہی جاننا چاہیے کہ طباق کی دو قسمین اور ہین قسم اول یہ کہ دو امر ایسے کلام
مین جمع ہون کہ اُنکو آپسمین مقابلہ اور تضاد نہین ہے بلکہ ایک کو اُن دونون مین سے
دوسرے کی ضد سے ساتھ کسی طرح کا علاقہ ہے مثال شعر اسقدر دل سخت
مت کر دیکھ تو چلکر اُسے + رحم کے قابل ہے اب حالت ترے بیمار کی + رحم
اور سخت مین تضاد نہین بلکہ مقابل سخت کے نرم ہے لیکن رحم نرمی کے ساتھ ایک
علاقہ ہے یعنی نرمی سبب اور رحم مسبب اسی قبیل سے یہ شعر درد کا شعر اُن
لبون نے نہ کی مسیحائی + ہمنے سو سو طرح سے مر دیکھا + مرنے کے مقابل مین لفظ مسیحائی
کا واقع ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ مرنے اور مسیحائی مین کچھ تضاد نہین بلکہ مرنے
اور جینے مین تضاد ہے اور جلانے کے ساتھ مسیحا کو علاقہ ہے یعنی جلانا حضرت
مسیحا کا معجزہ ہے قسم دوسری یہ ہے کہ ایسے دو امر جمع کرین کہ اُنکو آپسمین تضاد
نہین ہے لیکن اُنکو ایسے الفاظ سے تعبیر کرین کہ اُنکے معنی حقیقی مین تضاد ہے جیسے
یہ شعر مصحفی کا شعر مجھے خندۂ گل پہ آتا ہے رونا + کہ سطرح ہنسنے کی خو تھی کسو کی +

یہان جمع ہین کھلنا گل کا اور رونا عاشق کا اور ظاہر ہے کہ ان دونون مین تضاد نہین
اور چونکہ کھلنے کو خندہ کے ساتھہ تعبیر کیا ہے اُسکے معنی حقیقی رونے کے ساتھہ
تضاد رکھتے ہین اور اسی طرح ہے یہ قطعہ سودا کا قطعہ ایک جو مانند گل اس باغ مین
خرم و خندان ہو گذر کر گیا + آن کے شبنم کی طرح دوسرا + شام سے رو رو کے
سحر کر گیا + گل شگفتگی اور شبنم کے ٹپکنے کو ایک جاے مین جمع کیا ہے اور ان
دو امر مین تضاد نہین لیکن چونکہ اول کو خندہ اور دوسرے کو رونے کے ساتھہ
تعبیر کیا ہے باعتبار ان دونون کے معنی حقیقی کے تضاد حاصل ہو گیا لیکن پہلے
شعر اور اُس قطعہ مین فرق یہ کہ شعر مین ایک کے معنی مجازی اور دوسرے کے
معنی حقیقی کو جمع کیا ہے اور اُس مجاز والے کے معنی حقیقی کو دوسرے کے معنی حقیقی کے
ساتھہ تضاد ہوا ہے اور قطعہ مین دونون کو معنی مجاز کو جمع کیا ہے اور دونون کے
معنی حقیقی کے اعتبار سے تضاد بہم پہنچائی اس قسم ثانی کو ایہام تضاد کہتے ہین
اسواسطے کہ ایہام وہم مین ڈالنے کو کہتے ہین اور اس جاے مین بھی الفاظ مذکورہ کے
ساتھہ تعبیر کرنا تضاد کا وہم دلاتا ہے صنعت مقابلہ وہ ہے کہ دو معنی یا زیادہ کہ ایک
دوسرے کی ضد اور مخالف نہ ہو ایک جاے مین ذکر کرین اور بعد اُسکے اور دو
معنی ایسے ہون کہ علی الترتیب ایک پہلے کی اور ایک دوسرے ضد ہو اور
یہ مقابلہ کبھی دو دو معنون مین اور کبھی تین تین اور کبھی چار چار معنون مین ہوتا ہے
مثال دو دو کی یہ شعر میر کا شعر صبح گذری شام ہونے آئی میر + تو نہ
چیتا دن نہایت کم رہا + صبح کے مقابل شام اور گذرنے کے مقابل ہوتا ہے
اس شعر مین بعضے شخص گذرنے کی جگہ بیری کا لفظ پڑھتے ہین اس صورت مین مثال

درست نہین ہوگی شعر سودا کا شعر چہرۂ مہر وش ہو ایک سنبل شکن ہم وہ حسن کے
دور مین ہے سحر ایک شام وہ سحر کے مقابل شام ہے اور ایک کے مقابل دو
اور اسی قبیل سے ہے یہ مصرع اسی قصیدہ کا ع مان سے کیے تجھے حلال ایک ہے
اور حرام دو + یہ تمام شعر پہلی طباق کی مثال مین بھی گذر گیا ہے مہر کے مخمس کا
ایک بند گویا کی غزل پر بند خمسہ وائے غفلت عمر کو کھو یا بہت + مہر جاگا بخت
کم سویا بہت + کاتب اعمال بھی رویا بہت + بار عصیان سر پہ ہے گویا بہت +
کیا اُٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم + جاگنے کے مقابل مین سویا اور کم کے مقابل مین
بہت ہو اور اسی مخمس کی غزل کا شعر شعر ترک مطلب نے کیا ہو بے نیاز + ہاتھ کھینچا پانون
پھیلاتے ہین ہم + ہاتھ کے مقابل پانون اور کھینچنے کے مقابل پھیلانا مقابلہ تین تین
اور چار چار کا اشعار اُردو مین بہت کم ہو اسواسطے مثال نہین لکھی معلوم کیا چاہیے
کہ تلخیص المفتاح کے مصنف نے اس صنعت کو علحدہ قسم نہین قرار دیا بلکہ طباق
کی قسم قرار دیا ہے اور سکاکی نے اسکو قسم علحدہ مقرر کر کے طباق سے
جدا بیان کیا ہے اور حق یہ ہے کہ صنعت ایک قسم طباق کی اسواسطے کہ اس
جاے مین بھی تضاد معتبر ہوتا ہے خواہ دو امر مین ہو خواہ زیادہ مین صنعت
مراعاۃ النظیر اسطرح پر ہے کہ کئی چیزین ایسے کلام مین مندرج ہوان کہ اُنکو
باہم مناسبت ہو جیسے باغ اور گلشن اور بلبل اور گل اور نرگس اور نسرین
اور صبا یا شمس اور قمر اور ستارہ اور فلک علی ہذا القیاس اس صنعت کو تناسب
اور توفیق اور ائتلاف اور تلفیق بھی کہتے ہین تلفیق کے معنی دشمن کو اکٹھا کرنا
اور باقی الفاظ کے معنی ظاہر ہین اسکی مثال ہے یہ بند سودا کے مخمس کا

بند مخمسہ جو گرد چہرہ کے اُس رشک گل نے خط کو رکھا + چمن چمن مین پڑا شور ہر طرف نحو نما + ہر ایک مرغ نے ہو باغ باغ دی یہ دعا + شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا + تفقدی نہ کند طوطی شکر خارا + چمن چمن اور مرغ اور باغ باغ اور طوطی مناسب ایک دوسرے کے ہین اور اسی صنعت کی قبیل سے ہی وہ صنعت کہ جسکو بعضے تشابہ الاطراف نام رکھتے ہین یہ وہ ہی کہ کلام کو ایسی شے کی ساتھ تمام کرین کہ ابتدا کے ساتھ مناسبت رکھتی ہووے جیسے یہ شعر ذوق کا شعر تجھسے دیکھا سبکو اور تجھکو نہ دیکھا جون نگاہ + نور ہا آنکھون مین اور آنکھون سے نہان بھی رہا + آنکھون مین رہنا مناسب اس قول کے ہی تجھسے دیکھا سبکو اور آنکھون سے پنہان رہنا مناسب اس قول کے تجھکو نہ دیکھا کسو واسطے کہ جو چیز ایسی ہووے کہ اُس سے سبکو دیکھین تو وہ چاہیے کہ آنکھون مین رہے اور آنکھون مین رہنا اُردو مین محاورہ ہی بمعنی قریب کے اور جو چیز کہ دیکھی نجاوے چاہیے کہ وہ آنکھون سے پنہان ہووے یہ شعر سابق کسی اور امر کی مثال مین بھی مذکور ہو چکا ہے میر کا شعر ہی صحرا ہی گریبان چاک + جبتلک ہاتھ پانون چلتے ہین + ہاتھ کا چلنا مناسب ہے چاک گریبان کے اور پانون کا چلنا مناسب صحرا کے لیکن اسقدر ہے کہ ان دونون کا ذکر بطریق لف ونشر غیر مرتب کے ہی اور مراعاۃ النظیر کے قبیل سے ہی وہ صنعت بھی کہ اُسکو ایہام تناسب کہتی ہین اور یہ اسی طرح پر ہے کہ ایسے دو معنی کلام مین جمع کرین کہ اُنکو آپسمین کچھ مناسبت نہین مگر اُن دو معنی کو جن دو لفظون کے ساتھ تعبیر کرین اور اُن دونون مین سے دوسرا لفظ ایسے ایک اور معنی رکھتا ہو کہ اس معنی کو پہلے لفظ کے معنی کے ساتھ مناسبت ہو

مثلاً فرہاد اور شیرین مذکور کرین اور شیرین سے معنی میٹھے کی مراد ہو ظاہر ہے کہ اس معنی کو فرہاد کے معنی سے کچھ مناسبت نہین مگر شیرین کو بمعنی معشوقہ مشہور کے فرہاد کے ساتھہ مناسبت ہے یا مشک اور چین بمعنی شہر معروف کے مشک سے مناسبت ہو یا بازار اور سودا بمعنی دیوانگی کے اور دوسرے معنی خریداری کو بازار سے مناسبت ہو اور جیسے اس شعر مین سودا کے شعر سرو گلشن ہی نہ کچھ مفتون ہے + بید بھی قد کا ترے مجنون ہے + اس شعر مین درخت مذکور اور مجنون کے معنے یعنی دیوانہ کو باہم جمع کیا ہے اور اُن دونون مین کچھ مناسبت نہین لیکن مجنون کے دوسرے معنی یعنی ایک قسم بید کی کہ جسکو بید مجنون کہتے ہین بید کے ساتھہ البتہ مناسبت رکھتی ہے اسی قبیل سے معلوم ہوتا ہے یہ شعر سودا کا شعر کہتا ہے کہ واعظ کے سینے تو یہ منع ہے + کہنے کی بات ہے اسکو سُنا کیجیے + سنا کیجئے محاورہ مین ایسی جاے استعمال کرتے ہین کہ کوئی شخص بے اصل اور بے اعتبار بات کہے مراد اُس سے یہ ہو کہ وہ بات بے اصل ہو یہ معنی بطریق کنایہ کے حاصل ہوئے ہین ظاہر ہے کہ اُس جاے مین یہی مقصود ہو کس واسطے کہ بے اصلی اور بے اعتباری زاہد کے کلام کی ثابت کرنی منظور ہے اور یہ معنی سُنے کے ساتھہ کچھ مناسبت نہین رکھتے اور معنی حقیقی یعنی تاکید سُنیے پر البتہ مناسبت ہو سُنے سے اور اسے ایہام تناسب اسی واسطے کہتے ہین کہ تناسب فی الحقیقت نہین ہے لیکن دوسرے معنی تناسب کا وہم دلاتی ہو جیسے ایہام تضاد مین معلوم ہوا صنعت مشاکلہ وہ ہے کہ دو چیزین ایک جا ذکر کرین اور جن لفظون سے پہلی چیز کو تعبیر کیا ہے اُنھین لفظون سے دوسری چیز کو بھی تعبیر کرین ایک جاے مین مذکور ہونے کی مناسبت سے

مثلاً اُس شخص کو کہ بسبب بدکاری کے عذاب مین گرفتار ہو جاوے کہین کہ بدلہ
برائی کا برائی ہے عذاب کو برائی تعبیر کیا اور جیسے پانچوان مصرع سودا کے مخمس کے بند کا
مولوی ندرت کشمیری کی ہجو مین بند مخمسہ مولوی جی سے جا کے اب کوئی میرا پیام
پیام دو + کینے کہا کہ یہ غزل پڑھنے کو اذن عام دو + لکھ لکھ اسے ہر ایک کو صبح سے
تا بشام دو + مجھسے جو پوچھو فقیر بھی کینے کو انعام دو + گھوڑے کو دو ندو لگام منہ کو
ذرا لگام دو + خاموش رہنے کو گھوڑے کی مناسبت سے منہ کے لگام دینے
کے ساتھ تعبیر کیا ہے صنعت مزاوجہ لغت مین مزاوجہ دو چیز کے ملانے کو کہتے
ہین اور اصطلاح مین وہ ہے کہ ایسے دو معنی شرط اور جزا مین واقع ہو وین کہ پہلے
معنی پر جزا مترتب ہووے دوسرے معنی پر بھی وہی مترتب ہووے اس شعر مین
سعادت یار خان رنگین کے شعر آہ کیجے جو آن جاتی ہے + ورنہ کیجے تو جان جاتی ہے
آہ کرنا اور نہ کرنا دو امر ہین اور اُن دونون امر پر کسی شے کا جانا مترتب ہوا ہے یعنی
اول پر آن کا جانا اور دوسرے پر جان کا جانا صنعت ارصاد لغت مین ارصاد
رستہ مین نگھبان بٹھانے کو کہتے ہین اور اصطلاح مین وہ ہے کہ شعر مین ایسا لفظ لاوین
کہ اس سے یہ معلوم ہو جاوے کہ مصرع ثانی کے آخر مین فلان لفظ ہوگا اور یہ امر
جب ہے کہ اُس شعر کے قافیہ کا حرف اخیر معلوم ہوا اور اگر نہوگا تو لفظ اخیر کا
معلوم ہونا پہلی لفظ سے نہو سکیگا جیسے ان دو شعر مین شعر شہرہ ہے ترے
جفا و جور کا عالم کے بیچ + دھوم ہے ترے ستم کی قاف سے تا قاف مختلف
ہین یار سے یار آشنا سے آشنا عشق نے تیرے یہ ڈالا سبب دلون مین
اختلاف + جب معلوم ہوا کہ اس زمین مین مدار قافیہ کا حرف

نے پر ہے کہ سب جائے مین مثل قاف اور معاف وغیرہ کے قافیہ کیا جائیگا دوسرے
شعر کے مصرعہ اول مین لفظ مختلف سے یہ معلوم ہوا کہ یہان قافیہ ضرور اختلاف ہوگا
کیونکہ مختلف سب کا ہونا بسبب اختلاف کے ہوتا ہے صنعت عکس وتبدیل یہ صنعت
اسطرح پر ہے کہ پہلے ایک چیز کو کسی چیز پر مقدم کرین اور پھر پہلی کو پیچھے کر دین
اور پچھلی کو پہلے جیسے اس شعر مین شعر تو ہوا اور چیز بخت کی خوبی + خوبی بخت دیکھیے
تو بھی + پہلے لفظ بخت کا خوبی پر مقدم تھا اور پھر بخت پر خوبی کو مقدم کر دیا اور
اور جیسے اس شعر مین شعر اعتبار حسن سے ممتاز ہے خوبان مین تو + اور مین عشاق
مین رکھتا ہون حسن اعتبار + صنعت رجوع اسطرح پر ہے کہ کلام اول کو باطل
کرکے دوسرے کلام کی طرف مصروف ہووین کسی فائدہ اور نکتہ کے واسطے
شعر رخ ہے ترا ماہ یا خورشید پر ہے یہ غلط + دلستانی اسقدر مہ مین کہان خور مین کہان
قد ہے تیرا اک صنوبر باغ عالم مین ولے + راستی جو ہے ترے قد مین صنوبر مین کہان
فائدہ اس رجوع کا ترقی ہے معشوق کے چہرہ اور قد کی خوبی کی صنعت توریہ اور
اس صنعت کو ایہام بھی کہتے ہین لغت مین توریہ بمعنی جدا کرنے کے ہے اور ایہام
بمعنی وہم مین ڈالنے کے ہے اور اصطلاح مین وہ ہے کہ ایک لفظ اسطرح کا مذکور
کرین کہ اسکے دو معنی ہون ایک قریب اور دوسرے بعید اور مراد کہنے
والے کی معنی بعید ہو اور معنی کے قریب اور بعید ہونے کی حقیقت اول بیچ صنعت
طباق کے تدبیج کے بیان کے اثنا مین مفصل مذکور ہو چکی ہے اور معنی بعید کا
مراد ہونا کسی قرینہ کے اعتماد پر ہوتا ہے پوشیدہ نہ رہے کہ یہ صنعت دو طرح پر ہے ایک
یہ کہ معنی قریب یعنی جو معنی کہ مراد نہین اسکی مناسبات مین سے کچھ کلام مین مذکور نہو

اسکو ایہام مجرد کہتے ہین جیسے اس شعر مین شعر عشق بیٹھا ہے دل مین اک بت کا + ہم تو یار و خدا کے بھی نہ رہے + دل مین غم کا بیٹھنا یعنی غم کے موجود ہونے کے ہی دل مین اور مناسبات بیٹھنے کی کہ معنی قریب ہے کچھ مذکور نہ اور دوسرے یہ کہ معنی قریب کے مناسبات مذکور ہوں اسکو ایہام مرشحہ کہتے ہین جیسے اس شعر مین شعر دل مین جو دیکھا تو صنم خانہ سے بدتر نکلا + لوگ کہتے تھے کہ اس گھر مین خدا رہتا ہے + رہنا خدا کا بمعنے متصرف ہونے کی ہے اور مناسبات رہنے کی یعنی بود و باش کے گھر اور صنم خانہ ہے صنعت استخدام وہ ہے کہ کسی لفظ کے دو معنی ہوں اور اُن دونون سے ایک معنی بواسطہ اُس لفظ کے مراد رکھین اور پھر ضمیر اُس لفظ کی طرف راجع کرکے دوسرے معنی کا ارادہ کرین جیسے ان شعرون مین شعر سایہ فگن ہو مین نے کہا ہم پہ ای پری + بولا کہ اُسکے سایہ سے پرہیز چاہیے + القصہ مین نے کہا کہ ای گل مرتے ہین ہم الم سے + بولا کہ اسکو کیا ہے مرنے سے بلبلون کے + پہلے شعر مین پری اور دوسرے مین گل سے معشوق اور بواسطہ ضمیر یعنی اُسکے پری اور گل کے معنی حقیقی مراد ہے کسواسطے کہ سایہ سے پری کا پرہیز کرتے ہین اور مرنے سے بلبل کے گل متعارف کو غم نہین ہوتا ہے صنعت لف و نشر لف لغت مین بمعنی لپیٹنے کے اور نشر بمعنے پراگندہ کرنے کے اور اصطلاح مین وہ ہے کہ پہلے کئی چیزین مذکور کرین اور بعد اُسکے ہر ایک کے منسوبات اور متعلقات بغیر تعیین کے بیان کرین اور تعیین کا نہ کرنا اس اعتماد پر ہے کہ سُننے والا ہر منسوب کو اُسکے منسوبات الیہ سے متعلق کریگا پہلے امر کا نام لف اور دوسری کا نشر ہے اور یہ صنعت دو قسم پر ہے مرتب اور غیر مرتب اسطرح پر ہے کہ جس ترتیب سے لف ہے اُسی ترتیب سے نشر بھی ہو جیسے اس شعر مین

سوداکے شعر یار و مہتاب و گل و شمع ہم چاروں ایک + ہیں کتاں و بلبل و پروانہ
یہ ہم چاروں ایک + اپنے تینوں یار کے ساتھ اور کتان کو مہتاب کے اور بلبل کو
گل کے اور پروانہ کو شمع کے ساتھ منسوب کیا ہے علی الترتیب اور جیسے دوسرے
شعر میں اسی قصیدہ کے شعر ہے مجھے ابر و ہوا شیشہ و جام اب ساقی + گریہ و نالہ و دل
و دیدۂ نم چاروں ایک + گریہ مشابہ ابر کے اور نالہ ہوا کے اور دل شیشہ کے
اور دیدہ جام کے ہے اور بہترین انواع اس قسم میں وہ ہے کہ ایک کلام میں کئی لف
اور نشر جمع ہوں چنانچہ ایک نشر بہ نسبت دوسرے نشر کے لف میں جا دے جیسے
اس شعر میں شعر کیونکہ چین آوے کہ رہتا ہے ہمیشہ ہجر میں + سوز و نالہ و داغ و غم سے
دل کو جان زار کو + سوز بہ سبب داغ کے دل کو ہے اور نالہ بسبب غم کے جان کو اور لف و
نشر غیر مرتب وہ ہے کہ جس سے ترتیب سے لف ہو نشر اس ترتیب سے نہو یہ دو قسم پر ہے قسم اول
یہ کہ ترتیب نشر کی الٹی ہو یعنی لف میں جو سب سے اخیر ہے سب سے پہلے مذکور کریں
اسی طرح سے باقی کے منسوبات تمام مذکور کریں اسکو معکوس الترتیب کہتے ہیں
شعر روے و زلف و قدم صنم دیکھو + سرو شمشاد و گل بہم دیکھو + سرو مناسب
قد کے اور شمشاد مناسب زلف اور گل مناسب چہرہ کے ہے معلوم کیا چاہیے
کہ شمشاد ایک درخت سیدھا ہے کہ اس سے معشوق کے قد کو تشبیہ دیتے ہیں
مثل سرو کے اور کبھی مردہ کے بھی ہے جب قد کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں وہ
درخت سیدھا مثل سرو کے مراد ہوتا ہے اور جب زلف اور خط کو اس سے
مشابہ کرتے ہیں مردہ مراد ہوتا ہے چنانچہ لغت اور اصطلاح کی کتاب خصوصاً
بہار عجم سے یہ بات ظاہر ہے اور اس شعر میں کہ مثال میں مذکور ہوا اس سے

مرده ہی مراد ہی قسم دوسری یہ کہ نشر کی ترتیب نہ لف کی ترتیب کے مطابق ہو اور
نہ اُلٹی ہو بلکہ اُسکی ترتیب درہم برہم ہو جیسے اس شعر مین شعر داغ دل اور قطرۂ اشک
آہ صبح گاہ + شبنم سے مجھکو اور گل وسنبل سے کم نہین صنعت جمع اُسکو کہتے ہین کہ کئی
چیز کو ایک حکم کے تحت مین جمع کرین جیسے اس شعر مین سودا کے شعر سبزہ و
ابر و ہوا گل نہ سدا ہون یکجا + ساقیا جام کہ ہین یہ کوئی دم چارون ایک + سبزہ
اور ابر اور ہوا اور گل کو ہمیشہ یکجا ہونے کے حکم مین جمع کیا ہے صنعت تفریق ایک
طرح کی دو چیزون مین فرق ظاہر کرنے کو کہتے ہین جیسے اس شعر مین سودا کے
شعر اے ابر قسم ہے تجھے رونے کی ہمارے + ٹپکا تری آنکھون سے کبھی لخت جگر
بھی آنکھ اور ابر پانی کی گرانی مین مشابہ ایک دوسرے کے ہین لیکن اسمین
باعتبار لخت جگر ٹپکنے کے فرق ظاہر کر دیا صنعت تقسیم اُسے کہتے ہین کہ پہلے
کئی چیزین ذکر کرین اور پھر جو جو شے اُنکے ساتھ نسبت رکھتی ہو اُسکو مذکور کرین
بطریق تعیین کے اس صنعت مین اور لف ونشر مین یہی فرق ہے کہ لف ونشر مین
ذکر منسوبات کا بطریق تعیین کے نہین ہوتا چنانچہ پہلے معلوم ہو چکا اور یہان
بطریق تعیین کے ہوتا ہے چنانچہ اس قطعہ مین قطعہ زلف اُس مہوش کے
رخ پر اک دخان ہے آگ پر + اور رخ اُس مہروش کا شعلہ ہے زیر دخان + ہاے
یون اُس دخان سے تیرہ اپنا روز عیش + اور اُس شعلہ سے یون روشن ہو
شام دشمنان + مقصود بالتمثیل اس قطعہ مین مذکور ہونا دخان اور آتش کا
اور پھر مذکور ہونا تیرہ ہونے روز عیش کا دخان سے اور روشن ہونا شام دشمنون کا
شعلہ سے ہے اور ذکر زلف اور رخ اور مہ اور مہر اور دخان اور شعلہ اور تیرہ

اور روشن دو چیزون کا مراعات النظر کی قبیل سے اور روز اور شام طباق کے
قبیل سے ہی سو یہ دونون صنعتین پہلے مذکور ہو چکی ہین اور اسی صنعت کی قبیل سے ہی
کسی شے کی تمام قسمون کو ایک جاے مین اکٹھا مذکور کرنا جیسے اس شعر مین شعر
ہم اُنکے بزم مین اپنے تئین خوار کرتے ہین + کبھی نظرون سے گرتے ہین کبھی دل
سے اُترتے ہین - خواری کی قسمین مصرع ثانی مین مذکور ہین صنعت جمع و تفریق
وہ ہے صنعت جمع اور صنعت تفریق کو ایک جاے مین اکٹھا کرین شعر
مسلمان اور کافر سجدہ سب کرتے ہین پتھر کو + اُسے وہ کعبہ کہتے ہین اسے بت
نام کرتے ہین + مصرعہ اول مین مسلمان اور کافر کو جمع کیا ہے سجدہ کرنے سے
حکم مین اور مصرعہ ثانی مین دونون کا فرق بیان کیا ہی اسی قبیل سے ہی یہ شعر
ممنون کا شعر تفاوت قامت یار اور قیامت مین ہی کیا ممنون + وہی فتنہ ہی
لیکن یان ذرا سانچے مین ڈھلتا ہے + اول قامت اور قیامت کو فتنہ ہونے
کے حکم مین کیا اور پھر اُن دونون مین فرق ظاہر کیا سانچے مین ڈھلنے کی
صنعت جمع و تقسیم صنعت جمع اور صنعت تقسیم کے اکٹھا کرنے کو کہتے ہین جیسے
اس شعر مین شعر تجھے اور تیرے دشمن کو سدا ہے اوج عالم مین + تجھے تخت
خلافت پر اُسے دار ریاست پر + مصرعہ اول مین صنعت جمع اور دوسرے
مین تقسیم ہے صنعت جمع و تفریق و تقسیم تینون صنعتون کے اکٹھا کرنے کو
کہتے ہین جیسے اس قطعہ مین قطعہ مری آہ اور ترا طرہ ہی سنبل شکل مین لیکن +
وہ نمار سوختہ یہ شاخ سرو جوبباری کی + سدا اُس خار سے دوزخ کو ہے امید
آتش کی + سدا اس شاخ سے جنت کو خواہش آبیاری کی مصرع اول شعر اول مین

صنعت جمع اور دوسرے مصرعہ مین تفریق اور دوسرے شعر مین تقسیم ہی صنعت تجرید
یہ صنعت اسطرح سے ہی کہ ایک شی ذی صنعت سے ایک اور شی مانند اُسکے متصف
اسی صفت کے ساتھہ حاصل کرین واسطے مبالغہ کے تاکہ معلوم ہو کہ پہلی شے اُس
صفت مین ایسی کامل ہے کہ اُس سے ایک اور شے موصوف باین صفت حاصل
ہوسکتی ہی یہ صنعت عربی مین بہت طرح سے مستعمل ہوتی ہے اور علی ہذا القیاس
فارسی مین بھی لیکن اُردو مین بھی کئی طرح سے اسکا استعمال پایا جاتا ہے اول
یہ کہ جس چیز سے کوئی چیز اور اُسی صفت کی حاصل اُسکے ساتھہ حرف سے کا
کہ اُردو مین حرف از کا ترجمہ ہے مذکور کرین جیسے اس شعر مین شعر آتش غم ایسی کچھ
بھڑکی کہ دل مین ہو گیا + داغ دل سے آفتاب روز محشر آشکار + حاصل یہ ہے
اس جگہ دل کے داغ کی سوزش مین مبالغہ منظور ہے یعنی داغ دل کا سوزش مین
اس مرتبہ کو پہونچا ہے کہ اُس سے آفتاب حاصل ہو گیا ہی اور یہ قسم ظاہر مین تشبیہ
معلوم ہوتی ہی لیکن جو معنی مشابہ کے بطریق تجرید کے مستفاد ہوتے اُسکو اصطلاح مین
تشبیہ نہین کہتے چنانچہ یہ حال تشبیہ کی بحث مین مفصل معلوم ہو چکا ہے دوسری قسم
یہ کہ جس شے سے کچھ اور شے حاصل کرین اُس شے کو حاصل ہونے والی چیز کا ظرف
ٹھہراوین جیسے اس شعر مین شعر ہے کوچۂ جانان مین جنت کا سراغ اُنکو عشاق
تو اب وان سے مرکر بھی نہ نکلینگے + مراد یہ ہے کہ کوچۂ جانان خود جنت ہے
لیکن کوچۂ جانان سے جنت کو حاصل کیا ہی بطریق اس صفت کے گویا جنت
اُس کوچہ مین آمادہ اور مہیا ہی تیسری قسم یہ ہی کہ کسی حرف کا واسطہ نہو خواہ مین ہو
خواہ سے جیسے اس شعر مین شعر مجھے دیکھکر تیغ کو دیکھتے ہین + غرض یہ کہ ہو خون ناحق کسی کا

یعنی غرض یہ ہے کہ جو خون ناحق میرا حاصل یہ ہو کہ اپنے تئین ناحق کشتہ ہونے کی
صفت مین ایسا کامل قرار دیا کہ اپنے سے اور شخص حاصل کیا اور یہان واسطہ
کسی حرف کا نہین نہ حرف ظرف کا یعنی مین اور نہ کسی اور حرف کا مثل ہے کہ جیسے
اوپر کی دو مثالون مین تھا چوتھی قسم یہ کہ کوئی شے بطریق کنایہ کے حاصل ہو جیسے
اس شعر مین شعر دیکھنا آئینہ ہر دم کا نہین ہے بے وجہ + ظاہرا وہ بھی ہین عاشق
کسی مہ پارہ کے + آئینہ دیکھکر کسی مہ پارہ پر عاشق ہونا ظاہر ہے کہ اپنے اوپر
عاشق ہوتا ہے کیونکہ آئینہ مین صورت اپنی نظر آتی ہو پس معشوق سے ایک اور
مہ پارہ ایسا حاصل کیا کہ وہ اُسپر عاشق ہوا ہو پانچوین قسم یہ ہے کہ کوئی شخص
اپنے سے آپ باتین کرے مثلاً پہلے کسی ایسی شے کا عزم کرے کہ وہ ممکن الحصول
ہو اور پھر سمجھکر اپنے آپ سے کہے کہ تیری مجال کیا ہو کہ اُسکو حاصل کرے اسی قبیل سے
ہو اکثر مقطع مین اپنا تخلص مذکور کرکے اپنے سے خطاب کرنا مثلاً یہ مقطع سودا کا عر
سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات + آئی سحر ہونے کو ٹک تو کہین مر بھی +
ایضاً سودا کبھو نہ مانیو واعظ کی گفتگو + آوازۂ دہل ہے خوش آیند دور کا + مقطع میر
تقی کا شعر سچ بتلاؤ میر جی صاحب کیا ہو اگر یہ سانگ نہین + گرمی سبز رنگون سے
اور گھر مین بھونی بھانگ نہین + مقطع شیخ ابراہیم ذوق سلمہ اللہ تعالے کا شعر
میکدہ مین ایک بگڑی ہوتی تھی رہن مے + ذوق وہ تیری ہی دستار فضیلت
ہو تو ہو + صنعت مبالغہ مقبولہ معلوم کیا چاہیئے کہ مبالغہ یہ ہے کہ کسی وصف
کو شدت یا ضعف مین اس حد تک پہونچا وین کہ اُس حد تک اسکا پہونچنا
بعید ہو یا محال ہو تا کہ سننے والے کو یہ گمان نہ رہے کہ اس وصف کی

شدت یا ضعف کا کوئی مرتبہ باقی ہو اور اُس وصف کا اُس حد تک پہونچانا تین
حال سے خالی نہین ایک یہ کہ موافق عقل اور عادت کے ممکن ہو یعنی اُس حد تک
پہونچانا نہ عقل کے نزدیک ممتنع ہو اور نہ عادت سے باہر ہو اسکو تبلیغ کہتے ہین اسکی
مثال یہ شعر ہی سودا کا شعر پہونچے ہم آرزوے وصل مین نزدیک مرگ + پر ابھی
ہجر شکل ملاقات بہت دور ہین + کسی شے کی آرزو مرگ کے نزدیک پہونچانا نہ موافق
عقل کے محال ہو اور نہ باعتبار عادت کے دوسرا یہ ہو کہ باعتبار عقل کے ممکن ہو
اور باعتبار عادت کے محال ہو اسکو اغراق کہتے ہین چنانچہ اس قطعہ مین سودا کے
قطعہ اسقدر رکھتی ہے دولت اُسکی شمشیر و سپر + گر صف اعدا مین جا کر کیجیے اسکا
بیان + ڈال دے روئین تن اُس ہنگام میدان مین سپر + موسے باریک آپنی
گردن کو بتاوین سرکشان + شمشیر اور سپر کے ذکر سے میدان مین روئین تن کا
سپر ڈالدینا اور سرکشون کا گردن حاضر کرنا باعتبار عادت کے نہین ہو سکتا
لیکن عقل اس امر کو ممکن جانتی ہے اسی قبیل سے یہ شعر میر حسین تسکین کا کہ راقم کے
دوستون مین سے ہی شعر اب یہ حالت ہی کہ اُن سا بدرو + میرے بچنے کی
دعا مانگے ہی + ایسے شخص کا کہ کمال بدرو ہو ایسے کے حق کہ وہ بدرو اُسکا
دشمن بھی ہو بچنے کی دعا مانگنا باعتبار عادت کے بعید ہے لیکن باعتبار عقل کے
ممکن ہے تیسرا یہ کہ باعتبار عقل کے اور عادت کے محال ہو اسکو غلو کہتے ہین جیسے
اس شعر مین سودا کے شعر شبہ و نسبت ایسا ہی عالم مین کہ تار عنکبوت + گر گردن کے
واسطے رکھتا ہے حکم ریسمان + ایضاً بجا ہی کہ لوہو کا دریا بہا دون + یہ کشتی فلک
کی لہو مین ڈبا دون + ظاہر ہے کہ مکڑی کے جالے کو گر گردن کے واسطے

زمیان کا حکم رکھنا اور گریہ سے لہو کا دریا بہانا اور کشتی فلک کو اُس لہو میں ڈبانا باعتبار
عقل کے امکان رکھتا ہے اور نہ باعتبار عادت کے جب یہ معلوم ہو چکا تو اب جاننا
چاہیے کہ ان تینوں قسموں میں سے تبلیغ اور اغراق دونوں مقبول ہیں اور تیسری
قسم جب مقبول ہوتی ہے کہ کوئی ایسا لفظ ذکر کریں کہ اُسکو قریب صحت کے
کر دے جیسے اس شعر میں سودا کے شعر اس گلشن ہستی میں عجب دید ہے لیکن جب
چشم کھلی گل کی تو موسم ہے خزاں کا۔ مقصود بیان ہے اس امر کا کہ بہار
اس گلشن دنیا کی آنکھ کھولنے کے عرصہ میں جاتی رہتی ہے اور یہ امر قریب صحت کے
نہیں ہے کسواسطے کہ ایک ساری فصل کا اس عرصہ قلیل میں گذر جانا نہ باعتبار
عادت کے ہے اور نہ عقل میں آتا ہے لیکن جب آنکھ کھلنا گل کی طرف منسوب کیا وہ
امر مقرون بصحت ہو گیا کسواسطے کہ گل بعد کھلنے کے ٹوٹ کر گر پڑتا ہے اور یہی امر اُسکی
خزاں ہے ایضاً عشق کی بھی منزلت کچھ کم خدائی سے نہیں۔ ایک سا احوال یاں
بھی ہے گدا و شاہ کا۔ عشق کی منزلت اور مرتبہ میں مبالغہ حد سے زیادہ بڑھ گیا
اور یہ امر قریب صحت کے نہ تھا لیکن جب یہ کہا کہ یہاں بھی گدا اور شاہ کا ایک سا احوال
ہے وہ امر مقرون بہ صحت ہو گیا کسواسطے کہ حق جل و علیٰ کے نزدیک بھی گدا اور
شاہ برابر ہیں یا مبالغہ کے ساتھ خیالات نازک و لطیف ہوں تا کہ اُن خیالات نازک
اور لطیف کی لذت اور حسن کے سبب وہ مبالغہ باوجود قریب صحت نہونے کے طبائع کی
طبیعت میں مقبول ہو جاوے جیسے سودا کا شعر شعر یاد میں اُسکے گر عدو دیکھ لے
اپنے باپ کو۔ ماں سے کہے تجھے حلال ایک ہو دو حرام زدہ۔ اس شعر میں مبالغہ ہے
تلوار کی تیزی میں یعنی اُس تلوار کی یاد کے حال میں اگر دشمن ممدوح کا اپنے باپ کو دیکھ لے

اُس تلوار کی یاد کی اثر سے اُسکی نگاہ مین اسقدر تیزی بہم پہونچے کہ اُس تیزی نگاہ
سے اُسکے باپ کے دو ٹکڑے ہو جاوین ہرچند یہ امر البعید اور باعتبار عادت اور عقل کے
ممتنع ہی لیکن ازبسکہ خیالات نازک از لطیف مین ضمنا ہی طبیعت کو بہت پسندیدہ معلوم
ہوتا ہی یا مبالغہ بطور ہزل کے واقع ہوا جیسے ان شعرون مین جو دا کی نے گھوڑے کی ہجو
مین کہے ہین شعر کردہی اسقدر کہ اگر اُسکی نعل کا + لوہا لگا کے تیغ بنا دے کبھو لوہار + ہی
دلکو یہ یقین کہ وہ تیغ روز جنگ + رستم کے ہاتھ سے نہ چلے وقت کارزار + گر باندھکر سو
منزل سی پھینک دین اُسے + ٹھیکے بغیر تین نہ اُتر لگا نیہار + پہلے دو شعرون مین مبالغہ
ہے اور یہ ظاہر کہ ایسا نہین ہو سکتا کہ کمروئی کی تاثیر مین نعل مین وہ اثر ہو جاوے
کہ اُسکے لوہے کی تلوار بنی ہوئی چل نہ سکے اور تیسرے شعر مین مبالغہ ہے گھوڑے
کی صنعت مین اور یہ ظاہر ہے کہ پاندہ کے والدینے کے وقت بسبب صنعت کے تین
ٹھیکے لیکر اُترنا ممکن نہین کیونکہ اسوقت گرنا بے اختیاری ہی اور صنعت مین توقف کرنا
اختیار سے ہوتا ہی لیکن ازبسکہ یہ بطور ہزل کے ہی طبیعت کو پسند آتا ہی صنعت مذہب الکلامی
وہ ہی کہ کلام دلیل اور برہان پر مستعمل ہو یعنی اُس سے بطور دلیل کے نتیجہ مطلوب کا حاصل
ہو جاوے جیسے اس شعر مین سودا کے شعر اگر عدم سے نہو ساتھ فکر روزی کا + تو آب و دانہ
کو لیکر گہر نہو پیدا + اس شعر مین دلیل کی صورت اسطرح پر ہے کہ اگر عدم سے فکر روزی
کا ساتھ نہ ہو تو گوہر آب و دانہ لیکر عدم سے پیدا نہو لیکن وہ آب اور دانہ لیکر پیدا
ہوتا ہے اس سے نتیجہ حاصل ہوا کہ فکر روزی کا عدم سے ساتھ ہی اسی طرح سے یہ
دو شعر اسی قصیدہ کے ہین ع بلند ہمت اگر ہو نہ زیر چرخ ضعیف + ہلال عید ہو عالم کا گر ہو
روزہ کشا + جو ناتوان نہ کرین دستگیری دشمن + تو خار وخس نہ کرے شعلہ کو کبھو برپا

صورت دلیل کی ان دونون شعرون مین اسطرح پر ہی کہ اگر ضعفا بلند ہمت نہوں تو ہلال عید باین ضعف اور ناتوانی عالم کی روزہ کشائی نہ کرے لیکن روزہ کشائی کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ ضعیف بلند ہمت ہین اور اگر ناتوان دشمن کی دستگیری نکرین تو غبار وخس باین ناتوانی شعلہ کو کہ دشمن ہے برپا نہ کرے لیکن کرتا ہی پس نتیجہ حاصل ہوا کہ ناتوان دشمن کے دستگیر ہین لیکن اس صنعت کا لطف جبتک کہ معقول مین کچھ دستگاہ نہ رکھتا ہو حاصل ہونا ممکن دشوار ہی اور راقم کے خیال مین آیا تھا کہ اس مقام مین چند اصطلاحین منطق کی بھی لکھے تاکہ اسکو سمجھکر دلیل کی حقیقت اور اس سے نتیجہ کا نکالنا معلوم کرین لیکن بعد تامل کے معلوم ہوا کہ بجز طول کلام کے اور کچھ فائدہ نہوگا اسواسطے ترک کیا صنعت حسن التعلیل اسکو کہتے ہین کہ کسی وصف کے واسطے کسی شے کو علت ٹھہراوین اور وہ شے حقیقت مین اسکی علت نہو معلوم کیا چاہیے کہ وہ وصف کہ جسکی شے کو علت ٹھہرایا ہو یا فی نفسہ ثابت ہو یا نہین اگر وہ وصف فی نفسہ ثابت ہو تو وہان اس وصف کے واسطے فقط علت کا ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے اور اگر وہ وصف فی نفسہ ثابت نہین تو وہان علت کے بیان سے اس وصف کا ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے اور وصف کہ فی نفسہ ثابت ہو اور اسکے واسطے علت کا ثابت کرنا مقصود ہو وہ دو طرح پر ہی اول یہ ہی کہ سوا اس علت ٹھہرائی ہوئی کے اس وصف کے واسطے کوئی اور علت بھی ظاہر ہو دوسرا یہ ہی کہ سوا اسکے کوئی اور علت ظاہر نہو اور وہ وصف کہ فی نفسہ ثابت نہین اور علت کے بیان کرنے سے ثابت کرنا اس وصف کا مقصود ہے وہ بھی دو طرح پر ہے ایک یہ کہ اس وصف کا موجود ہونا ممکن ہی اور دوسرا یہ کہ محال ہو پس اس صنعت کی چار قسمین ہین قسم پہلی یہ کہ

یہ وصف ثابت ہو اور علت مذکورہ کے سوا اور علت بھی ظاہر ہو قسم دوسری یہ کہ وہ وصف
ثابت ہو اور سوا اُس علت شعریہ کے کوئی اور علت ظاہر نہ ہو قسم تیسری یہ کہ وہ
وصف ثابت نہ ہو اور موجود ہونا اُس وصف کا ممکن ہو قسم چوتھی یہ کہ وہ وصف
ثابت نہ ہو اور موجود ہونا اُس وصف کا محال ہو مثال پہلی قسم کی یہ شعر سودا کا ہے
زمانہ کی بابت ہیں شعر آتا ہے عاشق و معشوق ہیں کہ نور منہ پہ جو ہو وے
شمع کے تو جل رہے پتنگ ۔ جل جانا پتنگ کا ایک وصف ثابت ہے اور یہ ظاہر
ہے کہ وہ سبب شمع کے ہے لیکن شاعر نے اُسکی علت حسد کو ٹھہرایا ہے یہ مضمون
بہت خوب بندھ گیا تھا لیکن چونکہ مصنف نے ایک اور قصیدہ کے مطلع میں باندھ
لیا اور مضمون مبتذل ہو گیا اور وہ یہ ہے اشجار کا بستان جہان میں ہے عجب
ڈھنگ جلتا ہے چنار اس سبب رخ گل پہ جو ہے رنگ اور اس جلنے میں بھی چنار کا جلنا
ظاہر ہے کہ بسبب نباتات کے ہے کہ چنار کا مزاج گرم ہوتا ہے اور شاعر نے علت اُسکی حسد
اور بغض کو قرار دے لیا اسی قبیل سے ہے یہ شعر سودا کا شعر کہتے ہیں زیر زمین دیدہ
نمناک ہنوز ۔ جا بجا سوت ہیں پانی کے تہ خاک ہنوز ۔ ایضاً ہم وہ صبا کے
خاک بھی ہو پھیری دربدر ۔ جاتی نہیں ہے مجھسے تری جستجو ہنوز ۔ ایضاً اے شمع کچھ نہیں
غم پروانہ تجھکو حیف ۔ ٹک دیکھ تو پڑا ہے چشم لگن ہنوز ۔ چشم لگن یعنی اُسکے دور کا
آب سے بھرا ہونا پگھلی ہوئی چیز کے سبب سے ہے کہ شمع سے گرتی ہے اور شاعر نے
علت اُسکی اور مذکور کی سوا علت معلومہ کے ایضاً وہ شہر ایک بند کے
شعر کوئی جو کرے ویران ہو سکے وہ پامال ۔ لبہان جا وہ کسی کو تو راہ مت بتلا ۔
پامال ہونا جادہ کا اس سبب سے ہے کہ لوگ اُسپر چلتے ہیں اور اس امر میں کچھ خصوصیت

اور دشمنی کو دخل نہین لیکن شاعر نے یہ کیا کرتے کو اسکی علت ٹھہرایا شعر خاک کی ہے زیادہ
عزت ہے کیونکہ اُسے سرکش + کہ نیک و بد نے کیا نقش پا کو رہنما + نقش پا کو راہنما کرنا
اس سبب سے ہے کہ اُسکے نشان سے منزل تک پہونچ جا سکتے ہین اور شاعر نے
اُسکی افتادگی کو سبب گردان دیا ہے ایضاً جذب طوفان نہ زمین سے ہوتا + کسی کی
تشنہ لبوں مدفون ہے + جذب طوفان حقیقت مین بسبب امر الٰہی کے تھا چنانچہ
قرآن مین آیا ہے یا ارض ابلعی ماءک یعنی اے زمین فرو کر لے تو اپنے پانی کو شعر عیان
ہے شوق ملنے کا مرے نامہ کے کاغذ سے + کہ جب لکھو لپیٹو تو اُسکو تو وہ لپٹا ہی جاتا ہے
لپٹنا خط کے کاغذ کا حقیقت مین بسبب پیچیدگی کے ہے نہ اُس علت سے کہ شاعر
نے مذکور کی مثال دوسری قسم کی یہ شعر سودا کا شعر چمن ہے کسکے گرفتار زلف و
کاکل کا + کہ اسقدر ہے پریشان حال سنبل کا + پریشان ہونا ایک وصف ثابت ہے
اور یہ ظاہر نہیں ہے کہ وہ پریشان کسواسطے ہے لیکن شاعر نے یہ ٹھہرا لیا کہ چمن
کسیکی زلف پر عاشق اور سنبل اس سبب سے پریشان ہے مثال تیسری
قسم کی یہ شعر مومن خان سلمہ اللہ تعالیٰ کا شعر اُس نقش پا کے سجدہ نے کیا کیا
کیا ذلیل + مین کوچہ رقیب مین بھی سر کے بل گیا + معشوق کے نقش پا کو
سجدہ کرنا اسکی تعظیم ہے اور ظاہر اور متعارف ہے کہ کسی معتقد فیہ کی تعظیم سے ذلیل
ہونا بسبب تعظیم کے ذلیل ہونا ایک وصف ہے کہ کوئی علت ثابت نہین لیکن محال بھی
نہین بلکہ ممکن ہے کہ وہ امر کسی کے حق مین موجب ذلت کا ہو جاوے اور ازبسکہ
یہ امر غیر ثابت تھا اسی واسطے مصرع ثانی مین اسکی علت بیان کی یعنی معشوق
کوچہ رقیب مین تھا اور جب عاشق اُس جگہ نقش پاے معشوق کو سجدہ کیا

تو رقیب کے کوچہ مین سر کے بل جانا واقع ہوا اور ایسے مقام مین اسطرح کے امر کا
ظہور مین آنا موجب ننگ کا ہی اور اسی قبیل سے ہے یہ شعر امام بخش ناسخ کا شعر رتبہ
کم حرص رفعت سے ہمارا ہوگیا ۔ آفتاب آنا چڑھا اونچا کہ تارا ہوگیا ۔ رفعت کی
حرص کرنے افزونی ہو لیکن یہ امر امکان رکھتا ہی اور اوسکی علت مصرعہ ثانی مین
مذکور ہے یعنی آفتاب اپنی حد سے اور زیادہ اونچا ہوجاوے تو البتہ بہت خرد معلوم
ہونے لگے گا پس حرص رفعت سے رتبہ کا کم ہونا ثابت ہوگیا مثال چوتھی قسم کی شعر
شعر ہمین دن بھی برنگ شب ہے جو اُٹھ کے جاتا ہے ۔ کہ شب ہوتی ہے جب
خورشید اپنا منہ چھپاتا ہے ۔ دن کا شب ہوجانا ایک وصف غیر ثابت ہی اور محال
ہی لیکن وہ علت کہ مصرعہ ثانی مین مذکور ہوئی مثبت اُس وصف کی ہے واللہ اعلم
بالصواب صنعت تاکید المدح بالشبہ بالذم یعنی تعریف کی تاکید کرنا ایسی لفظون سے
کہ وہ مشابہت ہجو سے رکھتی ہون یعنی وہ لفظ ظاہر مین ہجو پر دال ہون لیکن
فی الحقیقت مدح پر تاکید کرتی ہین اور یہ صنعت دو طرح پر ہی قسم اول یہ ہے کہ بری
صفت کسی چیز مین سے نفی کرین اور اُس بُری صفت مین سے ایک اچھی صفت
بُری صفت مین داخل ٹھہرا کر اُس چیز کے واسطے علیحدہ کرلین تاکہ اول یہ متوہم ہو کہ
شاید بواسطہ حرف استثنا کے کوئی بُری صفت اُسمین ثابت کریگا اور فی الحقیقت
تو مدح ہی جیسے کہین کہ فلانے شخص مین کچھ عیب نہین الا یہ کہ ہمیشہ مفلس رہتا ہی سبب کثرت
عطا کے اول جمیع عیب کی اُس سے نفی کی پھر ایک اچھی صفت کو اُن عیبون مین
سے علیحدہ کیا الا کے لفظ کے ساتھ اس سے یہ مفہوم ہوا کہ شاید اُسکے عیب بیان
کرنے کی طرف متوجہ ہوا کیونکہ مفلسی بھی عیوب مین سے ایک عیب ہے باعتبار ظاہر

اور عرف کے لیکن جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مفلسی کمال ہتر ہے کسواسطے کہ اُس سے
مبالغہ سخاوت مین پایا گیا اسی قبیل سے ہے یہ شعر شعر نہین ہے مجھ مین بُرائی کچھ
اور اوسکے سوا۔ کہ مین بُرا ہون رقیبون کی چشم بد بین مین۔ کسی کی آنکھون مین
بُرا ہونا باعتبار عرف کے ایک امر بد ہے لیکن جب یہ شخص رقیبون کی آنکھ مین بُرا ہی
ثابت ہو گیا کہ واقع مین اچھا ہے کسواسطے کہ رقیب بنا بر حسد کے بُرا جانا کرتے ہین
نہ باعتبار نفس الامر کے قسم دوسری یہ کہ صفت مدح کی کسی چیز کے واسطے
ثابت کرین اور پھر حرف استثنا کا یعنی لیکن یا مگر یا سوا وغیرہ لاوین اور بعد اُسکے
پھر ایک صفت مدح کی اور مذکور کرین جیسے اس شعر مین شعر رخ دلبر اگرچہ ماہ چرخ
حسن ہے لیکن + رخ خورشید چھپتا ہے جو وہ بے پردہ ہوتا ہے اسی قبیل سے ہو سکتا ہے
ممنون کے شعر کا مصرع ثانی بھی شعر لطافت یار کے قد اور قیامت مین ہے کیا
ممنون + وہی فتنہ ہے لیکن یہان ذرا سانیچے مین ڈھلتا ہے + پہلے کہا وہی فتنہ ہے
اور بعد اُسکے کہا لیکن اس سے وہم ہوا کہ اب شاید کچھ اُس سے کم کہنا منظور ہے
جب بعد اُسکے کہا کہ یہان ذرا سانیچے مین ڈھلتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قیامت سے
بھی زیادہ ہے اور قید لفظ مصرع ثانی کی اس مقام مین اسواسطے کی ہے کہ مع مصرع
اول کے صنعت جمع اور تفریق کی مثال ہو جاویگا چنانچہ اس مقام مین بھی یہی
شعر مذکور ہو چکا ہے اور کبھی صفت دوسری اسطرح واقع ہوتی ہے کہ ظاہر مین
ہجو ہو لیکن جب غور کرین تو معلوم ہو کہ وہ کمال مدح ہے چنانچہ اس شعر مین شعر
ترا عدل سارے جہان پر ہے لیکن + رہے ہے ترا ظلم دائم ستم پر + دائم ظلم رہنا
اسلوب ہجو کا ہے لیکن ستم پر ظلم کا رہنا کمال عدل ہے تاکید الذم بما یشبہ المدح یعنی

ہجو کی تاکید کرنی ایسی لفظون کے ساتھ کہ وہ مشابہت مدح سے رکھتی ہون اور
یہ بھی دو قسم پر ہے قسم اول یہ ہے کہ صفت مدح کی کسی چیز سے نفی کرین اور ایک صفت
ہجو کی اُس مدح کی صفت مین داخل ٹھہرا کر اسکے واسطے الگ کرین چنانچہ اس
شعر مین شعر چرخ سفلہ پرور مین یہ نہین نکوئی کی + ہان مگر ستم وہ بھی صرف ہے
ہنر پرور + قسم دوسری یہ کہ کسی چیز کے واسطے ایک صفت ہجو کی ثابت کرین اور
بعد اسکے ایک صفت ہجو کی اور مذکور کرین حرف استثنا کے ساتھ چنانچہ دوسرا مصرع
اس شعر کا شعر علم کی نہین کچھ قدر جہل کو ترقی ہے + دہر ہے ستم گستر لیک سفلہ پرور بھی ہے
معلوم کیا چاہیے کہ شعرائے فارس اور ہند نے اس صفت مین تصرف کر کے ایک قسم
اور نکالی ہے حق یہ ہے کہ اسکا لطف حیطہ بیان سے باہر ہے اور وہ اسطرح پر ہے
کہ کسی چیز کے واسطے ایک صفت مدح کی ثابت کرین اور پھر اُسکے ساتھ ایسی ایک
چیز شامل کر دین کہ وہ صفت مدح کی بعینہ ہجو ہو جاوے جیسے اس شعر مین شعر فلک
بے بہرہ آب و خورش سے کب رکھے غریبون کو + سدا کھانے کو غم خون جگر پینے کو دیتا ہے
آب و خورش سے غریبون کو بے بہرہ نہ رکھنا صفت مدح کی ہے لیکن جب دوسرے
مصرع مین مذکور ہوا کہ کھانے کو غم ہے اور پینے کو خون جگر وہ مدح بعینہ ہجو ہو گئی
صنعت استتباع وہ ہے کہ کسی شخص کی ایسی طرح مدح کرین کہ اُس مدح سے ایک
اور مدح حاصل ہو جاوے جیسے اس قطعہ مین سودا کے اُس قصیدے مین سے
کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی مدح مین لکھا ہے قطعہ گر تو چاہے تو حلم و حیا سے
الٹ دے اور جو تیری نگاہ سے اعمال عاصیان + تجھ آتش غضب کے شرارہ کے سامنے
پارہ وہ کاہ ہے تو وہ زمین اور آسمان + غرض اس قطعہ مین مدح حلم اور حلق اور

خیالی ہے اور اُسکو اسطرح سے بیان کیا کہ مدح غضب کی بھی حاصل ہو گئی
صنعت ادماج وہ ہے کہ کلام مین ایک معنا متضمن دوسرے مدعا کا ہووے
خواہ مدح ہو خواہ سوا مدح اور کچھ اس صنعت مین اور استتباع مین یہی فرق ہو کہ اسمین
مدح کی خصوصیت ہو اور اسمین مدح کی خصوصیت نہین پس یہ صنعت عام ہوئی اور
استتباع خاص اور حدائق البلاغت کے مصنف نے بیان کیا ہو کہ اسطرح کا کلام جب
مدح مین واقع ہو اُسکو استتباع کہتے ہین اور جب غیر مدح مین واقع ہو اُسکو
ادماج کہتے ہین اس صورت مین ادماج بھی ہو جاتا ہو اور ادماج اور ایہام مین
یہ فرق ہو کہ ایہام مین ایک لفظ مشتمل دو معنی یا زیادہ کا ہوتا ہو چنانچہ اُس صنعت
کے موقع مین مفصل بیان ہو چکا اور ادماج مین سارا کلام دو معنی کا فائدہ دیتا ہے
بہرکیف مثال ادماج کی یہ شعر ہو شعر وصل کی شب ہے آج تو اے گردون اتنی بات
تو کر + آٹھ برس کے بعد ملے ہین آٹھ پہر کی رات تو کر + مدت مدید کے بعد وصل
کا حاصل ہونا بیان کیا اُسکے ضمن مین آسمان کی شکایت بھی اس امر کی مذکور کی
کہ یہ شب وصل کے دراز ہونے کو نہین چاہتا اور یہ امر سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہو
اور اسی قبیل سے ہو یہ شعر بھی سودا کا حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تیغ کی
تعریف مین شعر اُسکی بُرش کرے ملک الموت جب خیال + بے اختیار ہو کے پکارے
کہ الامان + اس شعر مین سے دو مطلب نکلتے ہین ایک یہ کہ اُس شمشیر کی بُرش اُس
غایت مین ہو کہ ملک الموت باوجودیکہ سارے جہان کی جان کا خواہان ہو لیکن اُسکی
بُرش سے حال عالم پر رحم کھا کر بے اختیار پکارے کہ الامان یعنی اس سے زیادہ
اب قتل مت کر اور دوسرا یہ کہ اُسکی بُرش سے ملک الموت بھی اپنی جان کا خوف کر کے

الامان پکارے صنعت توجیہ اوراس صنعت کو محتمل الضدین بھی کہتے ہین اسواسطے
کہ اسمین دو ضد کا احتمال ہوتا ہو چنانچہ آگے معلوم ہوگا یہ صنعت اسطرح پر ہے کہ
کلام مین دو وجہ مختلف کا احتمال ہوسکتا ہو یعنی ایک کلام سے معنی مدح اور ہجو کی دونون
نکل سکتے ہون مثلاً کسی سے کسی کو ایک طرح کا رنج پہونچا اور وہ دونون ایک محفل
مین حاضر ہون تو یہ شخص اسکے حق مین بظاہر دعا کرے اور کہے کہ اس بزم مین تیرا
جام لبریز ہو ایک معنی یہ ہے کہ شراب سے تیرا جام لبریز ہو اور دوسرے یہ کہ تو مر جاوے
صنعت الہزل الذی یراد بہ الجد ہزل مسخرہ پن کو کہتے ہین اور جد جیم کے کسرہ سے درستی
اور کوشش کو یعنی ایسی مسخرگی کہ اس سے مراد جد ہو اور یہ صنعت اسطرح پر ہے کہ
کلام بطور مسخرگی اور ٹھٹھول کے ہو لیکن مراد اس سے ہزل نہو بلکہ خلاف ہزل کے مراد
ہو ع اہل دنیا کو خواہش زر ہے سدا + اور سر مین خمار ہو ہمیشہ کا + زر جیفہ ہے
اور طالب اسکا ہے سگ + اور بادہ خون حیض زال دنیا + ظاہر مین یہ کلام بطور
ہزل کے ہے اور واقع مین سراسر فائدہ اور پند ہو اسی قبیل سے ہوسکتی ہے یہ
رباعی شیخ ابراہیم ذوق کی ع یہ کہتے ملائک ہین فلک پر روتے + ای کاش
کہ انسان سے ہم کبھی ہوتے + غفلت مین بھی یہ رہے ہے اتنا ہشیار + شیطان کو
چلا دیتا ہے سوتے سوتے + اور اکثر اغلب اوقات احتلام کے وقت شیطان
عورت کی صورت مین اپنے تئین حاضر کرتا ہی مصرع رابع کا لطف زیادہ تر ہو گیا
صنعت تجاہل العارف شی معلوم کے قائم مقام کرنا کسواسطے تجاہل کے معنی ہین
جانکر انجان بننا اور عارف کے معنی ہین جاننے والا اور اسکا کی مفتاح العلوم کے
مصنف نے اسکا نام سوق المعلوم مساق غیرہ رکھا ہو اور کہا کہ چونکہ یہ صنعت

کلام اللہ مین بھی مستعمل ہے اسواسطے تجاہل کی لفظ کے ساتھ اسکا نام لینا مین اچھا
نہین جانتا ہر کیف تجاہل عارف سے کوئی فائدہ اور نکتہ منظور ہوتا ہے چنانچہ
مثال مین معلوم ہو ویگا جیسے یہ شعر جرات کا شعر صنم کہتے ہین تیرے بھی کمر ہے
کہان اور کسطرف ہے اور کدھر ہے + اس جاے مین کمر کے باریک ہونے مین
مبالغہ منظور ہے شعر سودا کا شعر پیارے نہ برا مانو تو اک بات کہون مین + کس
لطف کی امید پہ یہ جور سہون مین + ہر چند یہ شخص جانتا ہے کہ معشوق کو عاشق
پر جور کرنا اور لطف نہ کرنا اپنا معلوم ہے لیکن اس گمان مین کہ شاید اُسکے خیال
سے یہ بات گذر گئی ہو تنبیہاً اُسکو یاد دلاتا ہے گویا کہ وہ اپنے جور کرنے اور لطف نکرنے
پر مطلع نہین ہے اور یہ منظور ہے کہ شاید اس مرتبہ متنبہ ہو کر لطف کرنے لگے الیضاً
رہگیا ہے یہ نوعیہ کا کسکے پیارے + کھول کر ہاتھ تمناے ہم آغوشی مین + ہر چند
اپنے نزدیک یہ بہ یقین جانتا ہے کہ یہ نو معشوق ہی کی تمناے ہم آغوشی مین ہاتھ کھولکر
رہگیا ہے لیکن تجاہل کر کے پوچھتا ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ معشوق اپنی زبان سے
اس امر کو بیان کرے صنعت القول بالموجب یہ صنعت دو قسم پر ہے قسم اول یہ کہ
غیر کے کلام مین ایک صفت ایسی واقع ہو کہ وہ غیر اُس صفت کو جب کسی شے کیواسطے
ثابت کرے تو اُس صفت کو سوا اس شے کو تو کسی اور شے کے واسطے ثابت کر دے
مثلاً جسوقت کسی شخص متکبر اور دولتمند غرور و تمکنت سے کسی جاے مین اسواسطے
آوین کہ از روے غضب کے غربا کو اُس مکان سے جلا وطن کر دین اور وہ لوگ
اُنسے جلا وطن اور ذلیل نہو سکین تو ایسے محل مین تو کہے کہ وہ لوگ کہتے تھے
کہ ہم وہان جاتے ہین تا کہ حق حقدار کو پہونچا دین اور حق حقدار ہی کو پہونچا

یعنی اُن لوگون نے حق دار بطریق کنایہ کے اپنے تئین قرار دیا تھا اور تونے سوا اُنکے حق دار ہونا غربا کے واسطے ثابت کیا قسم دوسری یہ کہ جو لفظ غیر کے کلام مین واقع ہو تو اُس لفظ سے ایسے معنی مراد رکھیے کہ اُس غیر کو وہ معنی مراد نہین مثلاً کوئی شخص کسی بخیل کے گھر مہمان جاوے اور کھانے کے وقت وہ کہے کہ مین نے ہاتھ دھولیا تو یون کہے سچ ہے تونے کھانے سے دھولیا اُسکی مراد یہ تھی کہ مین نے ہاتھ پانی سے دھولیا ہے اب کھانا کھاؤنگا اور اُس لفظ سے تونے یہ مراد رکھی کہ وہ کھانے سے مایوس ہے اسی قبیل سے یہ مشہور شعر لوگ مرنے کو بھی کہتے ہین وصال + یہ اگر سچ ہے تو مرجاتے ہین ہم + قائل نے وصال سے معشوق کی ملاقات مراد رکھی ہے اور لوگ حق سے واصل ہونا مراد رکھتے ہین جرأت کا شعر شعر وہ نہ آئے تو یہ ہو جاے غلط + کہ بن آئے نہین مرتا کوئی + بن آئے نہ مرنے سے مراد یہ ہے کہ بغیر موت کے آئے کوئی نہین مرتا اور قائل نے اس شعر مین بن آئے مرنے سے بغیر معشوق کے آئے مرنا مراد رکھا ہے صنعت اطراد یہ صنعت اسطرح سے ہے کہ ممدوح کا نام مع آبا و اجداد ممدوح کے علی الترتیب بیان کرین مثلاً زید ابن فلان ابن الخ غیرہا اور کبھی آبا و اجداد سے شروع کرتے ہین اور بعد اُنکے ذکر کے ممدوح کا نام لیتے ہین مثلاً پوتا فلانے کا اور بیٹا فلانے کا زید صنعت تعجب اسطرح سے ہے کہ کلام مین کسی چیز پر تعجب ظاہر کرین اور اس سے کوئی غرض منظور ہو جیسے اس شعر مین شعر یہ نالے وہ ہین کہ پتھر کے پار ہوتے ہین + عجب ہے دل مین ترے کچھ اثر نہین ہوتا + فائدہ تعجب کا اس شعر مین مبالغہ ہے معشوق کی سنگدلی مین صنعت اعتراض وہ ہے کہ کلام مین ایسا لفظ ذکر کرین کہ تمام معنی اُسکے بغیر بھی تمام ہو سکتا ہو اُسکے

حشو بھی کہتے ہین اور حشو کی تین قسمین ہین اول یہ کہ کلام اُسکے سبب سے بے لطف
اور کم رتبہ ہو جاوے اُسکو حشو قبیح کہتے ہین قسم دوسری یہ کہ کلام مین اُس سے
حسن اور لطف زیادہ ہو جاوے اُسکو حشو ملیح کہتے ہین قسم تیسری یہ کہ نہ
چندان قبیح ہو اور نہ چندان ملیح بلکہ حسن اور قبح مین متوسط ہو لیکن حشو قبیح
کہ جسکے سبب سے کلام بے لطف اور کم رتبہ ہو جاوے فصحا کے کلام مین واقع
نہین ہوتا اس صورت مین یہ محسنات کلام سے نہوا اور حشو ملیح کہ حسن کلام کا موجب
ہے کثیر الوقوع ہی جیسے اس شعر مین سودا کے شعر اس آستان فلک مرتبت کو تا باید
رہے کنیز شب قدر روز عید غلام + لفظ فلک مرتبت کا کلام کو اتمام مین کچھ دخل نہین
رکھتا کسواسطے کہ جملہ دعائیہ فقط اسقدر ہی شب قدر کنیز اور روز عید غلام اس آستان
کا رہے اور جیسے اس شعر مین شعر حضرت ناصح سے یہ کہدو کہ اب کیا کیجیے + دل
جو بندہ تھا خدا کا سو بتون کا ہو رہا + مطلب یہ ہی کہ دل بتون کا ہو رہا اور لفظ بندہ
تھا خدا کا حشو ہے مگر بتون کی مناسبت سے ذکر اسکا لطف سے خالی نہین
پوشیدہ نرہے کہ اس مقام تک صنائع معنوی تمام ہوئین اب آگے صنائع لفظی
کی اقسام شروع کیجاتی ہین حق جل وعلی سے امید ہی کہ جسطرح سے صنائع معنوی کو بانصرام
ہو پہنچایا اسی طرح سے صنائع لفظی کو بھی زیور اتمام پہنچا دیوے واللہ ولی التوفیق

چمن دوسرا صنائع لفظی مین

صنعت جناس وہ ہی کہ دو لفظ تلفظ مین مشابہ ہون اور معنی مین متغائر
اُسکو تجنیس بھی کہتے ہین اور اور تجنیس کی کئی قسمین ہین قسم اول تجنیس تام
اور وہ یہ ہے کہ وہ لفظ متفق ہون نوع یا عدد مین یا ہیئت مین یا

ترتیب مین پس اگر وہ دونون لفظ ایک نوع سے ہون یعنی دو اسم ہون یا دونون فعل تو اسے تجنیس متماثل کہتے ہین مثلاً ذکر آہنگ کا ایک جگہ بمعنی آواز کے اور دوسری جگہ بمعنی قصد کے یا ذکر ساعت کا ایک جگہ بمعنی قیامت کے اور دوسری جگہ بمعنے ساعت نجومی کے یعنی اڑھائی گھڑی شعر آہنگ نہ تھا یان تلک آنے کا دلسے شنکر آہنگ ساز محفل آئے + اور اگر دونون لفظ ایک نوع سے نہون بلکہ نوع دونون کی علیحدہ ہو یعنی ایک اسم ہو اور دوسرا فعل تجنیس مستوفا کہتے ہین مثلاً لفظ راکھ کا ایک جگہ بمعنی خاکستر کے اور دوسری جگہ امر رکھنے سے کسواسطے کہ عوام کی زبان مین رکھنے کو راکھنا بھی کہتے ہین اسی قبیل سے ہے سویا بمعنی ساگ معروف اور صیغہ ماضی کا سونے سے اور پیا بمعنی معشوق یا شوہر کے اور صیغہ ماضی کا پینے سے اور دیا بمعنی چراغ کے اور صیغہ ماضی کا دینے سے بمعنی امر کے یعنی دیکر چلا آ اور جلا بمعنی صیقل کے اور امر جلانے سے جیسے اس شعر مین شعر شمشیر کو اپنی جب جلا دے + جو فتنۂ مردہ کو جلا دے + اور ایسی دو لفظون مین سے اگر ایک مفرد ہو اور دوسرا مرکب اسکو جناس ترکیب اور تجنیس مرکب کہتے ہین پس یہ دو لفظ یعنی مفرد اور مرکب اسکو جناس ترکیب اور تجنیس مرکب متشابہ کہتے ہین اور اگر متشابہ نہون تو اسکو تجنیس مرکب مفروق کہتے ہین متشابہ اسواسطے کہ دونون لکھنے مین ایک دوسرے کے مانند ہین اور مفروق اسواسطے کہ دونون لکھنے مین جدا ہین مثال تجنیس مرکب متشابہ کی جیسے جانا ایک جگہ بمعنی مصدر کے اور دوسری جگہ بمعنی نہی کے یعنی جا مت مصدر لفظ مفرد ہے اور نہی کے معنی مین مرکب ہے جا اور نا سے کہ حرف نفی کا ہے اور لکھنے مین دونون کی ایک صورت ہے

مثال تجنیس مرکب مفروق کی جیسے رسّا یعنی رسن اور رس کے مانند اول رُسّا رے اور سین مشدد اور الف سے ہے اور دوسرے کو اصطلاح سے لکھتے ہین رس سا یعنے رس الگ اور سا الگ اور اگر ایک لفظ دوسری لفظ کے جزو سے مرکب ہو کر کسی لفظ کے ساتھ مجانست پیدا کرے اُسکو تجنیس مرفو کہتے ہین جیسے اس شعر مین شعر پروانہ ہین تمھارے رُخ شمع سان پہ ہم * پروا نہین ہے جان کے جانے سے بھی ہمین * لفظ پروا کا نہین کے نون سے ملکر پروانہ سے مشابہ ہو گیا اسمین اور تجنیس مرکب مین یہ فرق ہے کہ اسمین ایک لفظ تمام اور دوسرے لفظ کی جزا سے اور تجنیس مرکب مین تمام دو کلمون سے ترکیب حاصل ہوتی ہے اور اگر دونون لفظ حرفون کی ہئیت مین مختلف ہون اور نوع اور عدد اور ترتیب مین متفق یعنی دونون لفظ ایک نوع سے ہون مثلاً دونون اسم ہون اور دونون کے حرف برابر ہون اور حرف پہلے لفظ مین جس مقام مین ہون دوسرے لفظ مین بھی وہی ہون اُسکو تجنیس محرف کہتے ہین اسواسطے کہ دونون لفظون کو ہئیت مین آپس سے انحراف ہے اسکی مثال یہ مصرع ہے ع جو تیرے محرم ہین ہرگز محرم کعبہ نہین * اول مین میم کو زبر ہے اور دوسرے مین میم کو پیش اور اسی سبب سے دونون لفظ کی ہئیت مختلف ہے اور اگر حرفون کے عدد مین اختلاف ہو یعنی ایک دوسرے کی نسبت کوئی حرف زیادہ ہو خواہ لفظ کے اول مین خواہ بیچ مین خواہ آخر مین اُسکو تجنیس ناقص کہتے ہین اور زائد بھی ناقص باعتبار کم حرف والی کے اور زائد باعتبار زیادہ حرف والے کے مثال اول کی زیادتی کی شعر شکوہ کوہ کو ہو تیرے حلم سے نہین کچھ * وجود جود تو بھی ہے تیری سخاوت سے ۔ مثال بیچ کی زیادتی کی شعر دیکھتا تو نہین حالم نے دگرگہ بھلو

دیرے در پہ ترے سر کو ٹپکتے دیکھا + مثال آخر کی زیادتی شعر اِدھر تم اُٹھے اُدھر
مر گئے ہم اے ظالم + جدائی زہرہ جبینوں کی زہر ہی ہمکو + زہرہ اور زہر مقصود بالتمثیل
ہے اور اسی قبیل سے ہین یہ الفاظ آئین اور آئینہ دید اور دیدہ اور باد اور بادل
اور علی ہذا القیاس اور آخر مین زیادتی دو حرف کی بھی ہو سکتی ہے جیسے یم بمعنی دریا کے
اور یمین بمعنی قسم کے جسمین ایک حرف اخیر مین زاید ہو اُس قسم کو مطرف اور جسمین
دو حرف اخیر مین زاید ہون اُسکو ذیل ذال نقطہ دار سے کہتے ہین اور اگر دونون
لفظ حرف مختلف ہون پس دیکھا چاہیئے کہ وہ حرف مختلف قریب المخرج ہین
یا نہین اگر قریب المخرج ہین اُس قسم کو تجنیس مضارع کہتے ہین ضاد نقطہ دار سے
اور مضارع بمعنے مشابہ کے ہے اور اگر قریب المخرج نہین اُس قسم کو جناس لاحق
کہتے ہین لاحق بمعنے ملنے والے کے ہے اور یہ دونون قسمین تین حال سے خالی نہین
کس واسطے کہ وہ حروف یا اول مین واقع ہوئے ہین یا بیچ مین یا آخر مین مثال
ہر تین قسم تجنیس مضارع کی حال اور ہال اور بحر اور بہر اور راہ اور راح
اور پہلی دونون صورتون کو جامع ہے صحو اور سہو مثال اول صاد اور سین
اور مثال ثانی کی حائے حطی اور ہاء ہوز اسکی مثال مین اشعار لانے کی کچھ
ضرورت نہین اور سبب طول کلام ہے اور مثال ہر تین قسم جناس لاحق کی
اول جیسے جنگ اور سنگ اور ورد اور زرد اور زخم اور شخم اور مثال
دوسرے کی عمر اور سمر درد اور ورد اور مثال تیسرے کی شاد اور شاہ
کار اور کاہ شراب اور شرار اور علی ہذا القیاس اور اگر دونون لفظ حروف کے
ترتیب مین مختلف ہون اس قسم کو تجنیس قلب کہتے ہین پس اگر حرف کلمہ کے

علی الترتیب مقلوب ہو وین اُسکو قلب کل کہتے ہین جیسے رام اور مار تار اور
رات تاب اور بات ہم اور مہ رات اور یار اور اگر حرف کلمہ کے علی الترتیب
مقلوب نہون اُسکو قلب بعض کہتے ہین جیسے مرحوم اور محروم اور بدرہ اور بردہ
معلوم کیا چاہئے کہ قلب کی دو قسمین اور ہین سوا اقسام مذکورہ کے ایک
یہ کہ کسی عبارت کے قلب سے وہی عبارت حاصل ہو جاوے مثلاً یہ عبارت
آنا جانا اگر اسکو آخر سے پڑھین تو بھی یہی عبارت حاصل ہو گی دوسرے یہ کہ
اُس عبارت کے قلب کرنے سے ایک عبارت اور حاصل ہو جاوے لیکن دوسری
عبارت بھی ایسی ہو کہ اگر اُسکو قلب کرین تو وہ عبارت اول ہو جاوے جیسے
یہ دو عبارتین وہ آیا ہے اور یہ آیا ہو اول کے قلب کرنے سے دوسری عبارت
اور دوسرے کے قلب کرنے سے اول عبارت حاصل ہوتی ہے اِن دونون قسمون کو
قلب مستوی کہتے ہین اُنکی مثالین فارسی مین بہت ہین اُردو مین بھی بعد تلاش
کے بہم پہونچ سکتی ہین جب یہ معلوم ہو چکا اب جاننا چاہیے کہ اگر اُن دو لفظون مین سے
ایک بیت کی اول مین اور دوسرا بیت کی آخر مین واقع ہو اُسکو تجنیس مجنح کہتے ہین کیونکہ اسواسطے
کہ جناح اول مین جیم مفتوح اور آخر مین حای حطی بمعنی بازو اور جانب کے ہی گویا یہ دو
لفظ بیت کے دو بازو ویا دو طرف ہین جیسے اس شعر مین شعر رام ہوتا نہین فسون
سے بھی + ہے وہ کافر تمھاری زلف کا مار + اور اگر ایسے دو لفظ پاس پاس ہون
اُسکو تجنیس مزدوج اور تجنیس مکرر اور تجنیس مردد کہتے ہین شعر بات غیرون کی
نہ سنو اُبت بد خو ہمکو + بات کی تاب نہین ہونے کی مہرو ہمکو + بات اور تاب اور مہ
اور ہم مقصود بالتمثیل ہے اور اگر دو لفظ لکھنے مین ہمشکل ہون اس قسم کو

تجنیس خطی کہتے ہین جیسے رحم اور زخم زور اور زر اور رشک اور سگ خنگ اور
خنگ وغیرہ یا اور دو چیزین اور ہین کہ وہ بھی تجنیس سے ملحق ہین ایک یہ کہ دو لفظ
ایسے ہین کلام مین جمع کیے جاوین کہ دونون ایک مادہ سے مشتق ہون اور دونون
باعتبار معنی کے بھی متفق ہون جیسے یون کہین کہ بادشاہ کا مقرب ہونا غیر کا قریب الوقوع
ہے مقرب اور قریب دونون قرب سے مشتق اور معنی دونون کے متحد ہین اور
دوسرے یہ کہ دونون لفظ ایک دوسرے سے مشابہ ہون لیکن دونون کا مادہ
علیحدہ ہون اس قسم کو شبہ اشتقاق کہتے ہین جیسے دید اور دود اور شام اور شوم
وغیرہ اور ایک قسم تجنیس کی یہ ہے کہ اشارہ سے حاصل ہو جیسے ریش موسی کی اسکے
نام سے مونڈی یعنی استرہ سے کیونکہ موسا استرہ کو بھی کہتے ہین ایک ہم سا
لفظون مین مذکور تھا اور دوسرا نام کے اشارہ سے حاصل ہوا اور جیسے کہین کہ رجب
اپنی چھلنی مین آیا تھا رجب نام شخص کا اور انچے کی لفظ سے پھر رجب حاصل ہوا کہ نام
چھلنی کا ہے اور علی ہذا القیاس بحث صنعت کی تمام ہوئی واللہ اعلم بالصواب والعجز
علی الصدر یعنی پھیرنا عجز کا پہلی لفظون پر اور اسکا اس صنعت کا سمجھنا عروض کی چند
اصطلاح کی معلوم کرنے پر موقوف ہے اسواسطے طالبین کے فائدے اور بصیرت کے لیے
لکھی جاتی ہین پوشیدہ نہ رہے کہ عروض کے علم کی اصطلاح مین پہلے مصرع کے جزو اول کو صدر
کہتے ہین اور اسی مصرع کے جزو اخیر کو عروض اور دوسرے مصرع کے جزو اول
کو ابتدا کہتے ہین اور اسی مصرع کے جزو اخیر کو ضرب اور عجز اور مصرع اول مین صدر
اور عروض کے اور مصرع ثانی مین ابتدا اور عجز کے جو الفاظ ہین انکو حشو کہتے ہین
اس مناسبت سے کہ حشو وہ روئی ہے کہ جسکو تکیہ کے اندر بھرتے ہین اور یہ الفاظ بھی

بیچ مین ہین مثال ان اجزا کی شعر مین ناسخ کے شعر مرا سینہ ہی مشرق آفتاب داغ ہجران کا + طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا + لفظ مرا سینہ مفاعیلن کے وزن پر صدر ہے اور لفظ غ ہجران کا داغ کے لفظ کی غین کے ساتھ مفاعیلن کے وزن پر عروض ہے اور طلوع صبح اسی وزن پر ابتدا ہی اور گریبان کا عجز ہے جب یہ معلوم ہو چکا تو اب سننا چاہیے کہ تعریف اس صنعت کی یہ ہی کہ جو لفظ کہ بیت کی عجز یعنی لفظ اخیر مصرعہ ثانی مین واقع ہو وہی صدر یا حشو یا عروض یا ابتدا مین بھی واقع ہو یہان سے معلوم ہوا کہ اس صنعت کے نام مین لفظ صدور کا مطلق پہلی لفظون کے معنی مین ہے اور وہ لفظ خاص اصطلاحی مراد نہین کسواسطے کہ اگر وہ لفظ خاص مراد ہوتا ہے تو عجز کے جزو اول مصرع اول واقع ہونے کا نام رد العجز علی الصدور ہوتا اور اس لفظ کا حشو یا عروض یا ابتدا مین واقع ہونے کا یہ نام نہ ہوتا اور ازبسکہ وہان یہ لفظ خاص مراد نہین اسی واسطے نام مین صدور جمع مذکور کیا اور صدر مفرد نہ کہا تاکہ اس لفظ خاص کا وہم نہ جاوے اور حشو وغیرہ کو صدور اسواسطے کہا ہے کہ وہ الفاظ بہ نسبت عجز کے پہلے ہین اور یہ الفاظ یا بعینہ مکرر ہووین یا ایک دوسرے کی تجنیس ہو یا دوسرے مشتق ہوا ہو یا شبہ اشتقاق ہو پس باعتبار ان چار اجزا مین واقع ہونے اور چار طرح پر ہونے الفاظ کے اس صنعت کی سولہ قسم ہوتی ہین یعنی جو لفظ عجز مین ہو وہی لفظ یا بعینہ صدر مین واقع ہو یا اسکی تجنیس ہو یا اس سے مشتق ہوا ہو یا مشابہ اشتقاق کے ہو یہ چار قسمین ہوئین اور اسی طرح سے بہر حال اس لفظ کا حشو اور عروض اور ابتدا مین واقع ہونے کا مثالین پہلی چار قسمون کی اس تفصیل سے ہین مثال پھیرنے عجز کی

بعینہ صدر اصطلاحی پر اسکو رد العجز علی الصدر مع التکرار کہتے ہین شعر ہو چکا اے حضرت ناصح بس اب کچھ فائدہ + دل و جگر تاوک مژگان خوبان ہو چکا + مثال پھیرنے عجز کی تجنیس کے ساتھ صدر پر اسکو رد العجز علے الصدر مع التجنیس کہتے ہین شعر درد دل کا ہی ہویدا فائدہ اخفا سے کیا + اب کیے دیتے ہین منہ پر اشک سرخ و رنگ زرد + یہان صاس لاحق ہے مثال پھیرنے عجز کی صدر پر اسطرح سے کہ دونون لفظ ایک مادہ سے مشتق ہون اسکو رد العجز علی الصدر مع الاشتقاق کہتے ہین شعر قرین صدق ہے ملنا تمھارا غیرون سے + رقیب رکھتے ہین گھر سے تمھارے گھر مقرون + مثال پھیرنے عجز کی صدر پر اسطرح سے کہ دونون لفظ مین مشابہ اشتقاق کے ہو اسکو رد العجز مع شبہ الاشتقاق کہنا چاہیے شعر دیار و ملک سے ہمکو کسی کے ہی کیا کام + ہم اور تیری گلی سر ہی اور تری دیوار + مثالین دوسری چار قسمون کی یعنی پھیرنا عجز کا حشو پر اس تفصیل سے ہی خواہ حشو مصرع کا یہ تعمیم واسطے اختصار کے ہی دالا چاہیے کہ آٹھ مثالین مذکور کیجاوین مثال تکرار شعر دل ودارہ پری رخون کا ہی + جو نصیحت کرے سو دیوانہ + مثال تجنیس کی شعر دلکو آہنگ مین تری گھر کے + ہی سر انا النغمہ و آہنگ + مثال اشتقاق کی شعر کچھ ہمیہ نہین لطف ترا ورنہ ہمیشہ + وہ کون ہی جس شخص پہ تیرا نہین الطاف + مثال شبہ اشتقاق کی شعر رقیبون کے سوا اسکو میسر ہمنشین ہوتا + نہین ملتا ہی قرنون سے ہمین تجھ تک قرین ہونا + یہ شعر مثال ہے رد العجز کی مصرع ثانی کے حشو مین مثالین پھیرنے عجز کی عروض پر اس تفصیل سے مثال تکرار کی یہ شعر سودا کا شعر ترا دل مجھسے نہین ملتا مرا دل رہ نہین سکتا + غرض ایسی مصیبت ہی کہ مین کچھ کہہ نہین سکتا + اور سب مطلع

ردیف رکھتے ہون وہ اسی صنعت کی مثال ہین مثال تجنیس کی شعر مری نظر دل مین صورت تری جیسی شیرین + کوہکن کی بھی نہین نظرون مین ویسی شیرین مثال اشتقاق کی + شعر مے کشی کرنا ہمیشہ ہی تری عشرت پہ دال + اور پینا خون دل میرا سدا غم پر دلیل + شعر مثال شبہ اشتقاق کی شعر ترے دل مین نہین ذرا سختی + یہ فقط دشمنون ہی کی تھی ساخت + مثال بھیر نی عجز کی ابتدا پر اس تفصیل سے مثال مکرر کی شعر کہا مین نے کہ مرے نالہ رسا سے ڈر + خدا سے ڈر ارے ظالم ذرا خدا سے ڈر + مثالین تجنیس کی شعر نہ پوچھیں ہم کو کبھی اور پوچھیں غیر دل کو + ولا ال ضیغ ہی خوبان کی سب ستم پہ دلیل + مثال اشتقاق کی شعر خود ہی میرا حال میرے حال برہم پر دلیل + وال آنسو خون دل پر خون دل غم پر دلیل + مثال شبہ اشتقاق کی + شعر نہین چھپتا ہی آنسو سے غم دل + قران کرتا ہی یہ غم کا قرینہ + اور شعرا نے بیت کی ہر مصرع مین بھی اس صنعت کی رعایت کی ہے ظاہرا ہر مصرع کے جزو اول اور جزو اخیر کو صدر اور عجز قرار دے لیا ہی اور اگر کہین کہ مصرع ثانی مین رد العجز علے الابتدا ہی اور مصرع اول مین رد العجز علے الصدر یہ صنعت علیحدہ ہو گی ہم کہتے ہین کہ اس صنعت کا علم بدیع کی کتابون مین کہین نام نہین بس بہتر قول اول ہی مثال اسکی یہ شعر شعر نقاب چہرہ سے ظالم اُٹھا نہ ڈال نقاب شتاب کر کہ ہی یان جان کو سفر مین شتاب + مصرع اول مین جزو اول اور اخیر نقاب اور دوسرے مین شتاب مکرر واقع ہوا ہی بطور اس صنعت کے صنعت لزوم ما لا یلزم یعنی لزوم ایسی چیز کا کہ وہ لازم نہین ہی یہ صنعت کئی طرح پر ہی ایک قسم یہ ہے کہ قافیہ مین حرف ردی یعنی حرف اخیر سے پہلے کسی حرف مین کی تکرار واجب کرین اور

حالی قافیہ اور حب روی کا قافیہ کی بحث مین مفصل آویگا اور یہ بھی معلوم ہوجاویگا
کہ روی سے پہلے کون سے حرف کی تکرار واجب ہے اور کونسے حرف کی نہین اس
مقام مین مثال اسکی لکھنی چاہیئے جیسے افسر اور ہمسر مین سین یا ساحل اور کاہل مین
الف یا عاقل اور ناعاقل مین قاف کو سارے قصیدے یا ساری غزل کے قافیہ مین
لازم کرلین اور اگر اسکا التزام نہ کرین تو قافیہ افسر کا در اور ساحل کا دل اور عاقل
کا جاہل کے ساتھ بھی کرنا درست ہے دوسری قسم یہ کہ کلام مین سے کسی حرف
معین کو ترک کرین بطریق التزام کے جیسے ان شعرون مین الف کو ترک کیا ہے
شعر مجھسے درد عشق سن کہنے لگے + یہ مرض وہ ہے نہین بچنے کے تم + حضرت دل
ہی غضب ہے رنج ہجر + فکر مین بھی ہو کہین بچنے کی تم + تیسری قسم یہ کہ کلام مین ذکر
کسی چیز معین کا واجب کرلین جیسے ذکر سر کا اس رباعی مین شعر سر لو جو مرے
سر کی تمنا ہے تمھین + یہ سر وہ ہے جس سر کی بھی پروا ہی تمھین + جون شمع کٹے سر
اپنا اور تم دیکھو + سر کا کٹنا مرا تماشا ہی تمھین + اسی قبیل سے ہی لازم پکڑنا ردیف
مین دو لفظون کا اس قصیدہ مین سودا کے شعر دیکھا جو دیر و کعبہ ہمسنگ رنگ
ڈھنگ + کچھ ایک یار کہین ہین ہمسنگ رنگ ڈھنگ + کر یار پرستش اگلی جو بابا
انھون کہے سچ + یار و دل کے ہین ہمسنگ رنگ ڈھنگ + اور ایک قصیدہ مین التزام
کیا ہے ذکر چار چیز کا + شعر یار و مہتاب و گل و شمع ہم چارون ایک ہین کتان
بلبل و پروانہ ہم چارون ایک + ہر مجھے ابر و ہوا شیشہ و جام اے ساقی + گریہ و
نالہ دل و دیدہ ہم چارون ایک + آہ کس کس سے بچے دل کہ ہوسکتے ہین تیرے
غمزہ و ناز و ادا عشوہ صنم چارون ایک + اسی صنعت کے قبیل سے ہے صنعت منقوطہ

اور غیر منقوطہ اور رقطا اور خیفا صنعت منقوطہ وہ ہو کہ بیت کے سب لفظ نقطہ اور
ہون جیسے اس شعر مین شعر حب نہ تب شب غضب بخش ہٹی + بخشش فیض جشن
تخت نشین + صنعت غیر منقوطہ کہ اُسکو صنعت مہملہ بھی کہتے ہین وہ ہے کہ بیت کے
سب لفظ بے نقطہ ہون جیسے اس شعر مین شعر ہو سرور اور کوہ مہ کا دل ع دُکھ ہو
اور درد ہو سوا اس دل سے + صنعت رقطا وہ ہو کہ ایک حرف نقطہ دار اور ایک بے
نقطہ ہو شعر دے صبا بوے رخ جانان کی + رہے کب تک مری سوزش جان کی
صنعت خیفا وہ ہو کہ سارا ایک کلمہ منقوطہ اور ایک سارا کلمہ غیر منقوطہ ہو شعر
شب کو جشن سرور تخت رہا + کار فیض مدار تخت رہا + اور لزوم مالا یلزم کے
قبیل سے ہی مقطع اور موصل صنعت مقطع وہ ہے کہ سارے حرف لکھنے مین علیحدہ
ہو دین اور صنعت موصل وہ ہے کہ سارے حرف لکھنے مین ملے ہوئے ہون جیسے
یہ شعر فیض کا کہ مصرع اول مثال ہو صنعت مقطع کی اور دوسرا مثال ہے موصل
کی شعر درد و داغ و رخ زرد اور وہ دل + فیض مٹی مین گئے ہین سب مل + صنعت
سجع سجع لغت مین کبوتر اور قمری کی آواز کو کہتے ہین اور علم بدیع کی اصطلاح مین
دو چیز پر اطلاق کرتے ہین ایک پہلے فقرے کے آخر کا کلمہ کہ دوسرے فقرہ کی آخر کے
کلمہ سے موافق ہو حرف اخیر مین اور دوسری ان دو فقرون مین دونون اخیر کے
کلمون کا حرف اخیر مین موافق ہونا یعنی معنی مصدری سکاکی ذکر کیا ہے کہ سجع نثر مین
ایسا ہی جیسا قافیہ نظم مین یعنی جیسا قافیہ حرف اخیر مین موافق ہوتا ہے اسیطرح
لفظ اخیر فقرہ کا اپنے حرف اخیر مین موافق ہوتا ہی یہان سے معلوم ہوتا ہو کہ سجع
مختص نثر کے ساتھ ہے لیکن بعضون نے کہا ہو کہ سجع نثر کے ساتھ مختص نہین ہے

بلکہ نظم مین بھی جاری ہوتا ہے بہرکیف سجع کی تین قسمین ہین اول مطرف اور یہ اس
طرح پر ہے کہ فقرہ یا شعر کے کلمات اخیرہ وزن مختلف رکھتے ہون مثلاً نثر مین کہین
کہ قاصد تمھارا خط لایا اور تمھارا پیغام سنایا لایا اور سنایا کی وزن اختلاف ہی یا کہین حسن
اوسکا عجیب کمال رکھتا ہی کہ خط اسکا مضامین محبت پر اشتمال رکھتا ہی اشتمال اور کمال کا
وزن مختلف ہی اور نظم مین اسطرح میر کا شعر شعر جسکے پا کو برگ گل ہو خار حیف ہو وے
خار سے وہ فگار + دوسری ترصیع کہ پہلے فقرے یا پہلے مصرع مین جو جو الفاظ واقع ہوئے
ہون دوسرے فقرے یا مصرع کے سارے الفاظ یا بیشتر کے ساتھ ہموزن اور حرف
اخیر مین متفق ہون مثلاً کمال محبت کا اسکے حال سے ظاہر ہی اور جمال صورت کا اسکے
قال سے باہر ہی شعر گل و بلبل اور بوستان عجیب + گل و قلقل اور دوستان غریب +
تیسری متوازی اور یہ اسطرح پر ہے کہ فقرہ اول یا مصرع اول کے سارے لفظ دوسرے
فقرے یا مصرع کے سارے لفظا یا اکثر لفظون کے موافق نہون بلکہ مختلف ہون
اور یہ اختلاف خواہ باعتبار وزن اور حرف اخیر کی موافقت کے ہو مثلاً دوست کے
دل کا حال معلوم اور دشمن کی زبان کا سخن مفہوم دوست دشمن کے اور دل زبان کے
اور حال سخن کے مقابل ہے لیکن وزن اور حرف اخیر مختلف ہے خواہ فقط باعتبار
وزن کے ہو مثلاً نیاز عاشق کا مطلوب جانتا ہی اور ناز معشوق کا طالب پہچانتا ہے
نیاز ناز کے اور عاشق معشوق اور مطلوب طالب کے اور جانتا پہچانتا کے مقابل
ہے اور یہ الفاظ وزن مین مختلف اور حرف اخیر مین متفق ہین خواہ باعتبار
حرف اخیر کے مثلاً عالم کو سب دنیا مین اقبال ہے اور جاہل کو ہر حال مین
اشکال ہے معلوم کیا چاہیے کہ سجع کی تین قسمین اور ہین سوا ان اقسام کے

کہ وہ نظم کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہین قسم اول یہ ہو کہ ہر مصرع مسجع ہو اور سجع اول
مصرع کے دوسرے مصرع کے سجعون سے مخالف ہون اس قسم کو تشطیر کہتے ہین
اسواسطے کہ تشطیر مشتق ہے شطر سے اور وہ شین منقوطہ سے بمعنی حصے کے ہو اور چونکہ بیت
کا ہر مصرع جدا جدا مسجع ہوتا ہے گویا کہ بیت حصہ کی گئی ہو مثال اسکی یہ شعر ہو شعر سینہ ہے
داغ عشق سے اپنا شگفتہ باغ + اور دل ہو رنج ہجر سے موغم کا ایک گنج + اول
حصہ مین ہو عین اور دوسرا جیم پر قسم دوسری یہ کہ مصرع اول کا پہلا جزو کہ اسکو
صدر کہتے ہین مصرع ثانی کے جزو آخر کے ساتھ کہ اسکو ضرب کہتے ہین حرف آخر مین
موافق ہو اس قسم کو تصریع کہتے ہین پہلے صاد اور بعد صاد کے رے مثلاً شعر دل
اس مجور کا عشق بتان مین + سدا رہتا ہو درد و غم کی منزل شعر دل اول
اور منزل ہو قسم تیسری یہ کہ قصیدے یا غزل مین تین تین سجع ایک طرح کی لاکر چوتھا
قافیہ اصل قصیدہ یا غزل کا ہو جیسے اس شعر مین شعر کیسا ہی مین فرزانہ ہون
پر عشق مین دیوانہ ہون + تو شمع مین پروانہ ہون اے رشک خوبان جہان + اصل
مین لفظ خوبان کا مطابق قافیہ غزل کے ہو یعنی گلستان اور مگان اور نشان وغیرہا
اور لفظ جہان کا ردیف ہو اس بیان سے معلوم ہوا کہ سجع کی چھ قسمین ہین لیکن پہلی
تین قسمین نثر اور نظم مین مشترک اور تین قسمین اخیر کی مختص نظم کے ساتھ صنعت موازنہ
وہ ہو کہ دونون فقرہ یا دونون مصرع کے الفاظ اخیر کے باعتبار وزن کے موافق
اور باعتبار حرف اخیر کے مختلف ہون مثلاً دل معاد سے غافل ہے اور جان
ذکر سے فارغ چشم ساغر ہو اشک خون ہو شراب + جان آتش ہے سوز آہ شرار اگر
فقرہ اول یا مصرع اول کے ساری الفاظ یا اکثر دوسرے فقرہ یا مصرع کے ساری الفاظ

یا اکثر کے وزن مین مانند ہون اُسکو مماثلت کہتے ہین پس جو نوع موازنہ مین ایسی ہے جیسے سجع مین ترصیع بہرکیف مثال اسکی یہ ہو فقرہ جمال عاشق کا تنگ ہے اور کار حاسد کا بلند ہے شعر یار مہرو بن نہ کر سیر بہار ✦ شوخ گلرخ بن نہ پی جام شراب ✦ معلوم کیا چاہیئے کہ جن لوگون نے یہ گمان کیا ہو کہ موازنہ مین سے مماثلت مختص شعر کے ساتھ ہو یہ غلط ہو اور جن لوگون نے یہ توہم کیا ہو کہ وہ مختص نثر کے ساتھ ہو یہ بھی محض بیجا ہو کسواسطے کہ وہ نثر اور نظم دونون مین جاری ہوتی ہو جیسے نثر اور نظم کی مثال ہے واضح ہوگیا اور توہم نثر سے خصوصیت رکھنے کا اس سبب سے ہے کہ عربی کی کتابون مین اس صنعت کی تعریف مین لکھا ہو کہ وہ مساوی ہونا دونون فاصلون کا ہو وزن مین اور فاصلہ نثر کے الفاظ اخیرہ ہی کو کہتے ہین اور یہ نجانا کہ ذکر فاصلہ کا بطریق احتراز کے نہین ہے تاکہ اُس سے نظم خارج ہوجاوے بلکہ بطریق مثال کے ایک کا ذکر کردیا ہو اور بنابر اختصار کے مصرع کا ذکر چھوڑ دیا ہو اور چونکہ یہ صنعت نظم مین بھی جاری ہوتی ہو شرح کرنے والون نے فاصلہ کے آگے لفظ مصرع کا بھی لاحق کردیا ہو بیان سے معلوم ہوا کہ حدائق البلاغت کی مصنف نے جو یہ کہا ہو کہ صنعت نظم مین نہین آتی کیونکہ نظم کے آخر مین قافیہ واجب ہے ازروے سہو کے ہو اور یہ نہ خیال کیا کہ آخر مین نظم کے قافیہ کا ہونا اس صنعت کے نظم مین جاری ہونے کے منافی نہین جیسے اُس شعر سے کہ اس صنعت کی مثال مین مذکور ہوا واضح ہو جب یہ معلوم ہوا سمجھنا چاہیئے کہ اس صنعت کی تعریف مین اگر الفاظ اخیرہ کے فقط وزن مین موافق ہونے سے یہ مراد ہو کہ موازنہ مین الفاظ اخیر کا حرف اخیر مین مخالف ہونا واجب ہو پس اس صورت مین سجع اور موازنہ مین

تباین ہوا یعنی نہ صنعت سجع کی موازنہ پر صادق آویگی اور نہ صنعت موازنہ کے
سجع پر کیونکہ اسلیے کہ سجع مین حرف اخیر کی موافقت واجب ہے اور یہان مخالف اور
اگر یہ مراد ہی کہ موازنہ مین وزن کی موافقت شرط ہی اور حرف اخیر کی موافقت شرط
نہین یعنی ہو نہ ہو اس صورت مین ایک جالے مین سجع اور موازنہ دونون صادق
آجاینگے جیسے وصال دوست کا محض خیال ہے اور رحم کرنا رقیب کا محال ہی شرط
سجع کی ہی اور موافقت وزن کی اور یہ شرط موازنہ اخیر کی اور یہ شرط سجع کی
ہی اور موافقت وزن کی اور یہ شرط موازنہ کی مثال ایک جاے موازنہ پایا
جاویگا بدون سجع کے جیسے موازنہ کی مثال مین مذکور ہوا اول معاد سے غافل ہے
اور جان ذکر سے فارغ اور ایک جاے مین سجع پایا جاویگا بدون موازنہ کے
جیسے دل مین رقیب کی طرف سے خار ہے اور سینہ دوست کے جور سے افگار ہی خار
اور افگار بطور سجع کے ہین نہ بطور موازنہ کے اور حدائق البلاغت کے مصنف سے
تعجب ہے کہ موازنہ کی تعریف مین آپ ہی لکھا جاتا ہے کہ موازنہ وہ ہی کہ دو فقرون کے
الفاظ اخیرہ وزن مین متحد ہون اور حرف اخیر مین مختلف اور پھر اسکو ایک قسم
سجع کی قرار دی ہی حالانکہ سجع مین شرط یہ ہی کہ حرف اخیر مین موافقت ہو نہ مخالفت
واللہ اعلم بالصواب صنعت ذوقافیتین ایسے شعر کو کہتے ہین کہ اسمین دو قافیہ ہون
جیسے اس شعر مین شعر صبا اڑا کے نہ لیجا مرا غبار کہین + کہ تجھسے چھوٹنے کی آستان
یار نہین + اور کسی مین تین تین قافیے بھی ہوتے ہین شعر آجلد کہ اب عاشق بیجان
مین نہین تاب + اور نام کو باقی نہین مژگان مین کہین آب + اور کبھی دو
قافیون کے بیچ مین ردیف بھی لاتے ہین اور قافیہ کے بیچ مین آتی ہے جیسے

اس شعر مین شعر اشک خونین سے جہان ہم روتے + جا بجا لالہ ستان ہم بوتے۔
ہم کا لفظ ازدیف ہی کہ درمیان دونون قافیون کے ہی یعنی جہان اور روتے اور
لالہ ستان اور بوتے کے صنعت متلون اس شعر کو کہتے ہین کہ کئی بحر مین پڑھا
جاوے جیسے یہ شعر شعر دیکھکر اُس چہرۂ مہوش کا حُسن + آپ مین آتے نہین
پیروان چین ہم + یہ شعر دو بحر مین پڑھا جاتا ہی اول بحر سریع مفتعلن مفتعلن فاعلان
اور دوسری رمل فاعلاتن فاعلاتن فاعلات + مگر اتنا ہی کہ مصرعہ ثانی مین دونون
کا جزو اخیر فاعلن ہے اور مصرعہ اول مین سریع کا جزو اخیر فاعلان اور رمل کا
فاعلات اور حال مفصل اسکا عروض کے فن مین معلوم ہوجاویگا۔ صنعت تلمیح یہ
اسطلاح مین ہے کہ کلام مشعر ہو کسی واقعہ مشہور پر یا ایسی چیز پر اشارہ کیا
جاوے کہ کتب مستعملہ مین مذکور ہو جیسے شعر سودا کا شعر دکھلائیے جاکر تجھے
مصر کا بازار + پر وان کوئی خواہان نہین اس جنس گران کا اس شعر مین
اشارہ ہے طرف قصہ حضرت یوسف کی کہ وہ مشہور ہی اور یہ شعر فقیر محمد خان گویا کا
شعر منہ دکھاتا تو کہان باتین تھین اسکی مجھ تک + لن ترانی کی بھی آئی نہ صدا
میرے بعد + اس شعر مین حضرت موسی کے قصہ کیطرف اشارہ ہی حق یہ ہے کہ
جو لوگ کہ چاشنی الفاظ اور مذاق شعر سے بہرہ رکھتے ہین اُنکے نزدیک یہ
شعر جواب نہین رکھتا اور جیسے یہ شعر شعر خزان مین اسلیے لوٹی ہے خاک پر غنچہ + کہ
یہ علاج ہے اسکا جسے ہو استسقا + اس شعر مین اشارہ ہے طرف مسئلہ طب کے
صنعت سیاقۃ الاعداد اصطلاح مین یہ ہے کہ کلام مین اعداد مذکور کرین خواہ ترتیب
سے ہو خواہ بغیر ترتیب کے جیسے یہ شعر سودا کا شعر چہرۂ مہروش ہے ایک سنبل

مشکفام وہ + حسن تبان کے دو رہین ہی سحر ایک شام وہ + مصرع شیخ ابراہیم ذوق
کا مصرع دو تین ٹکڑے مرکے ہوئے سل کے چار پانچ + اور بعضے شعرا نے عدد
ایک سے دس تک ذکر کیے ہین علی الترتیب اور بعضون نے دس سے ایک تک عکس
ترتیب یہ دونون لطف سے خالی نہین اسی قبیل سے ہے شعر انشاء اللہ خان کا شعر
ایک دو تین چار پانچ چھ سات + آٹھ نو دس ہوئے بس انتالیس + صنعت
تنسیق الصفات یہ اسطرح پر ہے کہ ایک موصوف کے کئی اوصاف پے درپے
مذکور کرین شعر تیری شمشیر سر خصم پہ ہے میدان مین + صاعقہ برق بلا قہر
خداوند تعال + صنعت توشیح وہ ہے کہ اگر چند شعر ہر مصرع یا ہر بیت کے حرف
اول کو جمع کرین اُس سے کوئی عبارت یا نام حاصل ہو جاوے اور کبھی
عبارت مین ابیات کے بیچ یا آخر کے حرفون سے بھی حاصل کرتے ہین بہرکیف
مثال اسکی یہ دو شعر ہین شعر درد و غم داغ ہجر رنج فراق + وقت دل بلا ہے
حوصلہ دل کا + سخت ترچھی ہے اب کرون کس سے + تجھ سوا ہجر مین گلہ دل کا + ہر مصرع کے
حرف اول جمع کرنے سے لفظ دوست کا حاصل ہوتا ہے علم بدیع کا تمام ہوا +

حدیقہ تیسرا علم عروض مین

معلوم کیا چاہیئے کہ شعر اصطلاح مین ایسے کلام کو کہتے ہین کہ اوزان مقرری
مین سے کسی وزن پر ہو اور قافیہ رکھتا ہو اور کہنے والے نے اسکی موزونی کا قصد کیا
ہو اول کلام کے معنی بیان کیے جاتے ہین اُسکے تعریف کی قیدون کا فائدہ بیان
کیا جاویگا سُنا چاہیئے کہ کلام اُسے کہتے ہین کہ دو کلمے سے مرکب ہو مع اسناد کے
یعنی ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ سے ایسی نسبت ہو کہ کہنے والا اگر کہکر خاموش ہو رہے

تو سننے والے کو فائدہ کامل حاصل ہو جاوے اور پھر انتظار باقی نہ رہے مثلاً کوئی
کہے کہ زید آیا ہے پس سننے والا اس سے مطلب بالکل سمجھ لیگا اور کلام کے
تمام کرنے کا منتظر نہ رہیگا جب یہ معلوم ہو گیا اب سنتا چاہیے کہ کلام کی قید سے
ایک کلمہ خارج ہو گیا اگرچہ ارکان بحر رمل سے کسی رکن کے وزن پر ہو مثلاً طولی
فعلن کے وزن پر ہے لیکن چونکہ شعر کے واسطے کلام شرط ہے اور یہ ایک کلمہ ہے اسواسطے
یہ شعر نہیں ہے اور سخن بے معنی بھی خارج ہو گیا اسواسطے کہ سخن بے معنی سے سننے والے کو
کچھ فائدہ نہیں حاصل ہوتا لیکن یہ امر باقی رہ گیا کہ بعضا ایسا سخن موزون اور
مقفی ہوتا ہے کہ اسمین نسبت مذکورہ نہین ہوتی جیسے یہ شعر داغ ہجران سے ماہرو یونکے
آتش غم سے تند خو یونکے ۔ یہ سخن جب تمام ہوتا ہے کہ اتنا سخن اسکے ساتھ اور شامل کیا
جاوے مثلاً ہم جان طلب ہین پس کلام کی شرط سے چاہیے کہ اسکو شعر نہ کہین اور حال
یہ ہے کہ اسکو بھی شعر کہتے ہین اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ کلام سے کلام اصطلاحی یعنے وہ
جو پہلے بیان کیا گیا مراد نہ رکھنی چاہیے بلکہ کلام لغوی مراد رکھنی چاہیے یعنی سخن
اور سخن تمام کہ نسبت مذکورہ اسمین پائی جاوے یا نہین لیکن اس صورت مین
ایک کلمہ بھی تعریف مین داخل ہو جاتا ہے پس بہتر یہ ہے کہ کہا جاوے کہ یہ نہیں
ہو سکتا ہے کہ کہنے والا فقط اتنے سخن پر کفایت کرے کسواسطے کہ اس سے کچھ فائدہ
حاصل نہین ہوتا پس ضرور ہے کہ اسکے آگے بھی کچھ اور کہیگا اور جب آگے اسکے
کچھ اور کہا تو وہ سخن اور یہ سخن شامل ہو کر شعر ہو گیا یہ سخن پہلا لیکن فقط اسی سخن کو
کہنا باعتبار مجاز کے ہے جیسے الفاظ موزون مقفی بے معنی کو بھی باعتبار مجاز کے شعر
کہتے ہین چنانچہ مشہور ہے کہ کسی شاعر نے مولوی نظامی کے خمسہ کے جواب مین

بموجب فرمایش کسی بادشاہ کے ایک خمسہ بمعنی کہا تھا اور قطع نظر اسکے جب شعر کے معنی
کچھ نہین ہو سکتے تو کہا کرتے ہین کہ یہ شعر بمعنی ہر ئیس بمعنی پر بھی شعر کا اطلاق کرتے ہین
اور قید موزون ہونے کی اسواسطے ہے کہ جو کلام اوزان مقررہ مین سے کسی
وزن پر نہوگا وہ نثر ہے شعر نہین ہے اور قافیہ کی قید اسواسطے ہے کہ بغیر قافیہ کے
بھی موافق اصطلاح کے شعر نہین ہے اور قید قصد کی اسواسطے ہے کہ اگر کسی سے
بغیر اس بات کے کہ وہ ارادہ موزونی کا کرے کلام موزون سرزد ہو جاوے
تو اسکو شعر نہین کہنے کے چنانچہ بعضی آیتین کلام اللہ کی اور بعضی حدیثین موزون
ہین علی الخصوص بسم اللہ بحر سریع مین ہے لیکن شعر نہین ہے بلکہ شعر کا اطلاق کرنا اُنپر
منع ہے معلوم کیا چاہیے کہ اس مقام مین کئی امر اور باقی ہین اُنمین سے ایک امر
یہ ہر کہ کلام کی قید سے یہ معلوم ہوا کہ ایک مصرع پر بھی اطلاق شعر کا بموجب اصطلاح
کے درست ہے لیکن مصرع کو کوئی شعر نہین کہتا بلکہ شعر دو مصرع کا نام ہے
یہین دو احتمال ہین ایک یہ کہ ازبس کہ عادت شعر کی اکثر بیت کہنے پر جاری
ہے اور ایک مصرع تنہا کم کہتے ہین باعتبار مجاز کے بیت ہی کو شعر کہنے لگے ہین اور
دوسرا یہ کہ شاید اصطلاح علیحدہ ہو یعنی باعتبار ایک اصطلاح کے مصرع اور بیت
شعر ہین اور باعتبار دوسری اصطلاح کے دو فقرہ موزون کا نام شعر ہے اور ایک کا
نام مصرع دوسرا امر یہ ہے کہ ہم لوگ کہ سراسر نقصان اور غفلت سے لبالب اور
مالا مال ہین ہر چند بسا اوقات مشاہدہ کرتے ہین کہ ہرگز موزون کرنے کی طرف متوجہ
نہین ہوے اور وزن کا ہرگز خیال نہین ہے قصد کلام موزون سرزد ہو گیا بلکہ
ایسا ہوتا ہر کہ بجبر د سرزد ہونے کے کچھ خیال نہین ہوا کہ یہ موزون ہوا اور بعد تین روز کے

جب اُسمین تامل واقع ہوا تو معلوم ہوا کہ خودبخود یہ کلام موزون سرزد ہو گیا ہے لیکن یہ امر حق تعالی کی طرف نسبت نہین کر سکتے کہ آیات کا موزون ہونا اُس جناب مقدس سے بے ارادہ ہوا اور اُسکے موزون ہونے پر اُسکو اطلاع نہو عیاذاً باللہ اس صورت مین لازم آیا کہ وہ آیتین موزونی کے ساتھ متکلم کے قصد سے حاصل ہوئی ہین پس اُسپر شعر کی تعریف صادق آئی اور حالانکہ شعر نہین ہے پس بہتر یہ ہے کہ قصد کو موزونی کے ساتھ متعلق نہ کیا چاہیئے بلکہ شعر کے ساتھ متعلق کرنا چاہیئے یعنے اگر کہنے والا شعر کے ارادے سے موزون کرے تو شعر ورنہ نثر ہے اس صورت مین آیتون پر سے اطلاق شعر کا اُٹھ گیا کسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی نے آیتون کو شعر کے ارادہ پر نہین فرمایا اور یا چونکہ شعر مین اغلب مبالغہ اور کذب ہوتا ہے اور کلام الٰہی اور حدیث شریف ان امور کے شائبہ سے پاک ہے اس سبب سے ازروے ادب کے اُنپر اطلاق شعر کا منع ہے گو کہ تعریف شعر کی اُنپر صادق آتی ہو اور باعتبار اصطلاح کے شعر ہے اور اُسمین کچھ قباحت نہین کسواسطے کہ مبالغہ اور کذب کو نفس شعر کے متحقق ہونے مین کچھ دخل نہین کیونکہ اگر کوئی کلام موزون مقفی ایسے اور اُسمین کچھ مبالغہ نہ بلکہ سب باتین راست اور سچ ہون وہ شعر ہے اور مبالغہ اور کذب کا شعر مین استعمال کرنا بسبب اسکے ہے کہ طبائع کو ایسی چیزون کی طرف رغبت بہت ہوتی ہے اور تیسرا امر یہ ہے کہ بعضون نے قافیہ کو شعر کی تعریف مین داخل نہین کیا اور کہا ہے کہ قافیہ نفس شعر کے متحقق ہونے کے واسطے نہین ہے بلکہ ایک امر عارض کے واسطے ہے اور وہ یہ ہے کہ قافیہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ شعر مطلع ہے یا نہین اگر دونون مصرع مین قافیہ ہے تو معلوم ہوا کہ وہ شعر مطلع ہے اور اگر

ایک مصرع مین قافیہ ہے پس معلوم ہوا کہ سوا مطلع کے غزل یا قصیدے کے باقی
اشعار مین سے کوئی شعر ہے اور سکاکی نے مفتاح العلوم مین اس قول کو غلط دیا
ہے معلوم کیا چاہیے کہ شعر لغت مین بمعنی جاننے کے ہے اور اصطلاح مین کلام
موزون مقفی کو کہ اُسکی تعریف بیان کی گئی اسی واسطے کہتے ہین کہ وہ جانا جاتا ہے
پس مصدر بمعنی مفعول کے ہے یعنی جانا گیا اور شعر کو بیت بھی کہتے ہین اور بیت بمعنے
گھر کے ہے اور گھر کے دروازے کے دو کواڑ ہوتے ہین اسی طرح سے بیت کے دو مصرع
ہوتے ہین غالباً اور مصرع بمعنی کواڑ کے ہے اور شاید اسواسطے بیت نام رکھا ہے کہ
گھر صحرانشینان عرب کا اکثر کمل کا ہوتا ہے بطور ربال کے اور وہ گھر مرکب ہوتا ہے
رسی اور میخ اور ستون سے اور بیت بھی مرکب ہے سبب اور وتد اور فاصلہ سے اور لغت
مین سبب رسی کو کہتے ہین اور وتد میخ کو اور فاصلہ ستون کو اور ان اجزا کا حال آگے
معلوم ہو جائیگا اور اُسکی وجوہات کتابون مین اور بھی لکھی ہین لیکن یہان اُنکا لکھنا بجز
طول کلام اور فائدہ نہ دیگا اب معلوم کیا چاہیے کہ بیت کے پہلے مصرع کے جزو
اول کو صدر کہتے ہین کسواسطے کہ صدر بمعنے اول اور بلندی کے ہے اور یہ کلمہ
بھی سب اجزا سے اول ہوتا ہے اور اُسی مصرع کے اخیر جزو کو عروض کہتے ہین کیونکہ عروض
بمعنی طرف کی ہے اور یہ جزو بھی گوشہ اور طرف ہے مصرع کا اور دوسرے مصرع کے پہلے جزو کو
مطلع اور ابتدا کہتے ہین اور اُسکی وجہ ظاہر ہے اور اسی مصرع کے اخیر جزو کو ضرب
اور عجز کہتے ہین ضرب بمعنے قسم کے ہے اور قسم کسی شے کی اُسکا ٹکڑا اور پارہ ہوتا ہے
اور یہ جزو بھی ٹکڑا ہے مصرع کا اور عجز عین بے نقطہ مفتوح اور جیم مکسور یا
مضموم اور زا معجمہ سے بمعنی سرین کے ہے اور وجہ تسمیہ اس لفظ کی ترجمہ سے

ظاہر ہے اور جو چار دن اجزا کے درمیان ہین ہین انکو حشو کہتے ہین اور حشو اُس
روئی کو کہتے ہین کہ تکیہ وغیرہ مین بھری جاوے اور یہ الفاظ بھی درمیان
اجزا کے ہین اور بعضے کہتے ہین معنی ستون خیمہ کے ہے تسطیع سے خیمہ کی بنا اور
عمارت ستون پر ہوتی ہے مصرع کی بنا اس رکن پر ہوتی ہے اور ضرب معنی مانند
اور مثل کے ہے چونکہ جزو اخیر دوسرے مصرع کا اخیر مین واقع ہونے کے اندر یا
باعتبار موافقت قافیہ کے عروض کے مانند ہے اسواسطے اسکا نام ضرب رکھا ہے اور
بعضی کتابون مین علم عروض کی وجہ تسمیہ مین لکھا ہے کہ مصرع اول کے جزو اخیر کا عروض
کے فن مین بہت ذکر آتا ہے اسواسطے اس علم کا نام عروض ہی رکھا ہے ہم کہتے ہین
کہ شاید معاملہ بالعکس ہو یعنی اصل مین عروض نام علم کا ہے اور عروضی وہ شخص ہے
کہ عروض سے بہت بحث کرے چونکہ عروضی اس جزو سے بھی بہت بحث کرتے ہین
اسی واسطے اس جزو کا نام بھی عروض رکھا باعتبار کثرت بحث اور کثیر الوقوع
ہونے کے گویا یہی جزو عروض ہے واللہ اعلم بالصواب معلوم کیا چاہیئے کہ شعر کے
وزن مین کبھی غلطی واقع ہو جاتی ہے اسواسطے عقلا نے چند قاعدے مقرر کیے ہین کہ
اُس سے شعر کا موزون اور ناموزون ہونا معلوم ہو جاوے اُنکا نام عروض ہے
اور اس علم کو خلیل ابن احمد بصری نے اول استخراج کیا ہے اور بعد اسکے اوروں نے
بھی بعض بحور اُسی کے قیاس پر استخراج کر لیے ہین چنانچہ اسکا حال معلوم
ہو جائیگا اور چونکہ عروض نام مکہ معظمہ کا ہے اور یہ علم جب مستخرج ہوا تھا
خلیل ابن احمد اُس زمانہ مین مکہ معظمہ مین تھا اس علم کو تیمناً مکہ کے نام کے
ساتھ موسوم کر دیا اور اس تسمیہ کی وجہین کتابون مین اور بھی لکھی ہین

لکھنا اُنکا تطویل کلام موجب ہے بہرکیف ان مطالب کو ہم پانچ فصل مین مذکور
کرتے ہین اور ہر فصل کا نام خیابان ہے حدیقہ کی مناسبت سے

خیابان پہلا بحور اور دوائر کے بیان مین

پوشیدہ نرہے کہ بیت جس وزن پر ہوتی ہے اُس وزن کو بحر کہتے ہین کیونکہ بحر بمعنی دریا کے ہے اور چونکہ دریا سے نہرین بہت نکلتی ہین بحر سے بھی زحافون کے واقع ہونے سے بہت شعبہ حاصل ہوتے ہین چنانچہ حال زحاف کا اور بحرکے شعبون کا آگے مفصل آویگا اور بحر جن لفظون سے مرکب ہوتا ہے ان لفظون کو اُصول اور ارکان اور افاعیل اور تفاعیل اور مفاعیل اور افعال اور مثل اور امثال اور اجزا اور موازین اور اوزان عروض کہتے ہین اور ارکان دس ہین دو اُنمین سے پانچ حرف کے اور آٹھ سات حرف کے پانچ یہ ہین فعولن اور فاعلن اور سات حرف کے یہ مفاعیلن - فاعلاتن مستفعلن - مفاعلتن متفاعلن - مفعولات تے کے پیش سے بغیر تنوین کے اور فاع لاتن مستفع لن یعنی عین ان دونون رکنون کے لاتن اور لن سے منفصل یعنی جدا ہے اور پہلی فاعلاتن اور مستفعلن کے متصل ہے اور وجہ متصل ہونے کی آگے معلوم ہو جاویگی پس ان چارون رکنون مین فرق اعتباری ہے اور ترکیب ارکان کی تین چیزون مین منحصر ہے سبب اور وتد اور فاصلہ سبب دو حرفی کلمہ کو کہتے ہین پس اگر پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہو اُسکو سبب خفیف کہتے ہین جیسے کر اور بر کہ کاف اور بے متحرک ہے اور رے ساکن اور اگر دونون متحرک ہون اُسکو سبب ثقیل کہتے ہین جیسے طلبی کی پہلے دو حرف وتد سہ حرفی کلمہ کو کہتے ہین پس اگر دو حرف متحرک اور تیسرا حرف ساکن ہوا

اُسکو وتد مفروق کہتے ہین بسبب نزدیک ہونے حروف متحرک کے اور وتد مجموع بھی
کہتے ہین بسبب اکھٹے ہونے دو حرف متحرک کے مثلاً اگر اور سفر اور اگر دو حرف اول
اور اخیر کے متحرک ہون اور بیچ کا حرف ساکن اُسکو وتد مفروق کہتے ہین اس سبب سے
کہ حرف ساکن نے دونون متحرک مین فرق کر دیا ہی اسکی مثال مین تین حرف پہلے
اَہرمن اور برہمن کے فاصلہ چار حرف یا پانچ حرف کے کلمہ کو کہتے ہین اگر تین حرف
متحرک اور چوتھا ساکن ہو اُسکو فاصلہ صغریٰ کہتے ہین جیسے جلبی سار الفظ کہ تین حرف
متحرک ہین اور چوتھا حرف ساکن ہی اور اگر چار حرف متحرک ہون اور پانچوان ساکن
اُسکو فاصلہ کبریٰ کہتے ہین جیسے سمکتن صغریٰ بمعنی چھوٹے کے اور کبریٰ بمعنی بڑے کے ہے
چونکہ چار حرف کا لفظ پانچ حرف کے لفظ سے چھوٹا تھا اسواسطے اول کا نام صغریٰ
رکھا اور دوسرے کا کبریٰ اور بعضی چار حرفی کو فاصلہ صاد بے نقطہ کو کہتے ہین اور وتد ہی
اور فاصلہ کوئی علیحدہ جزو نہین کسواسطے کہ چار حرف کا لفظ سبب ثقیل اور سبب خفیف سے
مرکب ہے اور پانچ حرف کا لفظ سبب ثقیل اور وتد مفروق سے اور حق یہی معلوم ہوتا ہی لیکن
جمہور نے اس جزو ثالث کا بھی اعتبار کیا ہی بہرکیف جب یہ معلوم ہو چکا اب ارکان کے
ان اجزا سے مرکب ہونے کی حقیقت بیان کیجاتی ہی پوشیدہ نہ رہے کہ فعولن مین اول
وتد مجموع ہی اور بعد اُسکے سبب خفیف اور فاعلن مین اسکا عکس اور مفاعیلن مین
پہلے وتد مجموع ہی اور بعد اُسکے دو سبب خفیف اور مستفعلن متصل مین دو سبب پہلے
اور بعد اُسکے وتد مجموع اور فاعلاتن مین اول سبب خفیف ہی اور بعد اُسکے وتد مجموع
اور بعد اُسکے سبب خفیف دوسرا یعنی دو سبب خفیف کے بیچ مین ایک وتد مجموع ہے
اور مفاعلتن مین اول وتد مجموع ہی اور بعد اُسکے فاصلہ صغریٰ اور جو لوگ فاصلہ کے

قائل نہین ہین اُنکے نزدیک بعد وتد مجموع کے ایک سبب ثقیل اور دوسرا سبب خفیف ہے اور متفاعلن مین اسکا عکس ہے یعنی فاصلہ یا دو سبب ثقیل اور خفیف اول مین اور وتد مجموع آخر مین اور مفعولات مین دو سبب خفیف اول اور وتد مفروق بعد اُنکے اور فاع لاتن منفصل مین وتد مفروق پہلے اور دو سبب بعد اُسکے اور یہ مفعولات کا عکس ہے اور مستفع لن منفصل مین ایک سبب خفیف اول اور دوسرا اخیر مین اور وتد مفروق بیچ مین ہر معلوم کیا چاہیے کہ خلیل ابن احمد اس فن کا اُستاد اور جمع کرنے والا ہے اُسنے کلام عرب مین تجسس اور تلاش کرکے معلوم کیا کہ اشعار عرب پندرہ بحر مین موزون ہوتے ہین اور وہ یہ ہین طویل مدید بسیط کامل وافر ہزج رجز رمل منسرح مضارع سریع خفیف مجتث مقتضب تقارب اور بعد اُسکے ابوالحسن اخفش نے سولھوین اور ایجاد کی اور اُسکا نام متدارک رکھا اُنمین سے بحر طویل اور بحر مدید اور بحر بسیط اور بحر وافر اور بحر کامل عربی شعرون کے ساتھہ مختص ہین یعنی اہل عجم اُنمین شعر نہین کہتے بجز عرب کے اسواسطے کہ وہ وزن نامطبوع اور نامرغوب ہین اور باقی بحر عجم اور عرب کے اشعار مین مشترک ہین اور تین بحرین خلیل ابن احمد کے بعد نکالی گئی اور وہ یہ ہین جدید قریب مشاکل یہ تینون عجم کے اشعار کے ساتھہ خصوصیت رکھتی ہین اور عرب اُنمین شعر نہین کہتے بہرکیف یہ سب اُنیس بحر ہوئین اور معلوم چاہیے کہ اُن بحرون مین سے بعضی ایک رکن کی تکرار سے حاصل ہوئی ہین اور بعضی دو رکن کی ترکیب سے جو بحرین کہ ایک رکن کی تکرار سے حاصل ہوئی ہین یہ ہین ہزج رجز رمل کامل وافر متقارب متدارک۔ اور جو دو رکن کی ترکیب سے حاصل ہوئی ہین یہ ہین

طویل - مدید - بسیط - سریع - خفیف - مجتث - منسرح - مضارع - مقتضب - اصل
بحر ہزج کی مفاعیلن ہے آٹھ بار اور اصل رجز کی مستفعلن آٹھ بار اور اصل
رمل کی فاعلاتن آٹھ بار اور اصل کامل کی متفاعلن آٹھ بار اور اصل وافر کی مفاعلتن
آٹھ بار اور اصل متقارب کی فعولن آٹھ بار اور اصل متدارک کی فاعلن آٹھ بار
اور اصل طویل کی فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن دو بار اصل مدید کی فاعلاتن
فاعلن فاعلاتن فاعلن دو بار اور اصل بسیط کی مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن
دو بار اصل سریع کی مستفعلن مستفعلن مفعولات دو بار اور اصل خفیف کی فاعلاتن
مستفعلن فاعلاتن دو بار اور اصل مجتث کی مستفعلن فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن
دو بار اور اصل منسرح کی مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولات دو بار اور اصل مضارع کی
مفاعیلن فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن دو بار اور اصل مقتضب کی مفعولات مستفعلن مفعولات
مستفعلن دو بار اصل بحر جدید کی فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن ہے دو بار اور اس بحر کو غریب بھی
کہتے ہیں اور اس بحر کو بزرجمہر نے نکالا ہے اور اصل قریب کی مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن ہے دو بار
کہتے ہیں کہ مولانا یوسف عروضی نیشاپوری نے یہ بحر نکالی ہے اور یہ وہ شخص ہے کہ فارسی میں
علم عروض پہلے اسی شخص نے تصنیف کیا ہے اور یہ شخص خلیل ابن احمد سے دو سو
برس کے بعد پیدا ہوا ہے اور اصل بحر مشاکل کی فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن ہے
دو بار ان بحور کی وجہ تسمیہ ہر ایک کے ذکر میں بیان ہوگا پوشیدہ نہ رہے
کہ ہر چند حدائق البلاغت میں ذکر انھیں سولہ بحر کا ہے لیکن چونکہ ان تین بحر پر مطلع ہونا
علم عروض کے شائقین کو ضرور ہے اسواسطے میری رائے ناقص میں
مناسب معلوم ہوا کہ انکو بھی انھیں کے ساتھ مذکور کرے لیکن جیسے وجود انکا

بحر کے بعد ہی چاہیئے کہ ذکر بھی اُنکے بعد کیا جاوے اب معلوم کیا چاہیئے کہ اصل مین
ان سب بحرون کے آٹھ آٹھ جزو ہین بجز سریع اور خفیف کے کہ اصل مین اُسکے چھ جزو
ہین جس بحر کے آٹھ جزو ہین اُسکو مثمن کہتے ہین اور اگر دو جزو اُسمین سے گرا دیوین
اُسوقت اُسکو مسدس کہین گے اور اگر چار جزو کی گرا دیوین اُسکو مربع کہین گے
اور عربی کے شعرون مین تین اور دو جزو کی بھی بحر ہوتی ہے اور مثلث یعنی
تین جزو والی بحر کو بعضون نے بمنزلہ پہلے مصرع کے شمار کیا ہے اور اُسکے پہلے
جزو کو صدر اور اخیر کے جزو کو عروض اور بیچ کے جزو کو حشو اور بعضون نے بمنزلہ
دوسرے مصرع کے تصور کیا ہے اور اُسکے پہلے جزو کو ابتدا اور اخیر کے جزو کو عجز اور
بیچ کے جزو کو حشو اور ایسے ہی تینے یعنی دو جزو والے کے دو اعتبار کیے ہین لیکن اسمین
حشو نہین ہے اور فارسی اور اُردو مین مثمن اور مسدس کے سوا اور مستعمل نہین ہوتا اور
یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ان سولہ بحرین سے سریع اور خفیف اصل مین مسدس ہین اور باقی تیرہ
بحر مثمن اور مثمن مین سے جب دو جزو کم کرکے مسدس بنا لیتے ہین اُسکو مجزو نہی نقطہ وار
اور دال مشدد سے کہتے ہین اس سبب سے کہ ہر مصرع سے ایک جزو کم ہو گیا ہے اور
اصل اُن تین بحرون کی بھی مسدس ہے یعنی واضع نے اُنکو چھ جزو پر بنایا ہے۔ پوشیدہ
نہ رہے کہ ان بحرون کے سبب اور وتد اور فاصلہ مین اگر تقدیم اور تاخیر کیجاوے
تو ایک بحر سے دوسری بحر نکل سکتی ہے اور دوسری بحر نکلنے کے یہ معنی ہین کہ اُسکے
وزن پر الفاظ حاصل ہو جاتے ہین یعنی وہ بحر جتنے سبب اور وتد اور فاصلے سے
مرکب ہے وہی سب اجزا اُسی ترتیب سے یہان ہوتے ہین اور بحر اصل مین انھین
متحرک اور ساکنون کا نام ہے کہ جنسے وہ اجزا مرکب ہوئی ہین لیکن چونکہ اُن اجزا کی

تقدیم اور تاخیر سے جو الفاظ اُس وزن پر حاصل ہونگے البتہ بمعنے ہونگے اور بہتر یہ ہے کہ حتی المقدور رعایت معنی و ارالفاظ کی کیجاوے تو عادت عروضیون کی اسطرح پر ہے کہ وہ الفاظ کہ اُس دوسری بحر مین مستعمل ہوتے ہین اُنکی جگہ پر رکھدیتے ہین چنانچہ اسکی حقیقت مفصل معلوم ہوجاویگی اور ایک بحر سے دوسری بحر کے نکلنے کو فک بحور کہتے ہین اور جتنی بحرین کہ ایک دوسرے سے نکلتی ہین اُنکے حق مین کہتے ہین کہ یہ ایک دائرے سے ہین اور اُنکے واسطے ایک ایک دائرہ بھی لکھا کرتے ہین تاکہ نکلنا اُن بحور کا اُس سے خوب ظاہر ہوجاوے مثلاً مفاعیلن مین اول وتد مجموع ہے اور بعد اُسکے دو سبب خفیف اور مستفعلن مین دو سبب خفیف پہلے ہین اور بعد اُنکے وتد مجموع یہ عکس ہے مفاعیلن کا اور فاعلاتن مین ایک سبب خفیف اول اور دوسرا سبب خفیف اخیر مین اور بیچ مین وتد مقرون پس اگر مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن کے مفا سے شروع اور لن پر تمام کرین بحر ہزج ہے اور اگر عیلن سے شروع اور مفا پر تمام کرین یہ صورت ہوجاوے گی عیلن مفاعیلن مفاعیلن مفا یہ بحر رجز ہے کیونکہ وہ وزن پر مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن کا اگر لن سے شروع اور عی پر تمام کرین اور کہین لن مفاعی لن مفاعی لن مفاعی لن مفاعی بحر رمل ہوجاویگی کہ اُسکا وزن یہ ہے فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن اسی طرح سے مستفعلن اور فاعلاتن سے تینون بحرین حاصل ہوتی ہین یعنی اگر مس سے شروع اور لن پر تمام کرین رجز ہے اور علن سے شروع اور مستف پر تمام کرین ہزج اور تفعلن سے شروع اور مس پر تمام کرین رمل ہے اور ایسے ہی فا سے شروع اور تن پر تمام کرنا رمل و علاتن پر تمام کرنا ہزج

اور تن سے فاعلا پر تمام کرنا رجز ہے پس یہ تین بحر ایک دائرہ سے ہین اور ان اوزان
کو خط دائرہ پر لکھنے کا یہ فائدہ ہے کہ بسبب مدور ہونے کے ایک رکن کے جزو اخیر کا
دوسرے رکن کے جزو اول کے ساتھ متصل ہونا بے تکلف معلوم ہو جاتا ہے اس
دائرہ کی صورت یہ ہے اس دائرہ کو مجتلبہ کہتے ہین لام مفتوح سے اور جلب بمعنی کھینچنے کے

اور کسی شے ایک جاے سے دوسری جاے مین لیجانے کے ہے اور مفاعیلن بحر طویل کا
اور مستفعلن بحر بسیط کا اور فاعلاتن مدید کا جزو ہے اور یہ تینون بحرین دائرہ مختلفہ سے ہین
کہ اسکا بیان آگے آویگا گویا ان تین رکن کو دائرہ مجتلبہ مین دائرہ مختلفہ سے
کھینچ کر لے آئے ہین اور عجم اس دائرہ کو موتلفہ کہتے ہین اسواسطے کہ گویا ان تینون کو
باعتبار ترکیب کے آپسمین الفت ہے اور متفاعلن مین پہلے فاصلۂ صغرے
اور وتد مجموع اسکے بعد اور مفاعلتن اسکا عکس ہے پس اگر متفا سے شروع کریں علن ہے

تمام کریں بحر کامل ہوجاوے اور اگر علن سے شروع کر کے متفا پر تمام کریں مفاعلتن کا
وزن حاصل ہوا اور یہ بحر وافر ہے ایسی ہی مفاعلتن کے دونوں جزء کی تقدیم اور تاخیر سے
وافر حاصل ہوتا ہے پس یہ دونوں بحر ایک دائرہ سے ہیں اس دائرہ کی یہ صورت ہے

اس دائرہ کا نام مؤتلفہ ہے لام مکسر سے اسواسطے کہ ان دو بحر کے ارکان کو آپس میں الفت ہے یعنی دونوں سات حرف کے ہیں اور مرکب ہیں وتد مجموع اور فاصلہ صغری سے اور فعولن میں پہلے وتد مجموع ہے اور
بعد اسکے سبب خفیف اور فاعلن میں پہلے سبب خفیف ہے اور بعد اسکے وتد مجموع
یعنے اسکا عکس ہے پس فعولن فعولن فعولن فعولن بحر متقارب ہے اور لن سے
شروع کر کے فعو پر تمام کرنا یعنی لن فعو لن فعو لن فعو لن فعو بحر متدارک ہے اور الفاظ
مستعمل اسکے یہ ہیں فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن پس یہ دونوں ایک دائرہ سے ہیں اور صورت دائرہ کی یہ ہے پس اس دائرہ کو متفقہ کہتے ہیں فاک سے اسواسطے کہ اس دائرہ کو ارکان پانچ حرف کے

ہونے اور وتد مجموع اور سبب خفیف سے مرکب ہونے میں آپس میں اتفاق رکھتے ہیں اور

فعولن مفاعیلن اگر ارکان کو ارکان ترکیب سے پڑھیں بحر طویل ہے اور اگر فعولن کے
لن سے شروع کرکے مفاعیلن کے مفاعی پر تمام کریں اور پھر مفاعیلن کے لن سے
شروع کرکے فعو پر تمام کریں یہ وزن حاصل ہوگا لن مفاعی لن فعولن مفاعیلن فعو
بحر مدید ہے اسکے الفاظ مستعمل یہ ہیں فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن اور اگر
مفاعیلن کے عیلن سے شروع کرکے فعولن کے فعو پر تمام کریں اور فعولن کے لن سے
شروع کرکے مفاعیلن کے مفا پر تمام کریں یہ وزن حاصل ہوگا عیلن فعولن مفاعیلن فعولن
مفا یہ بحر بسیط ہے اور اسکے الفاظ مستعمل یہ ہیں مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن پس یہ تین
بحر ایک دائرہ سے ہیں اور صورت دائرہ کی یہ ہے اس دائرہ کو مختلفہ لام مکسور سے کہتے ہیں

اور بعضے لام مفتوح سے اسواسطے
اس دائرہ کے ارکان باعتبار
حرف کے مختلف ہیں یعنی بعضون کے
سات حرف ہیں اور بعضون کے
پانچ حرف اسی طرح سے بحر سریع
اور خفیف بحر مجتث اور بحر مضارع اور
بحر منسرح اور بحر مقتضب یہ چھ بحرین
ایک دائرہ سے نکلتی ہیں لیکن اس شرط سے کہ موافق سریع اور خفیف کی چار بحر باقی بھی
مسدس ہوں کسواسطے کہ وہ دو بحر اصل میں مسدس ہیں اور انکی اجزا چھ سے زیادہ نہیں جبکہ
پس یہ چارون بحر اور ان دو کے ایک دائرہ سے جب حاصل ہونگی جب چھ جزو کی ہونگی
امر کی تفصیل یہ ہے کہ لفظ مستفعلن مفعولات کی اگر اسی ترتیب سے پڑھی جاوین

بحر سریع ہوا اور اگر دوسرے مستفعلن سے شروع کرکے پہلے پر تمام کرین مستفعلن مفعولات مستفعلن
حاصل ہو جاوے کہ یہ بحر منسرح مسدس ہے اور اگر دوسرے مستفعلن کے دوسرے
سبب خفیف یعنی تف سے شروع کرین اور پہلے مستفعلن کے مس پر تمام کرین تفعلن
مفعولات مس تفعلن حاصل ہو جاوے کہ یہ بحر خفیف ہے اور بحر خفیف کے الفاظ
مستعمل یہ ہین فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن یعنی تفعلن مف فاعلاتن متصل کے
وزن پر ہے اسواسطے وتد مجموع دو سبب خفیف کے بیچ مین ہے اور عولات مس تفع
لن منفصل کے وزن پر اسواسطے کہ عولات مس مین دو سبب خفیف اول اور آخر مین ہین
اور ایک وتد مفروق بیچ مین پس ہوا اور مس کے وزن پر مس اور لن اور لات کے
وزن پر تفع اس رکن کے منفصل ہونے کی وجہ اس بحر مین یہی ہے اور تفعلن مس فاعلاتن
کے وزن پر ہے اور اگر دوسرے مستفعلن کے وتد مجموع یعنی علن سے شروع کرین
اور پہلے مستفعلن کے تف پر تمام کرین علن مفعولات مستف علن مستف حاصل
ہووے اور یہ بحر مضارع مسدس ہے اسکے الفاظ مستعمل یہ ہین مفاعیلن فاعلاتن
مفاعیلن کیونکہ علن مفعو کے وزن پر مفاعیلن ہے اور لات مستف کے وزن پر
فاع لاتن منفصل بسبب وتد مفروق ہونے لات کے اور یہی وجہ ہے لاتن کے
منفصل ہونے کی بحر مضارع مین اور علن مستف کے وزن پر مفاعیلن اور اگر مفعولات
سے شروع کرکے پہلے مستفعلن پر تمام کرین مفعولات مستفعلن مستفعلن حاصل
ہووے اور یہ بحر مقتضب مسدس ہے اور اگر مفعولات کے دوسرے سبب
خفیف یعنی عو سے شروع کرکے مف پر تمام کرین عولات مس تفعلن مستفعلن مف حاصل ہے
اور یہ بحر مجتث مسدس ہے الفاظ مستعمل اس بحر کے یہ ہین مس تفع لن فاعلاتن

چونکہ تفع لن مقابل لات کے واقع ہوا ہے اسی واسطے مس تفع لن اس بحر مین بھی منفصل ہے پس فاعلاتن اور مستفع لن انھین تین بحر مین منفصل آتی ہین اور باقی بحرین کے متصل صورت دائرہ کی یہ ہے اس دائرہ کو مشتبہ با کی کسرہ سے کہتے ہین

اسی واسطے کہ ان چھہ بحور کے ارکان آپس سے اشتباہ رکھتے ہین یعنی خفیف اور بحر مجتث مین مس تفع لن اور بحر مضارع مین فاع لاتن منفصل ہے اور باقی مین متصل پس منفصل اور متصل ایک دوسرے سے مشتبہ ہین اور بعضون نے اس دائرہ کا نام وتدر کھا ہے یعنی ایسا دائرہ کہ جسمین وتد مفروق واقع ہے پس وتد سے مراد وتد مفروق ہے کسواسطے کہ وتد مفروق سوا اس دائرہ کے اور کسی دائرہ مین نہین واقع ہوتا یہان تلک دائرون کا حال تمام ہوا۔

خیابان دوسرا زحافون کے بیان مین

زحاف زے نقطہ دار مکسور سے زحف کی جمع ہی اور زحف لغت مین کسی چیز کے اصل سے گر جانے کو کہتے ہین چنانچہ اس تیر کو کہ نشانہ سے دور گر پڑے تیر زاحف کہتے ہین اور علم عروض کی اصطلاح اُن تغیرات کو کہتے ہین کہ بحر کے ارکان مین واقع ہوویں اور عروضیون کی عادت اس امر پر جاری ہی کہ ایک تغیر کو بھی زحاف کہتے ہین اگرچہ لفظ جمع کا ہی بہرصورت ارکان کا تغیر ہونا تین طرح پر ہی اول یہ کہ کسی حرف متحرک کو ساکن کرین دوسرے یہ کہ ارکان مین سے بعض حرف کم کرین تیسرے یہ کہ ارکان مین کچھ اور زیادہ کرین یہ سب زحافات پنتیس ہین بعضے ایسے ہین کہ مختص ایک رکن سے ہین اور بعضے کئی رکن مین واقع ہوتے ہین ہم ان زحافون کو جس جس بحر سے تعلق رکھتے ہین بیان کرتے ہین اور زحافون کے بیان سے پہلے یہ معلوم کیا چاہیے کہ اگر رکن بسبب زحاف کے ایسا ہو جاوے کہ کلام عرب مین اُس لفظ کا استعمال نہین ہے تو عروضی اُسکی جگہ اور لفظ مستعمل رکھدیا کرتے ہین اور حتی الوسع رعایت اس امر کی کرتے ہین کہ لفظ بے معنی نہ آوے اسکا حال مفصل آتا ہی بیان زحافون کا یہ ہے اضمار متفاعلن کے تے ساکن کرنے کو کہتے ہین اور چونکہ متفاعلن بسکون تا مستعمل نہین ہے اسواسطے اُسکی جگہ مین مستفعلن رکھدیتے ہین اور یہ زحاف بحر کامل سے مختص ہے کیونکہ متفاعلن سوا بحر کامل کے اور بحر مین نہین آتا اور جس رکن مین اضمار واقع ہوتا ہے اُسکو مضمر کہتے ہین عصب مفاعلتن کے لام کے ساکن کرنے کو کہتے ہین اور مفاعلتن بسکون لام کے بجاے مین مفاعیلن رکھدیتے ہین یہ زحاف مختص بحر وافر سے ہی کیونکہ یہ رکن بھی سواے بحر وافر کے اور بحر مین نہیں واقع ہوتا

جس رکن میں عصب واقع ہوتا ہے اُسکو معصوب کہتے ہین۔ وقف مفعولات کی تے کے ساکن
کرنے کو کہتے ہین اور اُسکی جاے مین مفعولات رکھتے ہین یہ زحاف تین بحر مین آتا ہے
سریع اور منسرح اور مقتضب اس زحاف والے رکن کو موقوف کہتے ہین۔ خبن خے
نقطہ دار سے رکن کے پہلے سبب خفیف کے گردانے کو کہتے ہین پس جب فاعلن سے
الف گرادین فعلن رہجاوے عین کے کسرہ سے اور فاعلاتن متصل سے فعلاتن اور
جب مستفعلن سے خواہ متصل ہو خواہ منفصل سین دور کرین متفعلن رہجاوے اور اسکی
جاے مین مفاعلن رکھینگے اور مفعولات سے جب فے دور کرینگے معولات باقی
رہیگا اسکی جاے مین فعولات رکھینگے اور یہ زحاف فاع لاتن منفصل مین واقع
نہین ہوسکتا کسواسطے کہ اس رکن مین وتد مفروق ہے اور وہ زحاف سوا سبب خفیف
کے اور کہین نہین واقع ہوتا یہ زحاف بحر رمل اور رجز مدید اور بسیط اور متدارک
اور سریع اور خفیف اور منسرح اور مجتث اور مقتضب مین آتا ہے جس رکن مین یہ زحاف
ہوا اسکو مخبون کہتے ہین۔ طے رکن کے پہلے دو سبب خفیف کے چوتھے حرف ساکن گردانے
کو کہتے ہین پس مستفعلن فے گرانے سے مستعلن باقی رہتا ہے اسکی جگہ مفتعلن رکھتے ہین
اور مفعولات واو کے دور کرنے سے مفعلات عین کے پیش کے ساتھ
رہتا ہے اسکی جگہ فاعلات تے کے پیش سے رکھتے ہین یہ زحاف بحر بسیط اور
رجز بسیط سریع اور منسرح اور مقتضب مین آتا ہے اور بحر خفیف اور مجتث مین
نہین آتا کسواسطے کہ انمین مستفعلن منفصل ہے اور چوتھا حرف ساکن وتد مین
واقع ہوا ہے نہ سبب خفیف مین اور اس زحاف مین چاہیے کہ چوتھا ساکن دو
سبب خفیف مین گرا ہوا ایسے ارکانون کو مطوی کہتے ہین کف ساتوین حرف ساکن کے

گرانے کو کہتے ہین بشرطیکہ وہ ساکن سبب خفیف مین واقع ہوا ہو پس مفاعیلن نون کے گرنے سے مفاعیل لام مضموم سے رہتا ہی اور فاعلاتن خواہ متصل ہو خواہ منفصل فاعلات تے مضموم سے اور ان رکنون کی جگہ اور رکن نہین رکھتے کسواسطے کہ یہ رکن مستعمل باقی رہتے ہین اور یہ زحاف بحر طویل اور مدید اور ہزج اور رمل اور خفیف اور مجتث اور مضارع مین آتا ہی اور ان ارکانون کو مکفوف کہتے ہین قبض پانچوین حرف ساکن کے گرانے کو کہتے ہین پس مفاعیلن یے کو دور کرنے سے مفاعلن اور فعولن نون کے گرانے سے فعول لام مضموم سے رہتا ہی اور یہ زحاف بحر طویل اور ہزج اور متقارب اور مضارع مین آتا ہی اور انھین ارکانون کو مقبوض کہتے ہین تشعیث فاعلاتن وتد مجموع سے حرف متحرک کی گرانے کو کہتے ہین اور اس متحرک مین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک عین گرتا ہی بعضون کے نزدیک لام اور بعضے کہتے ہین کہ یہ زحاف وہ ہی کہ وتد مجموع سے حرف ساکن یعنی الف گرجاوے اور اسکے بعد حرف متحرک کہ اس سے پہلے ہی یعنی لام سے ساکن ہوجاوے پہلی صورت مین فالاتن اور دوسری صورت مین فاعاتن اور تیسری صورت مین فاعلتن لام ساکن سے ہوتا ہے تینون صورت مین مفعولات اسکی جای مین رکھتے ہین یہ زحاف بحر مدید اور خفیف اور رمل اور مجتث مین واقع ہوتا ہی اور بحر مضارع مین یہ زحاف واقع نہین ہوتا اسواسطے کہ اس بحر مین وتد مفروق ہے اور اس زحاف کے واسطے وتد مجموع چاہیے اس رکن کو مشعث کہتے ہین قصر قاف اور صاد لے نقطہ کے ساتھ وہ ہی کہ رکن اخیر سے سبب خفیف کے حرف ساکن کو گرادین اور اسکے پہلے حرف کو ساکن کردین جیسے مفاعیلن مین سے اسکے نون کو گراکر لام کو

ساکن کرین پس مفاعیل لام کے سکون کے ساتھ باقی رہیگا اور فاعلاتن سے
خواہ متصل ہو خواہ منفصل فاعلات اور فعولن سے فعول اور مستفع لن منفصل سے
مستفعل حرف اخیر کے سکون کے ساتھ باقی رہیگا لیکن مستفعل کی جگہ مین مفعولن رکھتی
ہین اور باقی الفاظون کو ویسا ہی استعمال کرتے ہین اور یہ زحاف بحر طویل اور مدید
اور ہزج اور رمل اور متقارب اور مضارع اور خفیف اور مجتث مین آتا ہی اور
ان ارکانون کو مقصور کہتے ہین قطع وہ ہی کہ رکن کے آخر سے وتد مجموع کے حرف
ساکن کو گراکر اُسکے پہلے حرف کو ساکن کرے پس مستفعلن سے مستفعل اور فاعلن سے
فاعل اور متفاعلن سے متفاعل لام کے سکون کے ساتھ باقی رہتا ہی لیکن بجاے
اول کے مفعولن اور بجاے دوسرے کے فعلن عین ساکن کے ساتھ اور بجاے
تیسرے کے فعلاتن عین کے کسرہ سے رکھتے ہین یہان سے معلوم ہوا کہ مفعولن مستفعل
سے بدلے ہوئے دو ہین ایک وہ ہی کہ مستفعلن متصل مین قطع کے واقع ہونے سے مستفعل
باقی رہا اور اُس سے مفعولن حاصل ہوا اور دوسرا وہ ہی کہ مستفعلن منفصل مین قصر کے
واقع ہونے سے مستفعل ہوا اور اُسکی جگہ مفعولن رکھا گیا اور یہ زحاف رکن فاعلاتن
متصل مین اسطرح سے ہے کہ اُسکے آخر سے سبب خفیف گرادین اور اُسکے
وتد مجموع یعنی علا کے حرف ساکن کو گراکر لام کو ساکن کردین پس فاعل باقی
باقی رہیگا لام ساکن کے ساتھ اُسکو فعلن کے ساتھ بدل لینگے یہ زحاف بحر رجز
اور کامل اور رمل اور متدارک و بسیط اور مدید اور سریع اور خفیف اور مقتضب مین
واقع ہوتا ہی اور بحر مجتث مین سوا فاعلاتن کے اور کسی رکن مین نہین آتا کسواسطے
کہ مستفع لن اس بحر مین منفصل ہے اور منفصل کے اخیر مین سبب خفیف ہی اور یہ زحاف

وتد مجموع مین واقع ہوتا ہے اور بحر مضارع مین بھی بسبب وتد مفروق ہونے کے نہین آتا پس اگر بحر مجتث اور مضارع مین مفعولن ہو تو معلوم کرنا چاہیئے کہ وہ مشعور ہے اور اگر سوا انکے بحور مذکورہ بالا مین واقع ہو تو معلوم کیا چاہیئے کہ مقطوع ہے اور اسی طرح سے فعلن بحر متدارک مین بدلا ہوا ہوگا فاعلن سے اور باقی فاعلاتن مستفعلن ان ارکان کو مقطوع کہتے ہین وقص متفاعلن مضمر کے مخبون کرنے کو کہتے ہین یعنے اُسکی تے کو بسبب اضمار کے ساکن ہوئی بسبب خبن کے گرا دین پس مفاعلن رہیگا اور اُس صورت مین مستفعلن مخبون سے مشتبہ ہو جاویگا کسواسطے کہ جب مستفعلن مین سے بسبب خبن کے سین گر گیا متفعلن باقی رہا پس اُسکی جگہ مین مفاعلن رکھا جاتا ہی لیکن ان دونون مین فرق یہ ہی کہ مفاعلن متفاعلن موقوص سے بدلا ہوا سوا بحر کامل کے اور کسی بحر مین نہین آنے کا کسواسطے کہ متفاعلن بھی بحر کامل سے مختص ہے عقل مفاعلتن معصوب کے مقبوض کرنے کو کہتے ہین یعنے لام مفاعلتن کا بسبب عصب کے ساکن ہوا تھا اور مفاعیلن سے بدلا گیا تھا جب مفاعیلن معصوب مین سے یا کو بسبب قبض کے گرا دیا مفاعلن رہگیا پس مفاعیلن مقبوض سے مشابہ ہو گیا لیکن چونکہ یہ زحاف یعنی عقل مختص مفاعلتن سے ہے پس جب مفاعلن بحر وافر مین ہوگا تو معلوم ہوگا کہ معقول ہی مقبوض نہین ہی نقص مطوی کرنا متفاعلن مضمر کا یعنی پہلے متفاعلن مین سے بسبب اضمار کے تے کو ساکن کرین اور پھر بسبب طے کے چوتھے حرف ساکن کو گرا دین پس متفعلن باقی رہے اس جگہ مفتعلن رکھین گے یہ زحاف بحر کامل سے مختص ہے کف سین لے نقطہ سے مفعولات مین وقف اور کف کے جمع کرنے کو کہتے ہین یعنی مفعولات کی تے کو اول بسبب وقف کے ساکن کرین

اور بحر بسبب کف کے گرا دین پس مفعولا باقی رہے اسکی جگہ مفعولن رکھیں گے اور یہ
زحاف بحر سریع اور منسرح اور مقتضب مین آتا ہی یہ لفظ شین نقطہ دار سے بھی درست ہے
شکل شین نقطہ دار سے بھی فاعلاتن متصل مین خبن اور کف کے جمع کرنے کو کہتے ہین
پس جب الف فا کا بسبب خبن اور نون بسبب کف کے گرا دیوین فعلات عین
مکسور اور مضموم کے ساتھ باقی رہے اور یہ زحاف بحر رمل اور مدید اور خفیف
اور مجتث مین واقع ہوتا ہے اور بحر مضارع مین اس زحاف کا واقع ہونا ممکن
نہین کسواسطے کہ اس بحر مین فاع لاتن منفصل ہے اور اسمین خبن نہین آسکتا
حذف رکن کے اخیر سے سبب خفیف کے گرانے کو کہتے ہین پس فعولن اور مفاعیلن
اور فاعلاتن سے فعو اور مفاعی اور فاعلا باقی رہتا ہی اور انکی جاے مین
فعل اور فعولن اور فاعلن رکھتے ہین یہ زحاف بحر مدید اور خفیف اور ہزج اور رمل
اور مضارع اور مجتث اور طویل اور متقارب مین آتا ہی حذذ جیم مفتوح اور ذال نقطہ دار
سے رکن کے آخر سے وتد مجموع کے گرانے کو کہتے ہین پس مستفعلن سے مستف اور متفاعلن
سے متفا اور فاعلن سے فا باقی رہتا ہی اور انکی جگہ فعلن سکون عین کے ساتھ اور فعلن
عین کے کسرہ کے ساتھ اور رفع رکھتے ہین جاننا چاہیے کہ جس رکن مین یہ زحاف واقع
ہوتا ہی اسکو احذ الف اور جیم مفتوح سے کہتے ہین اور یہ زحاف بحر بسیط اور کامل
اور رجز اور متدارک مین بہت آتا ہی اور باقی بحورین سے گو انمین مستفعلن متصل ہووے یہ زحاف
کم آتا ہی اور مستفع لن منفصل مین ہرگز نہین آتا کسواسطے کہ اسمین وتد مفروق ہے وتد مجموع
نہین ہے صلم صاد بے نقطہ سے مفعولات مین سے وتد مفروق کے آگے گرا دینے کو کہتے ہین پس
مفعو باقی رہتا ہی اور اسکی جگہ فعلن سکون عین کے ساتھ رکھتے ہین اور اس رکن کو

اصلم کہتے ہین یہ زحاف بحر سریع اور منسرح اور مقتضب مین آتا ہی قطب رکن مفاعلتن مین عضب اور حذف کے جمع کرنے کو کہتے ہین جب لام مفاعلتن کا بسبب عضب کے ساکن ہوا اور سبب خفیف آخر سے بسبب حذف کے گر گیا مفاعل باقی رہا اور اسکی جگہ فعولن رکھا جائیگا یہ زحاف بحر وافر کے ساتھہ مختص ہے۔ بتر فعولن مین حذف اور قطع کے جمع کرنے کو کہتے ہین جب لن بسبب حذف کے اور واو فعو کے بسبب قطع کے ساقط ہوا فا باقی رہا معلوم کیا چاہیے کہ مفاعیلن مین جسوقت زحاف حب اور جزم دونون کو جمع کرتے ہین اُسکو بھی بتر کہتے ہین اسکا بیان آگے آتا ہی انشاء اللہ تعالے اور ایسے ارکان کو ابتر کہتے ہین یہ زحاف بحر متقارب اور ہزج مین واقع ہوتا ہے اور مضارع اور طویل مین پایا نہین گیا شاید آتا ہو تسبیغ نہین بے نقطہ اور غین نقطہ وار سے یہ ہی کہ سبب خفیف مین کہ رکن کے اخیر مین واقع ہوا ہو ایک الف زیادہ کرین پس مفاعیلن اور فعولن اور فاعلاتن سے خواہ متصل ہو خواہ منفصل مفاعیلان اور فعولان اور فاعلاتن ہو جاتا ہی لیکن فاعلاتن کی جگہ فاعلیان رکھتے ہین اور یہ زحاف بحر ہزج اور رمل اور مضارع اور متقارب اور خفیف اور مدید اور طویل اور مجتث مین آسکتا ہے اور رجز مین ممکن نہین کسواسطے کہ مستفعلن متصل کے اخیر مین وتد مجموع ہی سبب خفیف نہین ہی اسی واسطے بحر مضارع مین آتا ہی کیونکہ اُسمین مستفع لن منفصل ہے اور اُسکے اخیر مین سبب خفیف ہی ایسے ارکان کو مسبغ کہتے ہین اذاله وتد مجموع مین کہ رکن کے اخیر مین واقع ہوا ہو الف زیادہ کرنے کو کہتے ہین پس مستفعلن اور فاعلن اور متفاعلن سے مستفعلان اور فاعلان اور متفاعلان ہو جاتا ہی ان ارکان کو مذال کہتے ہین یہ زحاف بحر رجز اور متدارک اور بسیط

اور کامل اور سریع اور منسرح اور مقتضب مین واقع ہوتا ہی اور عروض اور ضرب مین
اکثر آتا ہی اور حشو مین کم اور صدر اور ابتدا مین نہین آتا۔ ترفیل وتد مجموع کے
اندر رکن کے اخیر مین واقع ہوا ہو سبب خفیف زیادہ کرنے کو کہتے ہین پس مستفعلن
اور فاعلن اور متفاعلن سے مستفعلاتن اور فاعلاتن اور متفاعلاتن ہو جاتا ہی
لیکن یہ زحاف فارسی مین بہت کم آتا ہی ان ارکان کو مرفل کہتے ہین۔ جدع دال
بے نقطہ سے رکن مفعولات کے دو سبب خفیف کے گرانے کو کہتے ہین اس صورت
مین لات باقی رہیگا اور اسکی جگہ مین فاع رکھدینگے اور جب فاع الف کی گرانے
سے فع رہجاوے اُسکو منحور کہینگے اور جدع جس رکن مین واقع ہوا ہو اُسکو مجدوع
کہتے ہین یہ زحاف بحر سریع اور منسرح اور مقتضب سے علاقہ رکھتا ہی۔ جب جیم مفتوح سے
مفاعیلن سے دونون سبب کی گرانے کو کہتے ہین اُس صورت مین مفا باقی رہتا ہی اور
فعل لام کے ساتھ بدل لیتے ہین یہ زحاف بحر ہزج کے سوا اور بحر مین نہین آتا
اور جس رکن مین یہ زحاف ہو اُسکو مجبوب کہتے ہین۔ خرم خے نقطہ والے سے وہ ہی
کہ وتد مجموع سے کہ رکن کے اول مین ہو حرف متحرک اول کو گرا دیوین اور یہ زحاف
اکثر صدر اور ابتدا مین واقع ہوتا ہی پوشیدہ نہ رہی کہ اس زحاف کا نام ہر موضع مین
علیحدہ ہو جاتا ہی اُن مواقع کی تفصیل یہ ہی کہ اگر یہ زحاف فعولن مین واقع ہو عولن
باقی رہیگا اُسکو فعلن سے بدل لینگے اس صورت مین اس زحاف کا نام آثلم
رکھینگے اور اگر فعولن ہی مین خرم کو قبض کے ساتھ جمع کرلین یعنی فے کو بسبب
خرم کے اور نون کو بسبب قبض کے گرا دیوین عول لام مضموم سے باقی رہیگا اُسکو
فعل لام مضموم کے ساتھ بدل دینگے اس مقام مین اس زحاف کو اثرم کہتے ہین

نقطہ دالی اور رے بے نقطہ سے کہینگے اور اگر اسی رکن مین خرم اور عصب کو جمع کرین
یعنی میم بسبب خرم کے گرادین اور لام کو بسبب عصب کے ساکن کر دین تو پس
فاعلتن لام ساکن سے باقی رہیگا اور اسکو مفعولن سے بدلینگے اس جانے ہین اس زحاف
کو اقصم کہتے ہین اور اگر خرم کو عقل کے ساتھ اسی رکن مین جمع کرین یعنی مفاعلتن کو
بسبب عقل کے لام اسکا ساقط ہو کر اور بسبب قبض کے گر کر مفاعلتن رہا تھا اور مفاعلن
کے ساتھ بدلا گیا تھا اب بسبب خرم کے اسکے میم کو گرا کر فاعلن کر لیتے اس صورت مین
اس زحاف کو اجم کہینگے اور اگر مفاعیلن مین خرم کرین یعنی اسکی میم گرادین اسکو
اخرم کہینگے اور جب میم گر جاویگی فاعیلن باقی رہا اس صورت مین اس رکن کو اخرم کہینگے
جب اسی رکن مین خرم اور قبض جمع کرین یعنی میم بسبب خرم اور یاے تحتانی
بسبب قبض کے گرادیوین فاعلن باقی رہے اس صورت مین اس رکن کو اشتر کہینگے
اور جب اسی رکن مین خرم کو کف کے ساتھ جمع کرین یعنی میم بسبب خرم کے اور نون
بسبب کف کے گرادین فاعیل لام مضموم سے باقی رہیگا اسکی جگہ مفعول رکھینگے
اس صورت مین اس رکن کو اخرب کہینگے خے نقطہ دار سے اور رے بے نقطہ سے
اور جسوقت اسی رکن اخرم کو جب کے ساتھ جمع کرین یعنی میم بسبب خرم کے اور دونون
سبب کو بسبب جب کے گرادیوین فا رہیگا اور اسکو فع سے بدلینگے اس رکن کو ابتر
کہینگے یہ زحاف بحر متقارب اور طویل اور ہزج اور وافر اور مضارع مین بہت
مستعمل ہوتا ہی پوشیدہ نہ رہے کہ جب مفاعیلن مین حذف اور قصر کو جمع کرینگے یعنی
لن بسبب حذف کے گرادیوین اور یاے تحتانی کو بسبب قصر کے گرا کر عین کو ساکن
کرین مفاع باقی رہیگا اسکو اہتم کہینگے اور جب اہتم کو خرم کے ساتھ جمع کرین یعنی میم مفاع کا

گرا دین فاع باقی رہے عین ساکن کے ساتھہ یہان تک تمام ہوا بیان زحافات کا
اور اغلب یہ ہے کہ کوئی بات اس امر مین باقی نہین رہی معلوم کیا چاہیے کہ کبھی ارکان مین
سے اکٹھا دو حرف کا گرانا جائز نہین ہوتا اس امر کو معاقبہ کہتے ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہے
کہ نہ ایک دفعہ دونون کا گرا دینا جائز ہے اور نہ اکٹھا ایک جای دونون کا ثابت
رکھنا جائز ہے اس امر کو مراقبہ کہتے ہین انشاء اللہ تعالے ان دو امر کی طرف بحور کی
مثالون کے ذکر مین اشارہ کیا جاویگا واللہ خیر الموفقین

خیابان تیسرا تقطیع کے بیان مین

معلوم کیا چاہیے کہ لغت مین تقطیع یعنی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے ہے اور علم عروض کی
اصطلاح مین بیت کے اجزا کو بحر کے اجزا کے ساتھہ برابر کرنے کو کہتے ہین اور وہ برابر
کرنا اسطرح پر ہو کہ حروف متحرک اور ساکن بیت بحر حروف متحرک اور ساکن کے
مقابل ہو جاوین اور تخصیص حرکت کی واجب نہین یعنی یہ واجب نہین کہ کسرہ کے
مقابل کسرہ اور فتح کے مقابل فتح اور پیش کے مقابل پیش ہو جیسے طوطی فعلن کے
وزن پر ہے اگر تخصیص حرکت کی ضرور ہوتی پس وہ اس وزن پر نہوتا کیونکہ طوطی
مین پہلے حرف کو ضمہ اور تیسرے کو کسرہ ہے خلاف فعلن کے اور تقطیع مین ان حرفون کا
اعتبار ہے گو بولنے مین آتے ہین مثلاً آمدید یا آدم فعلن کے وزن پر ہے کس واسطے کہ
الف کو سبب کھینچکر پڑھنے کے دو الف اعتبار نہ کرینگے جیسے خوان ول فاعلن کے
وزن پر ہے کس واسطے کہ واو سبب پڑھے نہ جانے کے تقطیع سے گر پڑی اور کبھی حرکت کو
بجاے حرف کے اور کبھی حرف کو بجاے حرکت کے شمار کرتے ہین جیسے گل خوشبو ہمیں
وزن مفاعیلن کے ہے کس واسطے کہ زیر لام کا بسبب کھینچکر پڑھنے کی مفاکی الف کی مقابل

شمار مین آیا ہی اور جیسے دو منزل اوپر وزن فعولن کے کہ واو دو کا بمنزلہ پیش کے
شمار مین آیا ہی اور اگر مصرع کے بیچ مین دو حرف ساکن واقع ہووین پس اگر پہلا
ساکن حرف مدہ کا ہووے اور دوسرا نون پس نون کو تقطیع مین گرا دینگے اور اگر پہلا
حرف ساکن خواہ مدہ ہو خواہ سوا مدہ کے اور حرف لیکن دوسرا حرف نون نہو بلکہ نون
کے سوا اور حرف ہو اُس دوسرے کو متحرک کر دینگے اور حرف مدہ تین حرف کا
نام ہے الف اور ایسے واو کہ اُسکے پہلے پیش ہو اور ایسی یاے تحتانی کہ اُسکے پہلے
کسرہ ہو مثل کارا اور دورا اور دیرا مثال سبکی یہ شعر ہے **شعر** کہون کیا خون مرا کسنے کیا ہی +
یہ کام اُس مہروش کا ہی سنا ہی + کہون کیا خون مفاعیلن مرا کسنے مفاعیلن کیا ہی فعولن +
یہ کام اُس مہ مفاعیلن روش کا ہی مفاعیلن سنا ہے فعولن + مصرع اول مین کہون
اور خون مین دو حرف ساکن جمع ہوے واو اور نون دونون کو تقطیع مین گرا دیا
اور دوسرے مصرع مین کام مین اول الف اور دوسرا میم اور مہر مین اول ہے
اور دوسرا رے میم اور رے کو متحرک کر دیا اور اگر دو ساکن اخیر مین مصرع
کے واقع ہووین خواہ اول مدہ ہو اور دوسرا نون خواہ غیر اُسکے اُن دونون کو
بحال رکھتے ہین مثال نون کی **شعر** جدائی مین زبس روتا رہا ہون + نہین ہے
آنکھ مین اک قطرۂ خون + مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل اور مفاعیل کی جگہ فعول بھی
موزون ہی بنظر اسکے کہ نون پڑھا نہین جاتا مثال غیر نون کی **شعر** کام آیا نہ کچھ اپنا
تن زار آخر کار + سمجھے اکسیر تھے نکلا ہے غبار آخر کار + فاعلاتن فاعلاتن فعلات فعلات
حرف رے فعلات کی تے کے مقابل ہے اگر مصرع کے بیچ مین تین ساکن جمع ہووین
تیسرے ساکن کو گرا کر دوسری کو متحرک کر دیتے ہین مثلاً **شعر** دوست اپنا نہوا ہمنے

بیت سڑیکا + فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن + سین متحرک ہوکر علا کے عین کے
مقابل ہوا اور اب مقابل لا کے اور تے گر پڑی اگر وہ تینون ساکن مصرع کے اخیر مین
واقع ہوے ہون تیسرے ساکن کو گرا دیتے ہین اور اول اور دوسرے کو بحال
رکھتے ہین جیسے اس مصرع مین شعر بہت ہوئی ہین ملنے کی تیرے غیر سے سوخت مفاعلن
فعلاتن مفاعلن فعلات + الف اکثر لفظون کے اول مین آتا ہے اگر پڑھا نہ جاوے
تو تقطیع مین گرا دینگے جیسے اس مصرع مین ع تم اب کمی نہ کرو قتل مین مرے یارے +
کہ لفظ تم اب کمی مفاعلن کے وزن پر ہے چونکہ الف پڑھنے مین نہین آتا اسواسطے اسکو گرا کر
لفظ تم کے میم کو بے سے ملا کر لکھتے ہین اس صورت سے تمب کمی اور گر پڑھا جاوے
تقطیع مین نہین گرنے کا مثلاً ع تم اب ہمارے قتل کی تدبیر کر چکے + کہ تم اب مفعول کے
وزن پر ہے چونکہ الف تلفظ مین آتا ہے اسواسطے مفعول کی عین کے مقابل واقع ہوا ہے حاصل
کلام کا یہ ہے کہ جو حرف تلفظ مین نہ آویگا اسکو شمار نہ کرینگے اگرچہ لکھا جاتا ہو اور جو لفظ
کہ پڑھنے مین آویگا اسکو تقطیع مین شمار کرینگے اگرچہ لکھنے مین نہ آتا ہو جیسے دو اور
تو اور جو اور گریہ اور خندہ مثلاً اگر دال کے پیش کو کھینچکر پڑھین نہ دو گا فی مفاعیلن
کے وزن پر ہے اور اگر پیش کو کھینچکر نہ پڑھین تو فعلاتن کے وزن پر ہو جاوے
اور اگر بے کے کسرہ کو کھینچ کر پڑھین گریہ دل فاعلاتن کے وزن پہ اور اگر کھینچ کر
نہ پڑھین مفتعلن کے وزن پر ہو جاوے۔

خیابان چوتھا بیچ بیان بحور کے

اور ہر بحر کی مثال بھی اُسکے ضمن مین مذکور کیجائیگی۔

معلوم کیا چاہیئے کہ جس بحر مین زحاف واقع نہین ہوا اُسکو سالم کہتے ہین کسواسطے

کہ اپنی اصل سے گر گیا ہے اور بسبب تغیرات کے اور زحافات کے بحر کی صورتین اور
شکلین متعدد ہو جاتی ہین اور بعضی صورتین ایسی ہین کہ اُسکو شعراے عجم استعمال کرتے ہین
اور بعضی کو شعراے عرب کسواسطے کہ شعراے عجم زحافات کو بعضی جا ایسے اجزا مین
استعمال کرتے ہین کہ شعراے عرب اُن اجزا مین وہ زحاف استعمال نہین کرتے
اور بعضے مقام مطابق شعراے عجم کے بھی ہوتے ہین اس کتاب مین جو بحر اور زحاف
کہ شعراے عجم بہت مستعمل کرتے ہین وہی بیان کیے جاتے ہین معلوم کیا چاہیے کہ شعراے
عجم نے سلف مین بحور دائرہ مختلفہ کو یعنی طویل اور مدید اور بسیط اور بحور دائرہ مؤتلفہ
کو یعنی کامل اور وافر ہرگز استعمال نہین کیا اور متاخرین مین سے پہلے مولوی جامی
نے بحر کامل مین فارسی شعر کہا ہے اور بعد اُنکے یہ بحر شعراے فارس مین مستعمل ہو گئی اور
باقی دائرون کی بحرین شعراے عجم مین بہت مستعمل ہین سوا مقتضب کے کہ دائرہ مشتبہ سے ہے
اسکو استعمال کم کیا ہے تو بحور کہ شعراے عجم نے اُنکو ترک کیا ہے وہ یہ ہین مدید اور بسیط
اور وافر اور مقتضب اور جو بحور کہ اُنکے نزدیک بہت مستعمل ہین یہ ہین ہزج اور
رجز اور رمل اور سریع اور خفیف اور مجتث اور مضارع اور منسرح اور متقارب
اور متدارک اور بحر کامل کو سالم استعمال کرتے ہین اور مزاحف استعمال
نہین کرتے بحر ہزج معلوم کیا چاہیے کہ ہزج لغت مین آواز خوش آیندہ اور
گانے کی طرح کی آواز کو کہتے ہین اور چونکہ عرب مین اکثر اشعار کہ اُنکو آواز خوش
سے گاتے ہین ایسی بحر مین ہین اس مناسبت سے اس بحر کا نام بھی ہزج
رکھا ہے اصل اس بحر کے آٹھ رکن ہین مگر دو رکن کم کر کے مسدس بھی استعمال
کرتے ہین چنانچہ معلوم ہو جاویگا۔ ہزج مثمن سالم شعر نہ کھینچ اے ستانہ ان زلفون کو

یا ان سودا کا دل اُلجھا + اسیر ناتوان ہے یہ نہ دے زنجیر کو جھٹکا + تقطیع ۔ نہ کھینچ اسے مشا
مفاعیلن طہ ان زلفون مفاعیلن کو یا ان سودا مفاعیلن کا دل الجھا مفاعیلن - اسیر
ناتوا مفاعیلن ن ہے یہ مفاعیلن نہ دے زنجی مفاعیلن ر کو جھٹکا مفاعیلن - ہزج
مثمن اخرب ع اے دل نہ کر اُس خط کا نظارہ کہ ہے اُنحی + تقطیع - اے دل ان مفعول
کر اُس خط کا مفاعیلن نظارہ مفعول کہ ہے انحی مفاعیلن اس بحر مین صدر اور ابتدا
اخرب ہے اور عروض اور ضرب سالم ہے اور حشو مین ایک رکن اخرب اور ایک رکن سالم
ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف - شعر مقدور نہین اُسکی تجلی کے بیان کا + جون شمع
سراپا ہو اگر صرف زبان کا + تقطیع - مقدور مفعول نہین اُسکی مفاعیل تجلی کے مفاعیل
بیان کا فعولن + جون شمع مفعول سراپا ہو مفاعیل اگر صرف مفاعیل زبان کا فعولن
اس شعر مین صدر اور ابتدا اخرب ہے اور عروض اور عجز محذوف ہے اور حشو مکفوف
ہزج مثمن اشتر - شعر ہر دم غیر سے اُٹھنا یار کا کا تعجب ہے + معتقد ہون مین اپنے جذبۂ
محبت کا + تقطیع - ہر دم غی فاعلن ر سے اُٹھنا مفاعیلن یار کا فاعلن تعجب ہے
مفاعیلن + معتقد فاعلن ہون مین اپنے مفاعیلن جذبۂ فاعلن محبت کا مفاعیلن
صدر اور ابتدا اشتر ہے کسواسطے کہ مفاعیلن سے میم بسبب خرم کے اور یاے
تحتانی بسبب قبض کے گر کر فاعلن باقی رہا اور انھین دونون زحاف کے
جمع کرنے کو اشتر کہتے ہین اور عروض اور ضرب سالم ہے اور حشو مین ایک رکن اشتر
اور ایک سالم ہے - ہزج مقصور محذوف ع نہ کھینچ آہ نہ کھینچ آہ دل یار ہے نازک +
تقطیع - نہ کھینچ آہ مفاعیل نہ کھینچ آہ مفاعیل دل یار مفاعیل ہے نازک فعولن مفاعیل
مقصور اور فعولن محذوف ہے اور اس مصرع کے ساتھ اگر مصرع ثانی اخرب مکفوف مسبغ

لگاویوین شعر ناموزون نہ ہوویگا اور باقی اوزان ہزج مثمن کے رباعی کی بحث مین
بیان کیے جاوینگے ہزج مسدس مقصور شعر نہ کھینچ ای شانہ زلف یار کو آہ + کہ دل
بھی ہر اسی زنجیر مین قید + تقطیع - نہ کھینچ ای شا مفاعیلن رمین قید مفاعیل اگر
اس وزن مین کہ دل بھی ہر مفاعیلن اسی زنجی مفاعیلن رمین قید مفاعیل
اگر اس وزن مین عروض اور ضرب مختلف ہو جاوے اسطرح کہ ایک مقصور اور
دوسرا محذوف ہو شعر ناموزون نہین ہوگا - ہزج مسدس اخرب مقبوض اشتر مسبغ
شعر کہتا ہی کہ اب نہ کھینچ تو آہین + ہین دل سے تری تو ہم تلک راہین + تقطیع
کہتا ہی مفعول کہ اب نہ کھین مفاعلن چ تو آہین مفاعیلان ہین دل سے مفعول تری
تو ہم مفاعلن تلک راہین مفاعیلان - اور اگر نون کو بسبب غنہ ہونے کے
اعتبار نہ کرین رکن مفاعیلن کا سالم ہو جاویگا پس یہ وزن اخرب مقبوض باقی رہیگا
اور کبھی اس وزن مین زحافات بدل بھی جاتی ہین جیسے اس شعر مین شعر بیٹھا وہ
رقیب کے جو پہلو مین + اُٹھا یہ درد دل کہ کھینچی آہ + تقطیع - بیٹھا وہ مفعول رقیب
کے مفاعلن جو پہلو مین مفاعیلن + اُٹھا یہ مفعولن درد دل فاعلن کہ کھینچی
آہ مفاعیلان + صدر اخرب اور ابتدا اخرم اور عروض سالم اور ضرب مسبغ اور
پہلے مصرع کا حشو مقبوض اور حشو دوسرے مصرع کا اشتر ہے - ہزج مسدس اخرب
مقبوض شعر کہتے ہین کہ وہ نگار آتا ہی + کیا فائدہ جی ہی تن سے جاتا ہی + تقطیع کہتے
ہین مفعول کہ وہ نگا مفاعلن ر آتا ہی مفاعیلن + کیا فا مفعول جی ہی تن مفاعلن سے
جاتا ہی مفاعیلن + ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف شعر دیوانہ دوے یار ہون
مین + اس کام مین ہوشیار ہون مین + اس کا وزن یہ ہے مفعو ل

مفاعلن فعولن۔ ہزج مسدس اخرم محذوف واشتر شعر دیکھا ہی روے یار مین نے+ دیکھی ہے اب بہار مین نے + وزن مفعولن فاعلن فعولن + ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور شعر رہتا ہے سدا خیال دلدار + نے طالب باغ ہون نہ گلزار + وزن مفعول مفاعلن مفاعیل + ان دو تین صورتون کے باہم جمع کرنے سے شعر ناموزون نہین ہوتا بحر رجز۔ رجز لغت مین بمعنی اضطراب اور شتابی کے ہی اور اس بحر کو رجز اسواسطے کہتے ہین کہ عرب اکثر شعر اپنے فخر اور بیان شجاعت مین معرکہ اور میدان مین اسی بحر مین پڑھتے ہین اور وہ مقام اضطراب و شتابی کا ہی اور شاید اسیواسطے اُسکا نام رجز ہو کہ رجز اُن اشعار فخریہ کا نام ہی کہ معرکہ مین پڑھتے ہین پس چونکہ اکثر وہ اشعار اسی بحر مین ہوتے ہین اس مناسبت سے اس بحر کا نام بھی رجز رکھدیا لیکن قائل کو یہ بہہ پہنچتا ہی کہ کہے کہ مقابلہ بالعکس ہے یعنی چونکہ وہ اشعار اکثر اسی بحر مین ہوتے ہین اُن اشعار کا نام اسی مناسبت سے ہو گیا بعضے کہتے ہین کہ رجز حرف رے کے کسرہ سے اور جیم کے سکون کے ساتھ ایسے اونٹ کو کہتے ہین کہ کانپتا ہوا چلے اور ایک دفعہ حرکت کرے اور پھر ٹھہر جاوے اور اس بحر مین ارکان کے اول مین دو سبب خفیف ہین پہلے ایک حرکت ہی اُسکے بعد سکون ہے اس مناسبت سے اس بحر کا رجز نام رکھا ہی یہ وجہ ظاہر اچھی معلوم ہوتی ہی اصل اس بحر کی مستفعلن ہے رجز مثمن سالم شعر ساغر می گلرنگ کا بھر کر مجھے دے ساقیا + زہد و ورع جھگڑا ہی کیا عہد جوانی مفت ہی۔ تقطیع۔ ساغر می مستفعلن گلرنگ کا مستفعلن بھر کر مجھے مستفعلن دے ساقیا مستفعلن + زہد و ورع مستفعلن جھگڑا ہے کیا مستفعلن عہد جوا مستفعلن نی مفت ہے مستفعلن + شعراے فارس مین سے بعضون نے اس بحر مین

آٹھ آٹھ رکن کا مصرع بھی کہا ہے لیکن اردو میں اسکو ہرگز استعمال نہیں کرتے اسواسطے اسکی مثال نہیں لکھی گئی۔ رجز مثمن مطوی مخبون شعر خون جو کیا ہے بجگہ تونے مرا دل و جگر + لیتے ہیں تجھسے حشر میں انتقام دو + تقطیع + خون جو کیا مفتعلن ہے بجگہ مفاعلن تونے مرا مفتعلن دل و جگر مفاعلن + اور اسی طرح سے دوسرا مصرع اور اگر رکن مخبون کو مطوی پر مقدم کریں تو یہ وزن ہو جاوے مفاعلن مفتعلن مفاعلن مفتعلن اس وزن میں اشعار اردو دیکھے نہیں گئے بہرحال مثال اسکی یہ ہے بیت دل و جگر خون ہے مرا سر شک خون بہتے سدا + تقطیع۔ دل و جگر مفاعلن خون ہے مرا مفتعلن سر شک خون مفاعلن بہتے سدا مفتعلن + رجز مثمن مطوی مفتعلن مفتعلن مفتعلن مفتعلن مثال رخ چہرہ کو اس بت کے قمر دیکھے تو جلجاوے وہین + تقطیع۔ چہرہ کو اس مفتعلن بت کے قمر دیکھے تو جل مفتعلن جاوے وہین مفتعلن۔ رجز مسدس سالم مستفعلن مستفعلن مستفعلن دو بار مثال بیت ہمکو ملا جو لطف کوے یار کا + کب وہ صبا کو لطف ہے گلزار کا + رجز مسدس مطوی مفتعلن مفتعلن مفتعلن دو بار مثال شعر ظلم کا اب اس سے گلا لطف ہے کیا + جو نہ سنے شکوہ کا کیا فائدہ ہے + بحر رمل + رمل لغت میں بوریا بُننے کو کہتے ہیں اور اس بحر کا اسواسطے رمل نام رکھا ہے کہ یہان دو سبب کے درمیان میں وتد ہوا اور سبب بمعنی رسی کے ہے پس جیسے بوریہ کو رسی سے بُنتے ہیں اسی طرح سے وتد کو دو سبب کے ساتھ بنا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ رمل ایک قسم راگ کی ہے اور وہ اسی بحر کے وزن پر ہے تو اس مناسبت سے اس بحر کا نام بھی رمل رکھدیا ہے۔ رمل مثمن سالم + فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن دو بار اس بحر میں عروض اور ضرب کو اشعار اردو میں سالم کم استعمال کرتے ہیں بلکہ اکثر مزاحف استعمال کرتے ہیں اسواسطے کہ انکے سالم ہونے سے شعر بے لطف ہو جاتا ہے

رمل مثمن مقصور۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات مثال شعر غیر حبیب کہتے ہیں مجکو
چھوڑدے تو کوے یار + دیکھکر اُنکی طرف تکنے لگو نہ ہوں سوے یار + رمل مثمن محذوف
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن مثال دل نہ کر منت زراہ بیقراری شبیر +
ناز کو آیا ہے یان الحاج وزاری شبیر + رمل مثمن مشکول۔ فعلات فاعلاتن فعلات
فاعلاتن مثال نہ خدا ہے ہمسے راضی نہ یہ بت ہی ہمسے مائل + رہے یون ہی
بازماندہ نہ اودھر کے نہ اودھر کے + فعلات مشکول ہے کہ اسواسطے کہ فاعلاتن میں سے
الف بسبب خبن کے گر پڑا اور نون بسبب کف کے اور شکل اُنھیں دونون زحافون
کے جمع ہونے کا نام ہے جیسے کہ زحافون کی بحث میں مفصل ہو چکا + رمل مثمن مخبون
مشعث مقصور۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان مثال شعر شمع کو منھ کے ترے
سامنے ہے آب و تاب + کہ ہے خورشید ترا چہرہ وہ کرم شب تاب + صدر سالم ہے
اور ابتدا اور حشو دونون مصرع کے مخبون اور عروض اور ضرب مشعث مقصور
یعنی فاعلاتن میں سے حرف متحرک وتد کا بسبب تشعیث کے گرا اور دونون بسبب
قصر کے گر کر ماقبل اسکا ساکن ہو کر فاعات یا فالات باقی رہا اسکو فعلان سے بدل
کرلیا اور عروض اور ضرب میں فعلن بسکون عین یا کسرہ عین سے یا فعلات بکسرہ
عین سے بھی درست ہے۔ رمل مثمن مخبون فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن مثال شعر
یار کا چہرہ رخشان ہے وہ لالہ رشک وہ گل + اور وہ کاکل مشکین ہے عجب غیرت
سنبل + اور بعضون نے رمل مثمن مخبون کو دو چند بھی استعمال کیا ہے یعنی سولہ
فعلاتن دونون مصرع میں اور چونکہ ہر مصرع بسبب آٹھ رکن کے بہت
طویل ہو جاتا ہے اسواسطے عوام اسکو بحر طویل کہتے ہیں یہ مصرع اسیر کا ہے

ع آہ وہ یار ستمگار جفا جو ہی کہ جون باد بہاری آگئی ایک آن مین لیتا ہے چھپا رو + تقطیع -
آہ وہ یا فاعلاتن رستمگا فاعلاتن رجفای جو فعلاتن کہ جون با فعلاتن د بہار آ فعلاتن گئی
ایک آ فعلاتن فعلاتن فعلان مثال شعر داغ دل سینہ مین آتش ہے آہ + آہ اک
مقصور فاعلاتن فعلاتن فعلان مثال شعر داغ دل سینہ مین آتش ہے آہ + آہ اک
شعلہ سرکش ہے آہ + عروض اور ضرب مشعث اور مقصور ہے یعنی فعلان عین ساکن کے ساتھ
کسواسطے کہ فاعلاتن ہوا السبب تشعیث کے اور نون گر کرتے ساکن ہوئی السبب قصر
کے پس فاعات کو فعلان سے بدل لیا بحر سریع - اس بحر مین سریع اسواسطے کہتے ہین
کہ سرعت لغت مین بمعنی جلدی اور شتابی کے ہے اور چونکہ اس بحر مین سبب نسبت وتد کے زیادہ
ہین جلد تر پڑھا جاتا ہی سبر کیف اس بحر کو اکثر مراجعت استعمال کرتے ہین - سریع مطوی موقوف
مفتعلن مفتعلن فاعلان مثال شعر کیا کرون تشخیص کا اُسکی بیان + منہ مین ہوئی جاتی
ہے ساکت زبان + اور بجائے مطوی موقوف کے مطوی مکسوف یعنی فاعلن بھی آسکتا ہے
یعنی مفعولات مین السبب طے کے واو گر کر مفعلات ہوا اور تے اُسکی السبب وقف
کے ساکن ہو کر السبب کشف کے گر پڑی مفعلا باقی رہا اور وقف اور کشف کے
جمع ہونے کا نام کشف ہے پس مفعلا کو فاعلن سے بدل لیا مثال شعر نزلہ سے ایک
شخص کو تھا درد سر + لائی قضا اُسکے تئین اُسکے گھر + اور عروض مین فاعلان
اور ضرب مین فاعلن جمع کرنا بھی درست ہے اسمین کچھ مثال کی حاجت نہین ہے
اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مصرع مفتعلن مفتعلن فاعلن کے وزن پر اور دوسرا
مصرع مفتعلن مفعولن فاعلن یا فاعلان کے وزن پر ہووے مثال شعر چہرہ
روشن نہین کچھ حور سے کم + لب نہین آسکے گوہر سے کم + آسکے کو مفعولن کے

وزن پر ہی اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ ایک مصرع اس وزن پر ہو مفعولن مفعولن فاعلان
یا فاعلن اور دوسرا وزن سابق پر یعنی مفتعلن مفتعلن فاعلان یا فاعلن مثال
شعر اُسکے چہرہ پہ کب ہے عرق + ہی وہ مہ نو کے قریب اب شفق + تقطیع + اُسکی چہ
مفعولن رہ پر کب مفعولن ہے عرق فاعلن + ہی وہ مہ مفتعلن نو کے قری مفتعلن بب
شفق فاعلن۔ سریع مطوی مقطوع مجذوع مفتعلن مفعولن فاع شعر نالہ ہمارا
ہے موزون + سنگ کو بھی کرتا ہے خون + مستفعلن سے بسبب طے کی گرکر مفتعلن
حاصل ہوا اور اسمین سے بسبب قطع کے ساکن وتد مجموع کا یعنی نون گر کر اور لام
ساکن ہو کر مستفعلن رہا اور مفعولن حاصل ہوا اور مفعولات مین سے بسبب جدع
کے دو سبب خفیف گر کر اور تات کی تے ساکن ہو کر اُسکی جگہ فاع رکھا گیا اور
اُس وزن مین مجدوع کیجا ہے منحور بھی آتا ہی مثال عشق کا دیوانہ ہی دل ابرو سے
اُسکے جان بسمل۔ اُسکا وزن یہ ہی مفتعلن مفعولن فع رکن فع کا منحور ہے کسواسطے کہ نحر
مفعولات کی دونوں سبب اور تے کی گرانے کا نام ہی پس جب لا باقی رہا اُسکو فع سے
بدل لیا سریع مخبون مکسوف مستفعلن مستفعلن فعولن مثال شعر اے دل بحا ز لفون
مین اس صنم کی + ہی جبین اُسکی قید ہی شم کی + فعولن مخبون مکسوف ہے کسواسطے
کہ بسبب خبن کے مفعولات کی تے گر پڑی اور بسبب کشف کے تے ساکن ہو کر ساقط
ہوئی فعولا باقی رہا فعولن سے بدل گیا بحر منسرح اس بحر کو منسرح اسواسطے کہتے
ہین کہ انسراح بدن سے کپڑے اُتارنے کو کہتے ہین اور اس بحر مین کبھی اختصار
ایسا ہوتا ہی کہ وہ رکن مستفعلن مفعولات کو شعرا بے ترتیب سارے ہمیشہ اعتبار
کرلیتے ہین پس اُس نقصان اور اختصار کو کپڑے اُتارنے سے تشبیہ دیکر اس بحر کا

منسرح نام رکھا ہے اس بحر کو شعراے عرب و شعراے عجم سوا مزاحفت کے سالم استعمال نہین کرتے۔ اور عرب مثمن اور عجم مسدس نہین استعمال کرتے اور اردو مین بھی شعرا نے فارس کے اتباع مین مثمن ہی استعمال کیا ہے۔ اس بحر مین عروض اور ضرب یا موقوف یا مکسوف یا مجدوع یا منحور آتی ہین۔ منسرح مطوی مکسوف مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن شعر یار دکھاتا ہے برق تاب کسے دید کی۔ حضرت موسیٰ بھی یہان دعوے سے خاموش ہین۔ منسرح مطوی مکسوف مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلات شعر حضرت دل ہم تمھین کہتے نہ تھے بار بار + طرۂ خوبان کی قید ہے سخت دشوار۔ مصرع اول مین عروض اور مصرع ثانی مین حشو مطوی مکسوف ہے یعنی فاعلات کسوا سطے کہ مفعولات مین سے واو گر پڑی بسبب طے کے اور تے ساکن ہوئی بسبب وقف کے پس مفعلات رہگیا اسکو فاعلات سے بدل کیا۔ تقطیع۔ حضرت دل مفتعلن ہم تمھین فاعلن کہتے نہ تھے بار بار فاعلات + طرۂ خو مفتعلن بان کی قید فاعلات سخت ہے دش مفتعلن وار ہے فاعلن + اس بحر مین اختلاف زحافات کا دونون مصرع مین جائز ہے اور جیسے اس شعر مین شعر حال دل خستہ آہ مین نے جو انسے کہا + تو بولے یہ چپ ہی رہ سننے کی طاقت کہان + پہلا مصرع اس وزن پر ہے مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلن اور دوسرا مفاعلن فاعلن مفتعلن فاعلان + تقطیع۔ حال دلی مفتعلن خستہ آہ فاعلان مین نے جو ان مفتعلن سے کیا فاعلن + تو بولے یہ مفاعلن چپ ہی رہ فاعلن سننے کی طا مفتعلن قت کہان فاعلان + مصرع اول مین مفتعلن مطوی اور فاعلات حشو مطوی موقوف کسواسطے کہ بسبب طے کے مفعولات کی واو گر گئی اور بسبب وقف کے اسکی تے ساکن ہوگئی اسکو

فاعلان کر گیا اور فاعلن عروض مین مطوی مکسوف واو مفعولات کی بدستور ٹے کے سبب سے
گر گئے اور تے ساکن ہوکر گر پڑی بسبب کسف کے پھر اُسکو فاعلہ سے بدل لیا اور
مفاعلن مخبون یعنی سین مستفعلن کا بسبب خبن کے گر کر مفاعلن بجائے اسکے رکھا اور
حشو اور ضرب مثل سابق کے ہے۔ منسرح مطوی مکسوف منحور مجدوع مفتعلن فاعلن
مفتعلن فع مفتعلن فاعلن مفتعلن فاع - مثال شعر کان ہین اُسکے زبس نالون
سے مملو + حال دل زار کب کرتا ہے مسموع + مصرع اول مین مفتعلن مطوی اور فاعلن
مکسوف اور فع منحور ہے کسواسطے کہ فاعلن مجدوع سے الف گر پڑا ہے اور فاع
مین سے الف گرنے ہی سے منحور ہوتا ہے اور مصرع ثانی مین ضرب مجدوع ہے یعنے
فاع الف کے ساتھ باقی بدستور منسرح مسدس مطوی مفتعلن فاعلات مفتعلن مثال
شعر نالہ دل نارسا ہی یار تلک + اپنی پہونچ کب ہے گلعذار تلک - منسرح مسدس
مطوی مقطوع مفتعلن فاعلات مفعولن - مثال شعر حالت دل کیا کہون مین مہرو کو +
لوگون نے بیکار کہا ہی بدخو کو + عروض اور ضرب مقطوع ہی اور باقی مطوی بحر مضارع یعنے
مین بمعنی مانند کے ہی اور یہ بحر مانند بحر منسرح کے ہی کسواسطے کہ منسرح مین مفعولات
مین وتد مفروق ہی اور بحر مضارع مین بھی فاع لاتن منفصل مشتمل وتد مفروق پر
اور خلیل ابن احمد نے کہ اس فن کا واضع ہی کہا ہی کہ بحر ہزج کی مشابہت سے مین نے
اس بحر کا نام مضارع رکھا ہی کسواسطے کہ اس بحر کے دو رکن یعنی فاع لاتن منفصل مین
وتد دو سبب خفیف پر مقدم ہے معلوم کیا چاہیئے کہ اس بحر کو سالم استعمال نہین کرتے
بلکہ مزاحف اور زحافات مین سے خبن اور شکل اس بحر مین نہین واقع ہو سکتا
کسواسطے کہ خبن حرف ساکن کے گرانیکو کہتے ہین اُس سبب سے کہ رکن کے اول مین ہو

اور فاع لاتن منقبض کیے اول مین وتد مفروق ہے اور شکل خبن اور کف کے جمع کرنے کو کہتے
ہین جب خبن کا اس بحر مین آنا ممکن نہوا شکل کے نہ آنے کی وجہ بھی ظاہر ہوگئی پوشیدہ
نہ رہے کہ اس بحر مین رکن مفاعیلن کی یے اور نون دونون کا گرانا اور دونون کا
ثابت رکھنا جائز نہین ہے اس امر کو مراقبہ کہتے ہین چنانچہ پہلے معلوم ہوچکا۔ بحر
مضارع مثمن اخرب۔ مفعول فاع لاتن مفعول فاع لاتن شعر شور جنون ہمارا آخر کو
رنگ لایا + جو دیکھنے کو آیا ہاتھون مین سنگ لایا + مضارع مثمن اخرب مکفوف
مقصور مفعول فاع لات مفاعیل فاع لاتن مثال شعر تیرے ہی دیکھنے کے
آوے جو کام چشم + تو زخم چہرہ پر ہے کہ اسکا ہی نام چشم + اور بجاے فاعلان کے
فاعلن بھی آسکتا ہے خواہ عروض اور ضرب دونون مین اور خواہ ایک مین فاعلان
اور دوسرے مین فاعلن اور ایک مصرع مین بجاے رکن فاعلات کے فاع لاتن سالم
اور بجاے مفاعیل کے مفعول کے ہونے سے شعر ناموزون نہین ہوتا مثال شعر ظاہر ہے اپنی
سوزش دل سے کہ آفتاب + محشر کے روز اپنی ہی چہرہ پر ہے داغ کا + مضارع مثمن مکفوف مقصور
مفاعیل فاع لان مفاعیل فاع لان مثال شعر جو اسمین ہے کب ہے زہر دلا دیکھ یار مین +
نہ جا زلف یار مین نجا زلف یار مین + تقطیع جو اسمین ہے مفاعیل کب ہے زہر فاعلان دلا دیکھا
مفاعیل یار مین فاع لان۔ نہ جا زلف مفاعیل یار مین فاعلان نہ جا زلف مفاعیل
یار مین فاعلان + مفاعیل مکفوف اور فاع لاتن مقصور ہے + مضارع مسدس اخرب
مکفوف مفعول مفاعیل فاع لاتن شعر شکوہ ہر کسی کا ہین نہ اے دل + وے بیٹھے
جان اب تو اسکو دی دل + مضارع مسدس اخرب مقصور مفعول فاع لات مفاعیلن
دیتی بجز زلف یار ہمین دھوکا + اور معلوم کیا چاہیے کہ مضارع کو جب مجرد دیکھے

اُسمین سے کوئی جزو کم کرتے ہین رکن فاع لاتن کا گراتے ہین نہ رکن مفاعیلن
بحر مجتث اجتثاث دونون تاے مثلثہ کے ساتھ افتعال کے وزن پر لغت مین معنے
جڑ سے اُکھاڑنے کے ہے اور چونکہ اس بحر کے مسدس کو بحر خفیف سے نکالا ہے گویا بحر
مجتث بحر خفیف ہی اپنی اصل سے دور کیا ہوا اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ بحر مجتث کی
اصل مستفع لن فاعلان مستفع لن فاعلاتن مثمن ہے اور جب اُسکو مسدس کیا مستفع
لن فاعلاتن فاعلاتن اور بحر خفیف کی اصل فاعلاتن مستفع لن فاعلاتن ہے پس
مجتث مسدس مین مستفع لن مقدم ہے دو فاعلاتن پر اور بحر خفیف مین مستفع لن
دو فاعلاتن کے بیچ مین ہے گویا بحر خفیف کے مستفعلن کو بیچ مین سے اول مین رکھکر
مجتث مسدس حاصل ہے مسدس کا نام لیکن مثمن کو مجاز اً کہتے ہین چنانچہ تامل
کرنے والون پر ظاہر ہے اور معلوم کیا چاہیے کہ شعراے عرب اس بحر کو اکثر مسدس
اور مربع استعمال کرتے ہین لیکن شعراے عجم سواے مسدس کے استعمال نہین کرتے
اور اس بحر کے اندر زحافات مین سے طے نہین آسکتا اسواسطے کہ طے دو سبب سے
کہ رکن کے اول مین بے فاصلہ واقع ہوئی ہون چوتھے ساکن کے گرانے کو کہتے ہین
اور چوتھا ساکن مستفع لن منفصل مین سبب کا نہین ہے بلکہ وتد مفروق کا ہے اور
مستفع لن کی نہین اور نون مین معاقبت ہے یعنی یہ دونون اکٹھے ساقط نہین ہوتے
مجتث مثمن مخبون مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن مثال شعر ہے زخم دل سے
گل تر کو آرزوے تراوت + اور اپنے اشک سے ہے ابر ایک جوے طراوت +
مجتث مثمن مخبون مقصور مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان شعر میری نظر مین تو کم
حور خلد سے تو نہین + نجاؤن گا ترے کوچہ کو چھوڑ سوے جنان + اور فعلان مین

مکسور کے عروض مین فعلان عین کے سکون سے اور فعلن عین کے کسرہ اور سکون سے بھی
درست ہی شعر چمن مین صبح جب اُس جنگجو کا نام لیا + صبا نے تیغ کا آب روان سے
کام لیا + کبھو نہ انکو مین دکیا تلاش دنیا مین + کبھو نہ فکر و تردد سے کوئی کام لیا + پہلے
شعر مین عروض اور ضرب فعلن عین کے کسرہ سے اور دوسرے شعر مین عروض فعلان
عین ساکن سے اور حشو مین بجاے فعلاتن کے فعولن بھی درست ہے شعر
مشہور داغ سوزان سے ہی آفتاب خجل + اور اشک سے بھی ہے رنگ شراب ناب خجل +
یعنی سوزان مفعولن کے وزن پر ہی بحر خفیف اس بحر کو خفیف اسواسطے کہتے ہین کہ ہر
رکن مین سبب نے وتد مجموع کو احاطہ کرلیا ہے اسی واسطے سب ارکان ہلکے ہوگئے
ہین اور خفیف بھی لغت مین بمعنی ہلکے کے ہے اور شاید یہ وجہ ہو کہ چونکہ دو سبب
خفیف وتد مجموع کو محیط ہین گویا سارے اجزا ارکان کے سبب خفیف ہی ہین
پس بسبب اسباب خفیفہ کے بحر خفیف نام رکھا ہی پوشیدہ نہ رہے کہ اس بحر کو شعراے
عجم نے مسدس مزاحف استعمال کیا ہی اور تمام اجزا سالم مستعمل نہین مگر صدر اور
ابتدا کبھی سالم مستعمل ہے اور مزاحف مین سے مخبون یا مقصور اور مسبغ یا عروض
اور ضرب مقصور یا محذوف یا مشعث یا مقطوع یا مخبون ہوتا ہے اور اس بحر
مین بھی طے نہین آتا اسیوجہ سے کہ مجتث مین گذری - بحر خفیف مسدس مخبون
فاعلاتن مفاعلن فعلاتن مثال شعر یار مہرو کو دیکھکر نہ رہا دل + ہاتھ سے اُسکے
آہ اب نہ بچا دل + بحر خفیف مسدس مشعث مقصور فاعلاتن مفاعلن فعلات
مثال شعر ہاے وہ شوخ بے وفا بے مہر + نرگسین چشم وگل رخ و مہ چہر صدر اور
ابتدا سالم ہی اور حشو مخبون اور عروض اور ضرب مشعث مقصور ہے اور اس وزن مین عروض کا مخبون

مقصور اور ضرب کا شعث مقصور بھی آتا ہو سکتا ہی مثال شعر رکھے خالق سلامت
آپکی ذات ÷ نہ کھیلیگا تو مین رہونگا رات ÷ اور عروض یا ضرب مین مقطوع اور
مخبون محذوف بھی لانا درست ہی مقطوع فعْلن عین ساکن کے ساتھ بدل لیا
اور محذوف مقصور فعِلن عین کے کسرہ سے ہی کیونکہ فاعلاتن کو جب مخبون کیا
فعلاتن ہوا اور جب محذوف کیا تن کو اُسکے آخر سے گرا دیا فعلا باقی رہا اُسکی جگہ
فعِلن عین کے کسرہ سے رکھدیا۔ بحر مقتضب۔ اقتضاب لغت مین ایک چیز سے
دوسری چیز کے نکالنے کو کہتے ہین اس بحر کو بحر منسرح سے نکالا ہی اسواسطے کہ بحر
منسرح مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولات ہی اور بحر مقتضب مفعولات مستفعلن مفعولات
مستفعلن ہے پس دونون مین وہی ارکان ہین لیکن ترتیب کا فرق ہی اور بعضے کہتے
ہین کہ اُسکا نام مقتضب اسواسطے رکھا ہی کہ یہ بحر کلام عرب مین مجزو مستعمل ہوتا ہی یعنے
دو جزو اخیر کے اُس سے گرا کر استعمال کرتے ہین اور مجزو مشتق ہی جزو سے اور جزو کے
معنی نکالنے کے ہین اور یہی معنی ہین اقتضاب کے پس دو جزو کے اخیر سے گرنے کے
سبب سے اسکو مقتضب کہا ہی۔ مقتضب مثمن مطوی فاعلات مفتعلن فاعلات
مفتعلن شعر یار بیوفا سے ہین شوخ دلربا سے کب امید وصل ہوئی کب امید
وصل ہوئی۔ مقتضب مثمن مطوی مقطوع فاعلات مفعولن فاعلات مفعولن مثال
شعر ہائے یہ نصیب اپنے جسکی وہ تمنا ہی ÷ بعد مرگ بھی گاہی خاک برنہ آنکلا ÷ جب
وتد مجموع مستفعلن کا سبب قطع کے گرا کر لام کو ساکن کیا مستفعلن ہو گیا اُسکی جگہ
مفعولن رکھدیا۔ بحر کامل۔ اسکو کامل اسواسطے کہتے ہین کہ یہ بحر جیسی دائرہ مین
وضع کی گئی ہی تمام ویسی ہی مستعمل ہوئی ہی بصورت وہ یہ ہی متفاعلن متفاعلن

مفتاعلن مفتاعلن + شعر مجھے آرزوے وفا ہی تجھے مشق جور و جفا ہی + کیون
کیا کہ ترے ستم سے اب مرے سر پہ ایسی بلا ہی + بحر متقارب اسکو متقارب
اسواسطے کہتے ہین کہ متقارب یعنی نزدیک کے ہی اور اس بحر مین وتد اور سبب قریب
قریب ہین کسواسطے کہ یہ بحر فعولن فعولن فعولن فعولن دو بار ہی پس فعولن مین فعو اور
لن قریب ہی اسی طرح سب مین اس بحر کو شعراے عجم نے بہت استعمال کیا ہی اگر مثمن
مستعمل ہی اور اُسکے عروض اور ضرب سالم یا مقصور یا محذوف مستعمل ہوئی ہے
متقارب مثمن سالم فعولن فعولن فعولن فعولن شعر مجھے گل کی ہنسنے پہ آتا ہی رونا + کہ اسطرح
ہنسنے کی خوشی کسو کی + متقارب مثمن مقصور فعولن فعولن فعولن فعول - مثال شعر
الٰہی مین بندہ گنہگار ہون + گناہون سے اپنے گرانبار ہون + فعولن مقصور ہے متقارب
مثمن محذوف یعنی بجاے فعولن کے فعل کسواسطے کہ جب فعولن سے بسبب خبن کے
لن گرا دیا فعو باقی رہا اُسکو فعل سے بدل لیا شعر لب بام کثرت جو کیسر ہوئی +
تلے کی زمین ساری اوپر ہوئی + متقارب مثمن مقبوض اثلم فعولن فعولن فعول فعلن
شعر یہ عشق اب کیا ایسا ہی دل مین + کہ بحر خون بہ رہا ہی دل مین - اور فارسی
مین مولوی جامی نے اس وزن کو سولہ رکن پر مبنی کیا ہی اور قطع نظر اسکے اردو
اشعار مین بہت مستعمل ہی اسی وزن پر ہی غزل میر تقی کی اُسکا مطلع یہ ہی + کرو
توکل کہ عاشقی مین نہ یون کروگے تو کیا کروگے + الم ہی ہر جو درد مند و کہان تلک
تم دوا کروگے + فعولن کا نون بسبب قبض کے گرکر فعول رہگیا اور نے اسکی بسبب
خرم کے گرکر عولن رہگیا اُسکو فعلن سے بدل لیا اور یہ امر زحاف کی بحث مین معلوم
ہوچکا ہی کہ جسوقت خرم سے فعولن کے نون کو گراتے ہین اور اُسمین کچھ اور تغیر نہین کرتے

اُسکو اثلم کہا کرتے ہین اور اس وزن کی ایک طرح اور بھی ہے کہ ایک رکن اثلم کہا
کرتے ہین اور اس وزن کی طرح اور بھی ہر کہ ایک مقبوض ہو اور ایک سالم اور
اُسکو بھی سولہ رکن پر مبنی کیا ہی مثال شعر سرو خرامان ہی ترے قد پر - اور گل تر بھی
ہی ترے رخ پر - عاشق شیدا واله ورسوا ہیت دل سے سوزش جان سے - معلوم
کیا جاہیے کہ اس بحر مین اور صورتین مستعمل کم ہین اسواسطے لکھی نہین گئین بحر متدارک
اس بحر کو ابو الحسن اخفش نے استخراج کیا ہی چنانچہ پہلی بحور کی بحث مین مذکور ہو چکا اس
بحر کو متدارک اسواسطے کہتے ہین کہ متدارک بمعنی ملنے والے کے ہے اور یہ بحر
بعد خلیل ابن احمد کے استخراج پاکر ان بحرون سے کہ خلیل نے نکالی نہین ملگئی ہی اور
بحر سولھوین کی گئی اور احمد عروضی نے اسکا نام غریب رکھا ہی کسواسطے کہ غریب
بمعنی نادر کے ہی اور یہ بحر بھی بسبب تنہا مستخرج ہونے کے نادر اور غریب رکھا ہی کیفیت
اصل اسکی آٹھ بار فاعلن ہی - بحر متدارک مثمن سالم فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن مثال
شعر زلف ورخ خال وخط یار کا دیکھکر + تقطیع زلف و رخ فاعلن خال و خط فاعلن یار کا
فاعلن دیکھکر فاعلن اس وزن مین بعض رکن کا اذال ہوتا ہی درست ہی چنانچہ
ع شب کو رشک زلف سے مہ کو رخ روی سے + تقطیع شب کو رشک فاعلان
زلف سے فاعلن مہ کو رخ فاعلان روی سے فاعلن + فاعلان کے وتد مجموع مین سبب
ازاله کی الف زیاده کیا ہی - متدارک مثمن مخبون فعلن فعلن فعلن فعلن عین کے کسرہ سے
اور یہ وزن بھی سوله رکن پر مبنی ہو سکتا ہی چنانچہ ع تری ہاتھون سے کچھ مری حق مین ذرا
نہ بھلا ہی ہوا نہ برا ہی ہوا + کہا تجھسے رقیبون نے گرچہ برا نہ بھلا ہی ہوا نہ برا ہی ہوا +
متدارک مثمن مقطوع فعْلن فعْلن فعْلن فعْلن عین کے سکون سے ع مین جو دیکھا مضطر

دل کو دیا پا یا کب سبیل کو + اور اس وزن یعنی مثمن مقطوع کو صوت الناقوس بھی کہتے ہین
یعنی آواز سنکھ کی اُسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کسی سمت کو تشریف فرما ہوئے
تھے رستے مین ایک بتخانہ تھا وہان سنکھ بجتا تھا اُسکی آواز آپ نے سُنکر فرمایا کہ
اسمین سے یہ آواز آتی ہے حقا حقا حقا حقا یہ فعلن فعلن فعلن فعلن کے وزن پر ہے پس
گویا آواز ناقوس کی متدارک مثمن مقطوع ہے یہان بیان اُن بحرون کا جو مستعمل
بہت ہین تمام ہوا حدائق البلاغت کے مصنف نے اگرچہ بحر قریب اور جدید اور مشاکل
مذکور نہین کیا لیکن مترجم کو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ طالبین کے فائدہ کیواسطے اُنکو بھی
یہان لکھے بحر قریب اس بحر کو مولانا یوسف عروضی نے خلیل ابن احمد کے دو سو برس کے
بعد استخراج کیا ہے اور چونکہ اسکے ارکان بحر ہزج اور مضارع کے ارکان سے قریب
قریب ہین اسواسطے اسکا نام قریب رکھا ہے اور بعضے یہ کہتے ہین کہ چونکہ یہ بحر ایسی نزدیکی
مین مستخرج ہوئی ہے اور یہ نسبت سولہ بحر سابق کے مستحدث ہے اسواسطے اسکو قریب
کہتے ہین اصل اس بحر کی مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن ہے لیکن مستعمل مزاحف ہے بحر
قریب مکفوف مفاعیل مفاعیل فاعلاتن مثال شعر غبار آگے ترے دل مین پھر
نہ نکلا + غبار ہمکو تری طرف سے پھر نہ آیا + حرف رے اور نے کا مصرع ثانی سے تقطیع
مین گر پڑیگا عروض اور ضرب فاعلات ہوے یہ وزن مکفوف مقصور ہوجاوے اور
بجائے فاعلات کے مفاعلن بھی درست ہے اور یہ وزن مکفوف محذوف ہوجاویگا
بحر جدید کہتے ہین کہ اس بحر کو بزرجمہر نوشیروان کے وزیر نے استخراج کیا ہے اور اُسکو
بسبب نئے ہونے کے جدید کہتے ہین اور بعضے اسے بھی غریب کہتے ہین بہرصورت
اسکی اصل فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن ہے بحر جدید مخبون فعلاتن فعلاتن مفاعلن مثال

شعر تیرے قد سے ہی صنوبر بس اب خجل + تیری زلفون سے ہمیشہ ہے شب خجل +
بحر مشاکل بمعنی مانند کے ہی اور اسکو مشاکل اسواسطے کہتے ہین کہ یہ بحر بحر قریب کے
مانند ہی ارکان مین اور فراق اسی قدر ہی کہ یہان فاعلاتن دو مفاعیلن پر مقدم ہے
اور بحر قریب مین موخر ہی کیف اصل اسکی فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن ہے اُردو مین
اس بحر کو کم استعمال کیا ہی بحر مشاکل مکفوف مقصور فاعلات مفاعیل مفاعیل
مثال شعر بار غم کا اُٹھانا ہی بڑا آہ + داغ ہجر کو کھانا ہی بڑا آہ تقطیع + بار غم ک
فاعلات اُٹھانا ہی مفاعیل بڑا آہ مفاعیل + داغ ہجر فاعلات کو کھانا ہی مفاعیل
بڑا آہ مفاعیل + رہے ہجر کے لفظ تقطیع مین متحرک ہو گئی ہی فاعلاتن اور مفاعیلن
پہلے سے نون بسبب کف کے گرا ہی اور دوسرے مفاعیلن سے نون گر کر لام ساکن
ہوا ہی بسبب قصر کے اور اگر فاعلات کی تے کو ساکن کرین تو یہ بھی مقصور ہو جاوے گا

بیان ان تین بحر کا ہو چکا اب خیابان پنجم کو شروع کیا جاتا ہے

خیابان پانچوان رباعی کے اوزان مین

معلوم کیا چاہیئے کہ رباعی مخترع شعراے عجم کی ہی اور اُردو گویون نے بھی
فارسی گویون کی اتباع سے یہ وزن اختیار کیا ہی اور رباعی کا وزن مختص بحر ہزج کے
ساتھہ ہی اور اُسمین نو زحاف آتے ہین اور بسبب اُن زحافون کے چوبیس وزن
حاصل ہوتے ہین پس اس سے معلوم ہوا کہ جو چار مصرع ان چوبیس وزن مین سے
کسی وزن پر ہونگے اُنکو رباعی کہینگے نہ مطلق چار مصرع کو اور نہ اُن چار مصراع کو
کہ کسی اور وزن پر ہون جیسے کہ طریقہ عوام کا ہی کہ جب دو بیت اسطرح کی کہ مصرع
اول اور دوم اور چہارم ہم قافیہ ہو دیکھتے ہین اُسکو رباعی کہدیتے ہین

بہرکیف زحاف اوزان رباعی کے یہ ہین خرم اور خرب اور قبض اور کف اور ہتم
اور جب اور بتر اور شتر یہ آٹھ زحاف ہین اور خرم اور ہتم کا جمع کرنا نوان زحاف ہی
اب جاننا چاہیئے کہ مفاعیلن مین جب یہ زحاف واقع ہوتے ہین اُنسے کئی صورتین
حاصل ہوتی ہین اُنکی تفصیل یہ ہے مفاعیلن مین سے جب خرم کے میم گر پڑا فاعیلن رہا
اسکو مفعولن سے بدل لیا اور جب بسبب خرب کے میم اور نون گر گیا باقی رہا فاعیل
کیونکہ خرب خرم اور کف کے جمع کرنے کو کہتے ہین کہ وہ میم اور نون گر گیا ہوتا ہی پس
مفعول سے بدل لیا اور جسوقت بسبب قبض کے پانچوان حرف ساکن گرا دیا
مفاعلن باقی رہا اور جسوقت بسبب کف کے ساکن ہفتم گر گیا مفاعیل
لازم مفہوم سے باقی رہا اور جسوقت بسبب حذف کے لن اخیر سے گر گیا مفاعی
باقی رہا اُسکو فعولن سے بدلا اور بسبب قصر کے نون فعولن کا گر کر ماقبل اُسکا ساکن
ہوگیا فعول لام ساکن سے باقی رہا یہ اہتم ہی کیونکہ حذف اور قصر کی جمع کرنے کو ہتم کہتے
ہین اور جسوقت بسبب جب کے دو نون سبب اخیر سے گر پڑے مفا رہا اُسکو فعل سے بدلا
اور جسوقت مجبوب یعنی مفا سے میم بسبب خرم کے گرا دی فا باقی رہا فع سے
بدل لیا اُسکو ابتر کہتے ہین اور جسوقت میم بسبب خرم کے اور یای تحتانی بسبب قبض کے
گر پڑی فاعلن رہا اسکو اشتر کہتے ہین اور جسوقت مفاعیلن مین سے میم بسبب خرم کے
گر گئی اور نون بسبب حذف کے ساقط ہوا فاعی رہا اور عی کی یای تحتانی بسبب قصر کے
گر کر عین ساکن ہوگئی فاع باقی رہا پس اجتماع حذف اور قصر کا ہتم ہی اور خرم اور ہتم کے
اجتماع سے فاع حاصل ہوا مجموع ارکان مزاحف رباعی کی کہ اس تفصیل کے ساتھ
حاصل ہوے یہ ہین مفعولن اخرم مفعول اخرب مفاعیلن مقبوض مفاعیل مکفوف فعول اہتم فعل مجبوب

فع ابتر فاعلن اشتر فاع اجتماع خرم اور ہتم سے حاصل ہوا اوران نو ارکان مزاحف
اور مفاعیلن سالم سے باہم ترکیب ہوکر رباعی کے اوزان چوبیس حاصل ہوتے ہین ان
چوبیس وزن مین سے بارہ وزن وہ ہین کہ اُنمین صدر اور ابتدا اخرب یعنی مفعول اور
بارہ وہ ہین کہ اُنکی صدر اور ابتدا اخرم یعنی مفعولن آتی ہے تفصیل بارہ اوزان
اخرب کی یہ ہے اول یہ کہ صدر اور ابتدا اخرب اور حشو کا ایک جزو مقبوض اور ایک
سالم اور عروض اور ضرب اخرم اہتم ہو جیسے اور وہ یہ ہے مفعول مفاعلن مفاعیلن
فاع دوسرا یہ کہ صدر اور ابتدا اخرب اور ایک جزو حشو کا مکفوف اور ایک سالم اور
عروض اور ضرب اخرم اہتم اور وہ یہ ہے مفعول مفاعیل مفاعیل فاع تیسرا یہ کہ صدر
ابتدا اخرب اور دونون جزو حشو کے مکفوف اور عروض اور ضرب مجبوب اور
وہ یہ ہے مفعول مفاعیل مفاعیل فعل چوتھا یہ کہ صدر اور ابتدا اخرب اور
ایک جزو حشو کا سالم اور ایک جزو اخرم اور عروض اور ضرب اخرم اہتم وہ یہ
مفعول مفاعیلن مفعولن فاع پانچوان یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرب
اور حشو کا ایک جزو مقبوض اور ایک جزو سالم اور عروض اور ابتدا ابتر اور وہ
یہ ہے مفعول مفاعلن مفاعیلن فع چھٹا یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرب اور حشو کا ایک
جزو مکفوف اور ایک سالم اور عروض اور ضرب ابتر ہو وہ یہ ہے مفعول مفاعیل مفاعیلن
فع ساتوان یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرب ہو اور حشو کا ایک جزو سالم ہو اور ایک
اخرب اور عروض اور ضرب اہتم وہ یہ ہے مفعول مفاعیلن مفعول فعول آٹھوان یہ ہے
کہ صدر اور اخرب اور حشو کا ایک جزو سالم اور ایک اخرم اور عروض
اور ضرب ابتر وہ یہ ہے مفعول مفاعیلن مفعولن نوان یہ ہے کہ صدر اور

ابتدا اخرب اور حشو کا ایک جزو سالم اور ایک جزو اخرب اور عروض اور ضرب
مجبوب وہ یہ ہے مفعول مفاعیلن مفعول فعل دسواں یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرب اور
حشو مکفوف اور عروض ضرب اہتم وہ یہ ہے مفعول مفاعیل مفاعیل فعول گیارہواں
یہ کہ صدر اور ابتدا اخرب اور حشو کا ایک جزو مقبوض اور ایک مکفوف اور عروض
اور ضرب اہتم وہ یہ ہے مفعول مفاعلن مفاعیل فعول بارہواں یہ ہے کہ صدر اور
ابتدا اخرب اور حشو کا ایک جزو مقبوض اور ایک جزو مکفوف اور عروض اور ضرب
مجبوب وہ ہے مفعول مفاعلن مفاعیل فعل ان بارہ وزن کو آسانی سے سمجھنے
کے واسطے بشکل شجرہ کے لکھتے ہیں اسکو شجرہ اخرب کہتے ہیں سب اوزان
رباعی کے بیان کے بعد لکھا جائیگا تفصیل بارہ اوزان اخرم کی یہ ہے اول یہ کہ
صدر اور ابتدا اخرم ہو اور حشو ایک جزو اشتر اور ایک سالم اور عروض اور ضرب
اخرم اہتم وہ یہ ہے مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع دوسرا یہ ہے کہ صدر اور ابتدا
اخرم اور حشو کا ایک جزو اخرب اور ایک سالم اور عروض اور ضرب اخرم اہتم وہ ہے مفعولن
مفعول مفاعیل فاع تیسرا یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو اشتر اور
ایک جزو مکفوف اور عروض اور ضرب مجبوب وہ یہ ہے مفعولن فاعلن مفاعیل فعل چوتھا وہ کہ صدر
اور ابتدا اور حشو اخرم اور عروض اور ضرب اخرم اہتم وہ ہے مفعولن مفعولن مفعولن
فاع پانچواں یہ کہ صدر اور ابتدا اور حشو اخرم اور عروض اور ضرب ابتر وہ یہ ہے
مفعولن مفعولن مفعولن چھٹا یہ کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو اشتر اور
ایک جزو سالم اور عروض اور ضرب ابتر وہ ہے مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع
ساتواں یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو اخرب اور ایک مکفوف اور

عروض اور ضرب اہتم اور وہ یہ ہے مفعولن مفعول مفاعیل فعول آٹھوان یہ کہ صدر اور ابتدا
اخرم اور حشو کا ایک جزو اخرب اور ایک سالم اور عروض اور ضرب ابتر وہ یہ ہے مفعولن
مفعول مفاعیل فع ۔ نوان یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو اخرم اور
ایک جزو اخرب اور عروض اور ضرب مجبوب وہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرم اور
حشو کا ایک جزو اشتر اور ایک جزو مکفوف اور عروض اور ضرب اہتم وہ یہ ہے
مفعولن فاعلن مفاعیل فعولن اور بارہوان یہ کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک
جزو اخرم ایک اخرب اور عروض اور ضرب اہتم وہ یہ ہے مفعولن مفعولن مفعول فعل
اور ان بارہ اوزان کو بھی بہ شکل شجرہ کے لکھتے ہین اور اسکو شجرۂ اخرم کہتے ہین صورت
ان شجرکی یہ ہے

شجرۂ اخرب

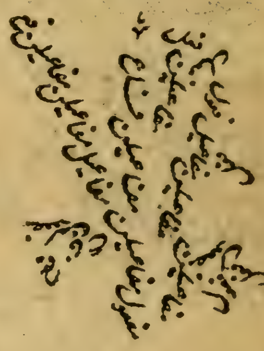

شجرۂ اخرم

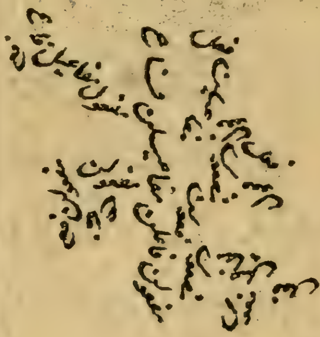

معلوم کیا چاہیے کہ ہر مصرع رباعی کا وزن علیحدہ پر ہونا اور شجرۂ اخرم کے اوزان کو
آپسمین جمع کرنا بھی درست ہے اب اگر ہر وزن کیواسطے ایک ایک رباعی لکھی جاوے
تو طول ہوتا ہے اسلیے دو رباعی واسطے مثال کے تحریر ہوتی ہین باقی کو اسی پر

قیاس کر لینا چاہیئے پہلی رباعی ایوان عدالت مین تمھاری پاشاہ + کیا ظلم کو ہو دخل عیاذاً باللہ + شیشہ کا جو وان طاق سے رپٹے ہو یا یون پتھر سے نکلتی ہو صدا بسم اللہ + ہر مصرع اس رباعی کا شجرۂ اخرب کے دوسرے وزن پر ہے دوسری رباعی یاران زمانہ کا نہ پوچھو کچھ کار + دو دن تک رہتا ہو بہت انکا پیار + جب دیکھتے ہین کہ نکلے مطلب دل + پھر کرتے ہین دوستی سے بالکل انکار + مصرع اول اور چہارم شجرۂ اخرب کے پہلے وزن پر ہے اور مصرع دوسرا شجرہ اخرم کے دوسرے وزن پر اور مصرع تیسرا شجرۂ اخرب کے بارھوین وزن پر۔ یہان تک فن عروض کا تمام ہوا اور حتی الوسع ہر مطلب مین تفصیل بخوبی کی گئی ہو تاکہ مبتدیون کو اس فن کا سمجھنا آسان ہوجاوے واللہ اعلم بالصواب

حدیقہ چوتھا قافیہ کے علم مین

قافیہ اُن کئی حرفون کا نام ہو کہ بیت کی ہر مصرع کے یا مصرع ثانی کی اخیر مین یا حکم اخیر مین الفاظ مختلفہ کے اندر مکرر واقع ہوئی ہون اور مستقل نہون یعنی بغیر ضم ضمیمہ کے نہ آتے ہون جیسے کار اور بار کہ اسمین حرف قافیہ کا ر ہی اور الف ہو اور علیحدہ نہین آیا بلکہ کار اور بار کے ضمن مین ہے اور کاف اور بے داخل قافیہ کے حرفون مین نہین چنانچہ معلوم ہوجائیگا اور اختلاف اُن لفظون کا تین طرح پر ہے یا باعتبار لفظ اور معنی دونون کے مختلف ہون مثلاً زر د اور درد یا باعتبار معنی کے لفظ کے فقط کہ ایک جا بمعنی آواز کے اور دوسری جا بمعنی قصد کے ہووے یا باعتبار لفظ کے فقط جیسے سرد اور ہرد۔ معلوم کیا چاہیئے کہ قافیہ اخیر مین وہان ہوتا ہو کہ جس شعر مین ردیف نہو اور حکم اخیر مین وہان ہوتا ہو کہ بعد قافیہ کے ردیف بھی ہو اور بے استقلال ہونیکی قید

اسواسطے ہی کہ یہ تعریف ردیف پر صادق نہ آئے کسواسطے کہ ردیف کلمہ مستقل ہوتی ہے
اور اُسکا حال مفصل بیان اور تکرار کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر ایک مصرع کے اخیر مین لفظ
بار اور کار یا درد اور زرد اور سوائے اسکے واقع ہووے پس اُسکو قافیہ نہین کہہ
سکینگے اور حال یہ ہی کہ وہ قافیہ ہی کسواسطے کہ مصرع کلام موزون ہی اُسپر اطلاق شعر کا
درست ہی اور شعر بدون قافیہ کے معتبر نہین ہوتا پس اسکا جواب دو طرح پر ہی اول
یہ کہ بعضون کے نزدیک قافیہ شعر کی تعریف مین داخل نہین ہے بلکہ ایک امر عارضی کی
شرایط سے ہی یعنی قافیہ سے یہ معلوم ہوجاتا ہی کہ وہ مطلع ہی یا غیر مطلع اور غزل ہی یا مثنوی یا
سوا اسکے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ وہان یہ اعتبار کرینگے کہ اگر دوسرا مصرع
اُسکے ساتھ لگائینگے اسکے اخیر مین فلان لفظ ہوگا پس اس اعتبار سے تکرار
لازم آگئی ہی معلوم کیا چاہیئے کہ قافیہ کی تعریف مین بہت بحث ہی یہان اُسکا تحریر کرنا
مبتدیون کو مفید نہین ایک رسالہ مترجم نے زبان فارسی مین تالیف کیا ہے سب
اُمور اُسمین بالاستیعاب مذکور کیے ہین اگر کسی شائق کو اسکی تفصیل منظور ہو اُسکو
مطالعہ کرے بہر کیف مشہور یہ ہے کہ قافیہ کے نو حرف ہین یعنے قافیہ اُن نو حرفون
مین سے کوئی حرف ہوتا ہی خواہ ایک حرف ہو خواہ زیادہ اور یہ بھی ہے کہ
سب نو حرف ایک جا جمع ہوتے ہین چنانچہ اسکا حال مفصل معلوم ہوجائیگا اور
ان نو حرفون مین سے ایک حرف بیچ مین ہوتا ہی اُسکو روی کہتے ہین اور چار حرف
اُسکے پہلے اور چار اُسکے بعد آتے ہین اور وہ پہلے چار مع حرف روی کے حروف
اصلی کلمہ کے ہوتے ہین اور چار اُسکے بعد زاید ہوا کرتے ہین اور قافیہ کے کئی نام
ہوتے ہین اور چند امور ایسے ہوتے ہین کہ قافیہ میں اُنسے احتراز چاہیئے

کہین برسبیل وجوب کے اور کہین برسبیل جواز کے ان سب کا حال کئی شعبون مین مذکور کیا جاتا ہے

شعبہ پہلا حروف قافیہ کے بیان مین

معلوم کیا چاہیے کہ روی اُس لفظ کے اخیر کو کہتے ہین کہ مصرع یا بیت کے اخیر مین واقع ہوا ہو اور وہ حرف غالباً اصلی ہوتا ہو اور کبھی حرف زائد کو حکم مین اصلی کے اعتبار کرتے ہین جیسے درد اور زرد کہ انکی دال اصلی ہے اور نقش اور کشش مین اول کا شین اصلی اور دوسرے کا شین مصدری زاید ہے مگر چونکہ مقابل مین حرف اصلی کے واقع ہوا ہے اُسکو بھی روی اعتبار کیا ہو اور حکم مین حرف اصلی کے ٹھہرالیا ہو اور آٹھہ حرف کہ روی کو لاحق ہوتے ہین اُنمین سے چار حرف اُسکے پہلے ہوتے ہین اور چار اُسکے بعد پہلے چار حرفون مین سے ایک ردف ہے اور دوسرا قید اور تیسرا تاسیس اور چوتھا دخیل اور وہ چار کہ روی کے بعد آتے ہین ایک اُنمین سے وصل ہے اور دوسرا خروج اور تیسرا مزید اور چوتھا نائرہ بیان ہر ایک کا مفصل یہ ہے ردف ہے کہ کسرہ سے الف اور یے واو ماقبل مضموم اور یاے تحتانی ماقبل کو کہتے ہین کہ انکے اور روی کے بیچ مین کوئی اور حرف واسطہ نہو اور اگر ہو تو حرف ساکن ہو اول مثل کار اور بار دوور اور شور دیر اور سیر اور یہ حروف غالباً اصلی ہوتے ہین اور کبھی یہ حرف زائد بھی ہوتے ہین اور زائد ہونا اُس صورت مین ہے کہ روی کا حرف بھی زائد ہو اور حکم مین حرف اصلی کے اعتبار کر لیا ہو مثلاً ایک مصرع مین قافیہ دین ہو اور دوسرے

منسوج مین زرین نون وین کا اصلی ہی اور نون زرین کا زائد کسواسطے کہ زر کے
ساتھہ یاے تحتانی نسبت کیواسطے لاحق ہوئی ہی اور نون غنہ کبھی یاے نسبت کے
ساتھہ لاحق ہوگیا ہی پس جب نون زرین کا روی ٹھہرا یاے تحتانی اُسکے مقابل
مین وین کے ی کے حرف ردف کے حکم مین معتبر ہوئی یہ فائدہ جلیلہ ہی اور اُس
فن کی کتابون مین لکھا ہے اور ردف دوسرا مثل دوست اور پوست کے کہ تا سے
ی روی ہی اور واو ردف اور سین ردف اور روی مین واسطہ واقع ہوا ہے
جو ردف کہ اُسمین اور روی مین کسی حرف کا واسطہ ہو اُسکو علی الاطلاق ردف
کہتے ہین اور اُس حرف ساکن کو ردف زائد اور ردف زائد چھہ حرفو ردف
اصلی کہتے ہین اور اُس حرف ساکن کو ردف زائد اور ردف زائد چھہ حرفون
مین سے کوئی حرف ہوتا ہی وہ چھہ حرف یہ ہین خے نقطہ دار اور رے بے نقطہ
اور سین بے نقطہ اور شین نقطہ دار اور فے اور نون مثل دوخت اور سوخت
اور آرد اور کارد اور دوست اور پوست اور داشت اور کاشت بافت اور یافت
اور رانده اور مانده اور خواجہ نصیر الدین طوسی نے رسالہ معیار الاشعار مین اِس
حرف کو ردف مین داخل نہین کیا بلکہ روی مین داخل کیا ہی اور روی مضاعف
نام رکھا ہی یعنے روی دوچند معلوم کیا چاہیئے کہ واو اور یاے تحتانی ردف کی کبھی
معروف ہوتی ہی اور کبھی مجہول معروف وہ ہی کہ ضمہ اور کسرہ اُنکے ماقبل کا کھینچ کر
پڑھا جاوے جیسے ضمہ حور اور دور کا اور کسرہ شیر اور میر کا اور مجہول وہ ہے
کہ ضمہ اور کسرہ اُنکے ماقبل کا کھینچ کر پڑھا نہ جاوے جیسے ضمہ کو اور شور کا اور کسرہ
دیر و زیر کا ان دونون کا جمع کرنا بھی جائز ہی مثال ضمہ کی ان دو شعرون مین

سوداکے سے ہر سنگ مین شرارہی تیرے ظہور کا + موسی نہین کہ سیر کرون کوہ طور کا +
ہستو قفس مین آن کے خاموش ہورہے + ای ہمصفیر فائدہ ناحق کے شور کا + مثال
کسرہ کی اس شعر مین سے رحم کے قابل ہے ظالم حال اس نخچیر کا + جلد چھوڑا کے
ہاتھ کب ہنگام ہے اب دیر کا قید حرف ساکن ہے ردف کے سوا خواہ واو
ماقبل مفتوح اور یاے تحتانی ماقبل مفتوح ہو خواہ سوا انکے اور حرف اور اسمین
اور روی کے بیچ مین کوئی اور حرف نہو جیسے واو ورا ورغور کے وال ورغین کے
فتحہ سے اور رے ورد اور زرد کی اور سوا اسکے یہ حروف بارہ ہین بے اور خے نقطہ
دار اور رے بے نقطہ دار اور زے نقطہ دار اور سین بے نقطہ دار اور شین نقطہ دار
اور فے اور نون اور واو اور غین نقطہ دار اور ہاے ہوز اور یاے تحتانی جیسے
ابر اور گبر کاف فارسی سے بمعنی آتش پرست کے اور سخت اور تخت اور درد اور زرد
رزم اور بزم مست اور دست دشت اور گشت مغز اور نغز جفت اور مفت ہند
اور سند دور اور غور فتح ماقبل سے پیک اور کیک یہ فارسی کے لفظون کا حال ہے
والا عربی کے لفظون مین اور حرف بھی قید کے واقع ہوتے ہین مثل عین اور میم
اور قاف اور سوا انکے جیسے شعر اور قعر اور عقل اور نقل اور عمر اور خمر۔ تاسیس اس
الف کا نام ہے کہ اسمین اور روی کے بیچ مین ایک حرف متحرک ہو جیسے کہ کامل اور
شامل کا الف کہ میم اسمین اور روی مین واسطہ ہے اور یہ حرف صنعت لزوم
مالایلزم کے قبیل سے ہے کہ علم بدیع مین مفصل حال اس صنعت کا معلوم ہوچکا پس تکرار
اس الف کی واجب نہین مگر لازم کرلین اور اگر لازم نہ کرلین تو قافیہ کامل کا
دل کے ساتھ بھی درست ہے دخیل وہی حرف متحرک ہے کہ الف تاسیس اور روی مین واسطہ

ہوتا ہی جیسے میم کامل اور شامل کا اور ذمیل مین تخصیص حروف کی ضرور نہین کسواسطے
کہ قافیہ کامل کا جاہل اور عادل کے ساتھہ ہوسکتا ہی اور ایک حرف کا لازم کرلینا
بھی لزوم مالایلزم کے قبیل سے ہے وہ چار حرف کہ روی سے پہلے واقع ہوتے ہین
اُنکا بیان ہوچکا اب جو حرف کہ بعد روی کے آتے ہین مذکور کیے جاتی ہین ایک اُنمین
سے وصل دوسرا مزید تیسرا خروج چوتھا نائرہ ہی اور یہ حرف ہمیشہ زائد ہوتے ہین کسواسطے
کہ روی کہ حروف مین سے حرف اخیر کا نام ہی پس جو حرف بعد اُسکے آویگا زاید ہی
ہوگا اب سنا چاہئیے کہ وصل اُس حرف کو کہتے ہین کہ روی کے ساتھہ متصل ہووے
اور مزید وہ کہ وصل سے متصل ہووے اور خروج وہ کہ مزید سے متصل ہووے
نائرہ وہ کہ جو خروج سے متصل ہووے اور ان حرفون مین سے بجز وصل کے
اشعار اُردو مین واقع نہین ہوتا اور وہ بھی اغلب بعضے الفاظ مین ہوتا ہی کہ فارسی
مین مثلاً خفتہ اور نہفتہ کہ تے حرف روی کا ہی اور ہاے ہوز حرف وصل کا کہ زاید ہے
اور تین حرف باقی اشعار فارسی مین اکثر الوقوع ہین اُسکی مثالین بھی فارسی مین
تلاش کرنی چاہئین اور چونکہ اشعار اُردو مین نہین آتے اُنکی مثال اُردو کے
اشعار مین نہین ہے اسواسطے اُنکا بیان ترک کرتے شعبہ دوسرے کو لکھتا ہون۔

شعبہ دوسرا حروف قافیہ کی حرکتون کے بیان مین

معلوم کیا چاہئیے کہ حروف قافیہ کی حرکتون مین سے ایک توجیہ ہی اور وہ حرف
روی کے ماقبل کی حرکت کا نام ہی بشرطیکہ روی ساکن ہو جیسے سر اور گر کے سین
اور کاف کا فتحہ اس حرکت کا اختلاف درست نہین ہے مگر جبکہ روی بسبب حرف
وصل کے متحرک ہوجاوے مثلاً ایک جا سے مسافری اور دوسری جاسے جوہری

کہ فے مسافری کی مکسور ہے اور جوہری کی مفتوح اور ردف اور قید کے ماقبل کی حرکت کو
حذو کہتے ہین پس یہ حرکت ردف مین الف کے ماقبل فتحہ اور واو کے ماقبل ضمہ اور
یاے تحتانی کے ماقبل کسرہ ہوتا ہے اور قید مین بھی یہ تینون حرکتین حذو ہوتی ہین
جیسے دست اور رست مین فتحہ اور بست اور شست مین ضمہ اور بشد اور سند مین
کسرہ اور وہ حذو کہ ردف کے ساتھ ہو اُسکا اختلاف درست نہین مگر جبکہ قید کے
ساتھہ ہوگی اُسکا وہان اختلاف جب درست ہو کہ روے متحرک ہو جاوے
جیسے آہستہ اور بستہ اور شستہ ہای ہوز کا کسرہ اور یاے موحدہ کا فتحہ اور شستہ
کی شین کا ضمہ اور الف تاسیس کے ماقبل کی حرکت کا رس اور وصل کی حرکت کا اشباع
نام رکھتے ہین اور اشباع کا اختلاف بھی روی کے متحرک ہونیکی صورت مین درست ہے
مثلاً شاطری اور برابری مین تاے بے نقطہ مکسور اور یاے موحدہ مفتوح ہے اور
جب روی بسبب حرف وصل کے متحرک ہو جاوے اُسکی حرکت کو مجری کہتے ہین جیسے
ہمسری اور افسری کی رے کی حرکت یعنی کسرہ اور جب وصل اور خروج سے متصل ہووے
اُسکی حرکت کو نفاذ کہتے ہین مگر از بسکہ حرف خروج کا اشعار اردو کے قافیہ مین
خود ہی نہین واقع ہوا اسی واسطے یہ حرکت بھی نہین واقع ہو سکتی پس اشعار اردو کے
قافیہ مین پانچ حرکتین پہلی آسکتی ہین جیسے معلوم ہو چکا

شعبہ تیسرا روی کے اوصاف کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ روی جب ساکن ہو مثل سر اور گر کی رے ایسی رے کو مقید
کہتے ہین اور جب بسبب وصل کے متحرک ہو جاوے تو اُس روی کو مطلق کہتے ہین جیسے خفتہ
اور نہفتہ کی تے کہ متحرک ہے اور اگر روی کے ساتھہ کوئی اور حرف حروف ماقبل میں سے

یا حروف مابعد مین سے متصل نہوگا اُسکو ردی مجرد کہینگے جیسے دو ہی سر کا کہ اُسمین دے
کے سوا کوئی اور حرف قافیہ کا نہین ہے پس ردی مجرد ہے اور بسبب ساکن ہونے کے
ردی مقید بھی اس سے اور اگر کوئی حرف قافیہ دوسرا بھی ہوگا اُس حرف کے ساتھ
اُسکو منسوب کرینگے مثلاً کار اور بار مین رے کو ردی مقید مع ردف کے
اور دست اور ست مین تے کو ردی مقید مع حرف قید کے اور کامل اور شامل
مین لام کو ردی مقید مع تاسیس کے اور اسی طرح سے باری کے لفظ مین یا ردی
مطلق مع قید کی ردف کے اور دستی اور ستی مین ردی مطلق مع قید کے اور
کاہلی اور جاہلی مین ردی مطلق مع تاسیس کے کہینگے

شعبہ چوتھا قافیہ کے عیبون کے بیان مین

عیب قافیہ کے کئی طرح پر ہین ایک اُنمین سے یہ ہو کہ ایک جاے مین ردے
حرف اصلی ہو اور دوسری جاے مین حرف زائد کو بہ تکلف ردی کر لیا ہو وے مثلاً
گالی اور لالی کہ یاے تحتانی گالی کی اصلی ہو اور لالی کی زائد ہو اور اسی قبیل سے ہو
یہ شعر بھی شعر آپ کو کہتا ہو مبدل عشق مین بیتاب غیر + ہاے صد افسوس یہ تیہ
بھی پہونچا تا بغیر + یعنی تا بغیر مین بے نقطہ تا سے متصل ہو کر حکم مین ردی کی ہوگئی
اور اسمین عیب ایک اور اعتبار سے بھی ہو کہ پہلے قافیہ مین ردی ساکن ہے اور
دوسرے قافیہ مین ردی متحرک اور عیب دوسرا یہ ہو کہ حرکت توجیہ کی مختلف ہو
جیسے مسافری اور جوہری مین اس عیب کا نام اقوی ہے عیب تیسرا اختلاف
ردی کا اور یہ عیب فاحش ہے اور کسی طرح سے درست نہین مگر جبکہ دونون ردی
قریب المخرج ہون جیسے شک اور رگ اور سب اور تپ اور سیاہ اور صباح اندر

غیاث اور داس اور حق یہ ہے کہ کاف فارسی اور تازی اور ایسی ہی یائے فارسی اور تازی کے اختلاف کا مضائقہ نہیں اور سیاہ اور صباح وغیرہ کا اختلاف ہرگز مناسب نہیں اس عیب کو یعنی اختلاف روی کو اکفا کہتے ہین یہ چوتھا اختلاف روف کا جیسے کوئی شخص کار کو دور کے لفظ کے ساتھ قافیہ کر دے اور یہ اختلاف کسی طرح سے جائز نہیں ہے عیب پانچوان اختلاف حرف قید کا خواہ دونون قریب المخرج نہوون جیسے لفظ شعر کا قافیہ عمر کے ساتھ خواہ ہون جیسے بحر اور شہر اور یہ بہت معیوب نہیں ہے کسواسطے کہ فارسی اشعار مین بہت آیا ہے عیب چھٹا یہ کہ حرکت اشباع کی یعنی حرکت دخیل کی مختلف ہو بشرطیکہ روی مقید ہو جیسے کامل کو تجاہل کے ساتھ قافیہ کیا جاوے عیب ساتوان اختلاف حذو کا جیسے نور بالضم کو دور بالفتح کے ساتھ قافیہ کرین اور تین عیب یعنی اختلاف قید اور اختلاف اشباع اور اختلاف حذو کو سناد بسین مہملہ کے کسرہ سے کہتے ہین عیب آٹھوان یہ ہے کہ ایک کلمہ کو مکرر مذکور کرین ایک معنی مین اسکو ایطا کہتے ہین مثلاً مصرع اول مین فانہ کو قافیہ کرین اور مصرع ثانی مین بھی اسی کو قافیہ کرین اور اسکو شایگان بھی کہتے ہین اور ایطا دو قسم پر ہے اول خفی اور دوسرا جلی خفی وہ ہے کہ تکرار کلمہ کی اسمین خوب ظاہر نہو جیسے دانا اور بینا کہ ہر چند الف اسمین زائد اور مکرر ہے لیکن بسبب کثرت استعمال کے جزو کلمہ معلوم ہوتا ہے اور جلی وہ ہے کہ اسمین تکرار کلمہ کی ظاہر ہو جیسے ستمگر اور کاریگر کہ گر کا زائد اور مکرر ہونا خوب ظاہر ہے اور ایطاے جلی سخت عیب ہے ایسے قافیہ کا ایک بیت مین لانا ہرگز درست نہیں مگر غزل یا قصیدے مین کئی شعر کے بعد تانے کا مضائقہ نہیں عیب نوان یہ ہے کہ قافیہ باعتبار معنی کے اپنے مابعد پر موقوف ہو

اُسکو تضمین کہتے ہین اسکی مثال یہ ہے سے رکھتا تو ہے ہر چند ستمگر تو یاد عاشق کے مزار پر جفا سے آلا + اتنا بھی سمجھ لے کہ دل سوختہ کا + وہ شعلہ بھڑکتا ہے کہ سوزان ہی گیا لفظ الّا کا مابعد یعنی مصرع ثالث سے متعلق ہے اور اسکا سمجھنا مابعد پر موقوف ہے مگر مترجم کے نزدیک اسکے عیب مین داخل ہونے کی کوئی وجہ نہین ہے عیب دسوان یہ ہے کہ قافیہ کو قصیدہ یا غزل مین بدل ڈالین اور یہ سخت عیب ہے لیکن اگر اُسکے بدل لینے پر کوئی اشارت کر دین تو عیب نہین رہتا چنانچہ متاخرین اکثر بعد غزل تمام کرنے کے اُس قافیہ کے غیر مین غزل تحریر کرنے کے ارادہ پر مقطع مین اشارہ کر دیتے ہین عیب گیارہوان وہ ہے کہ ایک لفظ کی دو ٹکڑے کر کے ایک جزو کو قافیہ مین اور دوسرے کو ردیف مین داخل کرین اُسکو قافیہ معمول کہتے ہین چنانچہ اس شعر مین سے وہ شوخ سیم تن مرے ملنے سے کیا ہو خوش مُنے اشرفی ہے پاس مرے اور نہ روپیے اس شعر سے پہلے شعرون مین تو ہے اور لہو ہے قافیہ اور ردیف ہے اور اس شعر مین روپیہ کے لفظ کی دو جزو کر کے لفظ رو کو قافیہ اور پیے کو ردیف مین داخل کر دیا

تتمہ پانچوان قافیہ کی تقسیم مین باعتبار وزن کے

معلوم کیا چاہئیے کہ اگر قافیہ مین دو ساکن متصل واقع ہوے ہون اُس قافیہ کو مترادف کہتے ہین جیسے غدیر اور امیر کہ حرف رے کا اور یاے تحتانی متصل واقع ہوئے ہین اور دونون ساکن ہین اور اگر ان دونون ساکن کے بیچ مین ایک متحرک واسطہ ہو اُس قافیہ کو متواتر کہتے ہین جیسے محرم اور مرہم کہ اول مین حاے حطی اور میم کے بیچ مین حرف رے کا اور دوسرے مین رے اور میم کے بیچ ہاے ہوز واسطہ ہے اور متحرک ہے اور اگر اُن دو ساکن کے بیچ مین دو متحرک حرف واسطہ ہون اُسکو متدارک

کہتے ہین جیسے برگ تر اور فرق سر کہ اول مین دونون رے بے نقطہ کے بیچ مین گاف
اور تے فوقانی واسطہ ہین اور دونون متحرک ہین اور دوسرے مین دونون رے کے
بیچ مین قاف اور سین واسطہ ہین اور دونون متحرک ہین اور اگر اُن دو ساکن کے
بیچ مین تین متحرک واسطہ ہون اُسکو قافیہ متراکب کہتے ہین جیسے روز ازل اور
اوج زحل کہ اول مین واو اور لام کے بیچ مین زے نقطہ دار اور الف اور رے
نقطہ دار واسطہ ہین اور تینون متحرک ہین اور دوسرے مین واو اور لام کے
بیچ مین جیم اور زے نقطہ دار اور حاے حطی واسطہ ہین اور متحرک ہین اور ایک
قسم قافیہ کی اور ہے کہ اُسکو متکاوس کہتے ہین یعنی دو ساکن کے بیچ مین چار متحرک
واسطہ ہون مگر اُس قسم کے الفاظ فارسی مین کبھی نہین آتے چہ جاے الفاظ اردو
اور عرب کے قافیون کے ساتھ خاص ہے اسواسطے اُسکی مثال یہان مرقوم نہین کی
گئی معلوم کیا چاہیے کہ یہ تقسیم ظاہراً موافق خلیل ابن احمد عروضی کی تعریف کے ہے اور
خلیل ابن احمد کے موافق حد قافیہ کے بیت کی حرف اخیر سے ساکن اول تک ہے
کہ اُسکے ماقبل ہو پس لفظ غدیر مین حرف یاے تحتانی اور رے بے نقطہ قافیہ ہے
اسواسطے کہ غدیر مین پہلا ساکن ماقبل روی کے یاے تحتانی ہے اور لفظ محرم مین حاے
حطی اور رے بے نقطہ اور میم اور برگ تر مین پہلے رے بے نقطہ اور کاف اور تے
اور رے بے نقطہ اخیر کی اور اوج زحل مین واو اور جیم اور زے نقطہ دار اور حاے حطی اور لام
قافیہ ہے لیکن اس صورت مین یہ امر لازم آتا ہے کہ حروف قافیہ کے نو مین محصور نہین
رہتے بلکہ زیادہ ہو جاتے ہین کسواسطے کہ محرم مین حے اور رے اور برگ تر مین رے
اور کاف اور تے اور اوج زحل مین واو اور جیم اور حے اس تعریف کی موافق قافیہ مین داخل ہین

اور چاہیئے کہ ان حرفون کا بھی کچھ نام ہوتا اور حال یہ کہ کسی کے نزدیک انکے واسطے
نام نہین ہے جب یہ معلوم ہو چکا اب چاہیئے کہ قافیہ مترادف بحر ہزج مین جب ہوتا ہے
کہ عروض اور ضرب مقصور ہو یعنی مفاعیل لام کے سکون سے یا اہتم ہو یعنی فعول لام
کے سکون سے مفاعی سے بدلا ہو اور بحر رمل مین جب ہوتا ہے کہ مقصور ہو یعنے فاعلات
تے کے سکون سے یا مشعث ہو یعنی مفعولن مفاعلتن سے بدلا ہو اگرچہ کہ فاعلتن
بسبب سکون لام کے مستعمل نہ تھا اور بحر مضارع مین قصر اور تسبیغ کی حالت
مین کسواسطے کہ مضارع مسدس کے اخیر مین مفاعلن ہے اور وہ جب مقصور ہوگا
مفاعیل سکون لام کے ساتھ باقی رہیگا اور جب مسبغ ہوگا مفاعیلان ہو جائیگا اور
بحر سریع مین وقف کی حالت مین کسواسطے کہ وقف سے جب تے مفعولات کی ساکن
ہوئی مفعولان سے اسکو بدل لیا اور بحر رجز مین تذال ہونے کی حالت مین کسواسطے
مستفعلن بسبب الف زیادہ کرنے کی مستفعلان ہو جائیگا اور بحر متقارب مین قصر کی
حالت مین یعنی جسوقت فعولن سے فعول لام ساکن ساتھ رہجاوے اور قافیہ متواتر
بحر ہزج مین جب واقع ہوتا ہے کہ عروض اور ضرب یا سالم ہون یعنی مفاعیلن یا
محذوف ہون یعنی فعولن بدلا ہوا مفاعی سے اور بحر رجز مین جبکہ مقطوع ہون
یعنی مفعولن مستفعل سے بدلا ہو بسبب سکون لام کے اور بحر رمل مین جبکہ سالم ہون
یعنی فاعلاتن یا مخبون ہون یعنی فعلاتن بدون الف کی یا مقطوع ہون یعنی فعلن عین
ساکن سے کسواسطے کہ فاعلاتن مین قطع اسطرح سے ہوتا ہے کہ اسکے آخر سے سبب خفیف
گرا دین اور اسکے وتد مجموع مین سے حرف ساکن کو گرا کر اسکے ماقبل کو ساکن کرین
پس اس صورت مین فاعل لام ساکن کے ساتھ باقی رہتا ہے اسکو فعلن سے بدل لیا کرتے ہین

اور بحر مضارع مین جب واقع ہوتا ہی کہ عروض اور ضرب سالم ہون یعنی فاع لاتن
منفصل اور بحر متدارک مین جبکہ مقطوع ہون یعنی فعلن عین کے سکون سے
بدلا ہوا اُس فاعل سے کہ فاعلن سے بسبب نون کے گرنے کے اور لام کے
ساکن ہو جانے کے باقی رہا تھا اور بحر متقارب مین جبکہ سالم ہون یعنی فعولن اور
رباعی مین ابتر یعنی فع کیونکہ اسکے ماقبل یا مفاعیلن آویگا یا مفعولن پس مفاعیلن
یا مفعولن کے نون اور فع کے عین کے بیچ مین ایک حرف متحرک واقع ہو گیا
اور قافیہ متدارک بحر رجز مین جب آتا ہی کہ سالم ہون یعنی مستفعلن یا مخبون یعنے
مفاعلن بدلا ہوا مستفعلن محذوف السین سے اور بحر رمل مین محذوف یعنی فاعلن
بدلا ہوا فاعلا سے اور بحر متدارک مین جبکہ سالم ہون یعنی فاعلن اور بحر مضارع مین
جبکہ محذوف ہون یعنی فاع لن بدلا ہوا اُس فاع لا سے کہ فاع لاتن منفصل سے
باقی رہا ہی اور بحر سریع مین جبکہ مطوی مکسوف ہون یعنی فاعلن کسواسطے کہ مفعولات
سے جب ساکن جو تھا یعنی واو بسبب طے کے اور تاے فوقانی بسبب کسف
کے گر پڑی مفعلا باقی رہا اُسکو فاعلن سے بدل لیا اور بحر منسرح مثمن مین بھی مطوی
مکسوف کسواسطے کہ عروض اور ضرب اسمین مفعولات اور طے اور کسف سے
مفعلا رہکر فاعلن سے بدلا جائیگا اور بحر ہزج مین جبکہ مخبون ہون یعنے مفاعلن اور
متقارب مین محذوف یعنی فعل بدلا ہوا فعو سے کسواسطے کہ اسکے پہلے فعولن
ہوگا پس فعولن کے نون اور فعل کے لام کے بیچ مین دو متحرک واقع ہوے اور
بحر کامل مین سالم یعنی متفاعلن یا مضمر یعنی مستفعلن بدلا ہوا متفاعلن مضمر سے
یعنی چونکہ اسکی تے بسبب اضمار کے ساکن ہوتی تھی مستفعلن سے بدلا گیا اور قافیہ

متراکب بحر زمین لشبر داعروض اور ضرب کے مطوی واقع ہونے کے آتا ہے یعنے
متفعلن اور قافیہ متکاوش اشعار فارسی مین بھی نہین آتا چہ جاے اشعار اُردو کے
اِسواسطے اسکی مثال مرقوم نہین ہوئی

شعبہ چھٹا ردیف کے بیان مین

ردیف وہ لفظ ہی کہ بعد قافیہ کے واقع ہو خواہ ایک کلمہ ہو خواہ زیادہ اکثر اس
بات پر ہین کہ ردیف سبب ہی متحد المعنی چاہئیے اور بعضے یہ کہتے ہین کہ اگر ردیف
باعتبار معنی کے مختلف ہو مضایقہ نہین اور یہ امر حق ہی کسواسطے کہ فارسی اشعار مین
اسطرح کی ردیف کثیر الوقوع ہی اور اگر کوئی کہے کہ ایسے لفظ کو کہ بعد قافیہ کے
متحد اللفظ اور مختلف المعنی ہو اُسکو ردیف کہنا کیا ضرور ہی چاہیئے کہ اُسکو بھی قافیہ کہین
اور وہ شعر ذو قافیتین ہو کسواسطے کہ قافیہ کے ہونے کے واسطے اختلاف معنی کا
بھی کفایت کرتا ہے۔ ہم کہتے ہین کہ اگر فقط ایک شعر مین یہ امر ہو تو یہ کہنا بھی ممکن
ہے اور اگر غزل مین ایک ردیف اس صفت کے ساتھ ہووے اور باقی ردیفین
متحد المعنی وہان ذو قافیتین اعتبار کرنا درست نہین بہرکیف مثال ردیف
متحد المعنی کی اس شعر مین سودا کے شعر جی مراجھ سے یہ کہتا ہے کہ ٹل جاؤنگا +
ہاتھ سے اس دل نالان کے نکل جاؤنگا + ٹل اور نکل قافیہ ہی اور جاؤنگا ردیف
اور مثال ردیف متحد اللفظ اور مختلف المعنی کی یہ شعر شعر مرین ہم اور بیجے بزم یار مین
قانون + یہ دیکھتے ہین عجب اس دیار مین قانون + پہلے مصرع مین قانون بمعنی ساز کے
اور دوسرے مصرع مین بمعنی قاعدہ کے اور یہ اشعار سودا کے قصیدہ کی اسی طرح کی
ردیف رکھتے ہین مطلع مثل زبان خامہ ہین گرچہ نبی و امام دو + معنی تو انمین ایک ہے

گو کہ ہوے بنام دو + اور بعد چند اشعار کے یہ شعر کہا ہی شعر چاہے تھی طبع
میری یون طول دے اس کلام کو + کیسے بنی علی سے یون اسکا صلہ تمام دو +
اور باقی اشعار مین دو بمعنی عدد کے ہی اور اس شعر مین دینے سے مشتق ہے اور
کبھی تمام شعر قافیہ اور ردیف ہی ہوتا ہی سه سر اپنا نثار فرق جانان کیجئے + زر
اپنا نثار فرق جانان کیجے + گھر کافی ہی ایک کوے دلدار ہین + گھر اپنا نثار فرق
جانان کیجے + اور اختلاف ردیف کا باعتبار لفظ کے ہرگز درست نہین لیکن بعد
اشارہ کے اگر ردیف کا باعتبار لفظ کے ہرگز کو بدل دین مضائقہ نہین چنانچہ
اردو گویون کی رسم ہی کہ ایک غزل لکھکر مقطع مین اشارہ کرکے دوسری غزل
ردیف بدل کر کہتے ہین اور چونکہ یہ امر بہت شہرت رکھتا ہی اسمین احتیاج مثال کی
نہین اور کبھی دو قافیتین شعر مین دونون قافیہ کے بیچ مین ردیف لاتے ہین
اس ردیف کو حاجب کہتے ہین اور یہ ایک قسم صنائع لفظی کی ہی اسکی مثال علم
بدیع کے شجرہ مین مذکور ہو چکی اور یہ شعر بھی اسی قبیل سے ہے شعر چھپتا تر اخیر سے
ہے یار اب معلوم + ہم پھرتے ہین یہ بہر دیار اب محروم + اس مقام مین حدیقہ چوتھا
قافیہ اور ردیف کے علم کا تمام ہوا

حدیقہ پانچوان معمی کے فن مین

معلوم کیا چاہیئے کہ یہ فن ایک شعبہ ہی بدیع کا اور معما ایک صنعت ہی صنائع لفظی سے
لیکن از بسکہ اس فن کے قواعد اور فروع اسکے منتشرہ ہین گویا برا سے ایک فن علیحدہ
معلوم ہوتا ہی اور یہ فن طبائع فہیم کے نزدیک الطف فنون کا اور الذ اشیا کا ہے
لیکن چونکہ بیشتر اشخاص کو بسبب وقت کی اس طرف رغبت کم ہی اسواسطے صاحب والا مناقب

بوٹرس صاحب پرنسپل بہادر دام اقبالہ کا ارشاد اسطرح پر ہوا کہ اس فن کو ترک کرنا چاہیے
اس سبب سے مترجم بموجب اس عبارت کے کہ المامور معذور اس حدیقہ کے ترجمہ
سے ہاتھ اُٹھا کر خاتمہ کا ترجمہ کرتا ہے

خاتمہ کتاب کا سرقات شعری یعنی شعر کی چوری کے بیان مین

شعر کی چوری یہ ہے کہ دوسرے شاعر کے شعر کا مضمون فقط لیکر شعر مین باندہ لین یا اُسکا شعر اپنی طرف منسوب کر لین اور یہ کئی طرح پر ہے اُسکا حال بتفصیل آویگا معلوم کیا چاہیے کہ بیان کرنا اغراض مختلفہ کا درمیان شعرا کے شایع ہے مثلاً کسی کی مدح سخاوت یا شجاعت کی مدح بخل یا نامردی کی یہ چوری مین داخل نہین یعنی اگر کسی نے کسی کی سخاوت یا شجاعت کی مدح کی پھر دوسرے نے بھی انھین مین سے کسی چیز کی مدح کی تو یہ نہین کہینگے کہ اُسنے اُس پہلے شاعر کا مضمون چورالیا کسواسطے کہ یہ امر عادت مین داخل ہو گیا ہے انھین چیزون کی مدح بیان کرینگے فصیح اور غیر فصیح اسمین شریک ہے لیکن وہ امور کہ اغراض پر دلالت کرین مثل استعارہ اور تشبیہ اور کنایہ البتہ اُنکا سرقہ ہو سکتا ہے یعنی اگر ایک شخص نے ایک تشبیہ یا استعارہ اختراع کیا اور دوسرے نے بھی اُسی کو استعمال کیا تو کہ سکتے ہین کہ اُسنے اُس پہلے شاعر کی تشبیہ یا استعارہ کو چورالیا مگر بعض تشبیہین یا استعارے ایسے ہین کہ سب شعرا مین شایع ہو گئے ہین مثلاً آنکھ کی تشبیہ نرگس یا زبان کی سوسن یا رخسار کی یا ماہ سے اور بہادر کی تشبیہ شیر سے یا سخی کی حاتم سے اور علی ہذا القیاس اس قسم کی تشبیہات کا استعمال سرقہ مین داخل نہین جب یہ معلوم ہو چکا اب جاننا چاہیے کہ شعر مین سرقہ دو قسم پر ہے ایک ظاہر اور دوسرا غیر ظاہر اور سرقہ ظاہر کئی قسم پر ہے قسم اول کہ دوسرے کے شعر کو بغیر تغیر کے اپنا ٹھہرالین اسکو نسخ اور

ابتہال کہتے ہین یہ سرقہ کمال معیوب ہے اور اگر کوئی ایسا موزون کرے کہ وہی بعینہ
دوسرے کے دیوان مین نکل آوے اور اُس کہنے والے کو اصلا اُسپر اطلاع نہو
اسکو توارد کہتے ہین نہ سرقہ اور یہ کمال تیزی فکر پر دلالت کرتا ہی قسم دوسری یہ ہی
کہ کسی کے مضمون کو تمام الفاظ یا بعضے الفاظ کو لیکر اُسکی ترتیب بدل دین اگر اول سے
اُسکی ترتیب بہتر ہوگی البتہ طبائع کے مقبول ہوجاویگی جیسے یہ شعر درد کا شعر
جب آنکھ نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھ + جب آنکھ کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہمنے + اور اس
شعر مین بعینہ وہ الفاظ موزون کرلیے ہین شعر دیکھا نہ تھا تجھے جب ہم دیکھتے تھے سب
کچھ + جب ہمنے تجھکو دیکھا پھر ہمنے کچھ نہ دیکھا + قسم تیسری یہ ہی دوسرے کا مضمون
لیکر اور الفاظ مین باندہ لین جیسے یہ دو سرا شعر سودا کے اشعار کیا تاب ہی جو منھ پہ ترے
آوے آفتاب + دیکھے جو بھر نگاہ تو جل جاوے آفتاب + کرتی ہے مرے دل مین تری
جلوہ گری رنگ + اس شیشہ مین ہر آن دکھاتی ہی پری رنگ + ان دو شعرون مین
وہ دونون مضمون بندھے ہین شعر خورشید کو کیا طاقت جو سامنے وہ آوے + گرمی سے
ترے رخ کے وہ صاف ہی جل جاوے + ترے جلوے سے میرے دل مین ہر دم برق
کوندے ہی + پری کی شوخی رفتار اس شیشہ کو روندے ہی + اور سرقہ غیر ظاہر بھی کئی
کئی قسم پر ہی اول یہ ہی کہ معنی دو شعر کے آپسمین مشابہت رکھتے ہون جیسے ان دو
شعرون مین شعر گلشن دہر مین جون خار ہی اب قدر مری + جسکے دامن سے لگون وہ
ہی وہ جھڑاتا ہی مجھے + یون کدورت مجھسے ہی عالم کو مانند غبار + آسرا لون جسکے دامن کا
وہ دامن دے جھٹک + قسم دوسری یہ ہی کہ شعر اول مین ادعا خاص ہو اور دوسرے مین عام
جیسے یہ دو شعر شعر گر صید گہ مین باقی کوئی نہین تو ظالم + گو صید ناتوان ہون پر کر شکار مجھکو +

تنہا ترے شکار کو عالم میں اب نہیں + باقی بغیر نرگس خوبان کوئی غزال + پہلے
شعر میں فقط صیدگاہ کے شکاریوں کی نفی ہے اور دوسرے میں تمام عالم کے شکار کی
قسم تیسری یہ ہے کہ مضمون کو ایک جاے سے دوسری جاے میں نقل کریں جیسے ان
دو شعروں میں جرأت کے شعر بہتر گل بازی کا دلا کاش تو پاتا + ہاتھوں سے جو گرتا
تو وہ آنکھوں سے اٹھاتا شیخ ابراہیم ذوق شعر میرے زخموں میں پر کر دو نمک اب
بچاؤ گے + گر بگا گر زمین پہ تو آنکھوں سے اٹھاؤ گے + اول شعر میں بنسبت آنکھوں سے
اٹھانے کی گلبازی کی طرف ہے اور دوسرے میں نمک کی طرف قسم چوتھی یہ ہے کہ
دوسرے شعر کے معنی پہلے شعر کے معنی کے ضد ہوں جیسے ان دو شعر میں شعر صندلی
رنگ پہ میں مر ہی گیا + درد سر کیا کہ اب اوہ سر ہی گیا + صندلی رنگوں پر کیا دیں
جان ہم + کسکو ہے اس درد سر کا اب دماغ + قسم پانچویں یہ ہے کہ کسی اور مضمون سے
کچھ لیکر اور چیزیں ایسی بڑھاویں کہ بہ نسبت اول کے زیادہ لطف ہو جاوے
جیسے ان دو شعروں میں شعر اول مومن کا شعر خونبہا قاتل بیرحم سے مانگا کسنے
کہ فرشتے مجھے یاں داغ درم دیتے ہیں + دوسرا شعر شیخ ابراہیم ذوق کا شعر
کشتی تھی ماہی بریان کہ وبیران قضا + داغ دیتے ہیں اسے جسکو درم دیتے ہیں + ظاہر
ہے کہ اول شعر میں داغ درم دینا اور خونبہا مانگنا محض ادعا ہے اور دوسرے شعر میں
داغ دینا اور صاحب درم ہونا ثابت ہے اول شعر سے داغ اور درم کا مضمون اخذ
کر کے ایسی طرح سے ادا کیا کہ اسکی نسبت بہت بلیغ ہو گیا - جاننا چاہیے کہ جب یہ معلوم
ہو جاوے کہ دوسرے شخص نے پہلے شعر میں سے اس مضمون کو چرا لیا ہے اسوقت اسپر سرقہ کا
حکم کرینگے ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ بطریق توارد کے ہوا اور ان مثالوں کے اشعار کا بھی یہی

خاتمہ [illegible] سی بحث کی ملحقات مین سے تضمین اور اقتباس ہے اور یہ وہ ہی کہ دوسرے کا کلام کسی طرح سے اپنے کلام مین لے آوے کہ سیاق کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی اسی کا کلام ہی چنانچہ اکثر کلام اللہ کی آیت یا حدیثون کو اپنے کلام مین مذکور کرتے ہین اور فارسی اور اُردو کہنے والے اکثر اُسپر اشارت بھی کر دیتے ہین تاکہ سرقہ کے احتمال سے کلام مبرا ہو جاوے جیسے یہ شعر سودا کا شعر مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد ✚ جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون ✚ مصرع اخیر خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ والغفران کا ہے ترجمہ حدائق البلاغت کا تمام ہوا اور شائقین کو بروقت مطالعہ کرنے کے یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ مترجم فقط کتاب کے اصل مطلب پر قانع نہین ہوا بلکہ جس مقام مین سوا اُسکے اور مطلب مناسب پائے ہین اُنہین زیادہ کر دیے ہین اور چند جا ایسا بھی ہوا ہی کہ جو ترتیب مصنف کی اپنی رائے ناقص مین پسند نہین آئی اسکو تغیر دیکر اور ترتیب سے لکھا ہی ازبسکہ انسان ضعیف البنیان کی سرشت سراپا سہو اور خطا ہی اگر وہ مترجم کے زعم کے موافق نسخہ کشش مروت مین چشم پوشی کرنا بہتر اُس سے ہی کہ کسی کے اظہار عیب مین سعی کرین صدق اللہ عز و جل اذا مروا باللغو مروا کراما

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ نسخہ ترجمہ حدائق البلاغت مولفہ عالم اجل ماہر اکمل مجمع دانائی مولٰنا امام بخش صاحب صہبائی حسب استدعاء شائقین مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین بعلو ہمتی معلے القاب عالیجناب منشی پراگ نراین صاحب اوس بہار گو مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام پنڈت شیام ناتھ صاحب مہتمم بماہ فروری سنہ ۱۹۱۵ء دوسری مرتبہ چھپا

1915. Ed. [illegible]

PK
6357
S239
1915